الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

مجلس مشاورت

- مولانا عبد الرشید انصاری
- پروفیسر مزمل حسن
- مولانا منصور الرحمٰن
- جناب عمر فاروق
- مفتی افضل محمد صدیقی

ترتیب و پروف ریڈنگ

- مولانا عبد الشکور
- مولانا سہیل احمد
- مولانا مفتی صفی اللہ
- مفتی محمد عمر خان

قیمت نعت نمبر ۲۰۰ روپے

رابطہ: دار التصنیف و دفتر ماہنامہ الاحسن

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان فون نمبر 0300-2608763

احسن الترتیب

بسم الله الرحمن الرحيم

معارف ومحاسن
مدیر اعلیٰ کے قلم سے

بسم الله الرحمن الرحيم

إقرأ باسم ربك الذي خلق

خلق الإنسان من علق

إقرأ وربك الأكرم الذي علم بالقلم

علم الإنسان ما لم يعلم

صدق الله العظيم

القرآن الحكيم

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ حمداً کثیرا سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا اللہ اکبر کبیرا اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۝ (سورۂ انبیاء ۱۰۷)

''ماہنامہ الاحسن'' کے کارپردازوں کی طرف سے چونکہ نعت نمبر کے اجرا کا انعقاد ہو رہا ہے۔اس سلسلے میں بعض اطراف علم اور آداب پیش خدمت ہیں۔

دین و دنیا کے پروگرام میں اسلامی طریقہ اور ادب

اسلامی طریقہ اور ادب یہ ہے کہ کسی بھی دین و دنیا کے پروگرام میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے اور پھر درود شریف پڑھا جائے اور پھر دعا مانگی جائے۔چودہ سو سالوں سے مسلمانوں کے یہاں یہی عمل رہا ہے بعض جگہ جلسے وغیرہ میں یا کسی بھی پروگرام میں نعت یا درود شریف سے آغاز کیا جاتا ہے جو کہ احادیث اور آداب دین کی خلاف ورزی ہے۔اس سلسلے میں مبتدعین زمانہ جن عوامل کے مرتکب ہیں وہ تو بجائے خود ایک سانحہ ہے اور ''اونٹ اونٹ تیری کون سی کل سیدھی'' کا مظہر ہیں مگر خود اہل حق علماء اور اولیاء بعض مقامات پر بے توجہی میں اس کے خلاف کر بیٹھتے ہیں۔ذیل میں ہم صرف جامع ترمذی کتاب الدعوات سے اور اواخر کتاب الصلوٰۃ سے چند احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ قدردانوں پر یہ حقیقت

واضح ہوجائے کہ سب سے پہلے دعاوغیرہ میں اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا ہے پھر درودشریف ہے اورپھر دعا ہے چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے

"باب ماذکر فی الثناء علی اللہ والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل الدعاء "حدثنامحمود بن غیلان نایحیٰ بن ادم ناابوبکربن عیاش عن عاصم عن زرعن عبداللہ قال کنت اصلی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکروعمرمعہ فلماجلست بدأت بالثناء علی اللہ ثم الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم دعوت لنفسی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سل تعطہ سل تعطہ" (ترمذی ج۱ص۱۳۰)

حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر اورحضرت عمررضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ نمازیں پڑھیں اورمیں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء پھر درودشریف پھراپنے لئے دعائیں مانگیں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایااب آپ دعامانگیں اورجوتم مانگو گے وہ دیا جائے گااورآپ نے یہ دومرتبہ فرمایا۔

اس روایت میں تصریح ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمدوثناء پھر درودشریف اورآخیرمیں دعامانگی جائے گی۔خودترمذی جلدثانی جامع الدعوات میں ہے کہ ایک شخص نے اسی ترتیب کالحاظ نہیں کیا"فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجلت ایہاالمصلی" اےنمازی آپ نے جلدی کی اورجب آپ دعامانگنے لگیں تو پہلے اللہ کی حمدوثناء کروپھرمجھ پر درودبھیجوپھر دعامانگو۔اس روایت میں بھی درورد شریف دعا سے پہلے اورحمدوثناء درودشریف سے پہلے اوراس کے خلاف کرنے والے کوعجلت بازکہا ہے۔چنانچہ ایک دوسرے آدمی پہلے اللہ تعالیٰ کی حمدکی پھردرودشریف پڑھا"فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایہاالمصلی ادع تجب" "اےنمازی اب دعامانگوقبول کی جائے گی۔

(ترمذی ج۲ص۱۸۵،۱۸۶)

ایک اورشخص کوآنحضرت ﷺ نے آداب دعاسمجھائے"اذاصلی احدکم فلیبدأ بتحمیداللہ

والثناء علیه ثم لیصل علی النبی صلیٰ اللہ علیه وسلم ثم لیدع بعد ماشاء " آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء پڑھے پھر درود شریف پھر جو دعا چاہے وہ مانگے۔

(ترمذی ج۲ص۱۸۶)

اس روایت میں حمد کے بعد پھر درود کی وضاحت اور صراحت موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی خیر کے کام میں نعت نبوی یا درود شریف سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہونا بہتر ہے اور درود شریف کے الفاظ سے دعا شروع کرنا یا جلسے کا آغاز نعت سے کرنا بہتر نہیں۔ محدث العصر شارح الترمذی حضرت مولانا سید یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ معارف السنن میں لکھتے ہیں:

" فافتتاح الدعاء بالثناء علی اللہ علی ما ھو اھله ، ثم الصلاۃ علیه صلی اللہ علیه وسلم "

(معارف السنن ج۳ص۱۲۵)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل درود شریف میں صفحہ نمبر ۱۲۸ سے ۱۳۲ تک اس سلسلے میں مکمل بحث فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ درود شریف آخر میں ہی پڑھنا بہتر اور اصح ہے۔

اس کے علاوہ دیکھا گیا ہے کہ اوراد ووظائف تلقین کرتے وقت اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے اول وآخر درود شریف پڑھیں۔ واضح رہے کہ احادیث وفقہ کی روشنی میں یہ بات بھی نامناسب ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ درود شریف اخیر میں ہی پڑھا جائے۔

نبی کریم ﷺ کا سب سے بڑا اعجاز

اللہ رب العزت کی جانب سے وحی کا پاک سلسلہ انبیاء کرام کی راہنمائی، امداد اور ان کی امتوں کی ہدایتِ عامہ کے لئے شروع کیا گیا۔ جتنے انبیاء کرام مبعوث ہوئے ان میں سے کچھ پیغمبر ایسے تھے جن کو اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز کیا گیا۔ کسی نبی پر ۱۰ مرتبہ تو کسی پر ۵۵ بار، کسی پر ۱۸ مرتبہ تو کسی پر ۸۰ مرتبہ وحی بھیجی گئی لیکن انبیاء کے سرخیل وسرتاج، سرورِ کونین، رونقِ دوجہاں، ختم المرسلین جناب نبی کریم ﷺ کی جانب ۲۳

سال کے عرصہ میں تقریباً ۲۵،۰۰۰ (پچیس ہزار) مرتبہ وحی بھیجی گئی۔ اسی طرح آپ ﷺ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ گزشتہ تمام آسمانی کتب اور صحیفوں میں آپ ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کے مقامات کا تذکرہ موجود ہے اور گزشتہ تمام کتابوں اور صحیفوں کا تعارف آپ ﷺ پر نازل کردہ کتاب قرآن کریم ہی سے ہوا۔

لفظِ نعت کا تعارف

جناب نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں تعریفی کلمات ادا کرنا یا حضرت ﷺ کے اوصافِ جلیلہ اور خصالِ حمیدہ کو بیان کرنے کو نعت کہا جاتا ہے۔ صاحبِ تاج العروس نے نعت کے معنیٰ 'وصف' کے لکھے ہیں خصوصاً جب کسی چیز کے وصف میں مبالغہ سے کام لیا جائے تو اسے نعت کہا جاتا ہے۔

ابن سید ؒ فرماتے ہیں کہ ہر بہترین اور خاص چیز کی تعریف میں جب مبالغہ کیا جائے تو وہ نعت کے مفہوم میں آتا ہے۔

صاحبِ قاموس اللغات لکھتے ہیں کہ نعت اسے کہتے ہیں جس میں کسی انسان کی جسمانی خوبیوں یا حلیہ کو بیان کیا جائے۔ یہی رائے ابن الاثیر کی بھی ہے۔

نعت، وصف، ثناء، حمد، مدح، منقبت تقریباً ہم معنیٰ الفاظ ہیں لیکن نعت کو ان تمام میں فوقیت حاصل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظِ نعت اوصاف حسنہ اور خصال محمود کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس میں کسی بھی شئے کے سرسری اوصاف بیان نہیں ہوتے بلکہ کمال تک بیان کیا جاتا ہے۔

دراصل ہر وہ شعر کہ جس کو پڑھنے سے انسان جنابِ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے قریب ہوجائے اسے نعت کہتے ہیں، صحیح معنوں میں نعت وہ ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ پیکرِ نبوت اور محاسن کے علاوہ حضرت کا مقام نبوت اور مقصد نبوت بھی بیان کیا گیا ہو۔ گویا نعت گوئی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس میں جناب نبی کریم ﷺ کا نام لیا جائے بلکہ آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کی ثناء، آپ ﷺ کا جمال ظاہری، شجاعت وسخاوت، دیانت وامانت، صداقت وعدالت، آپ ﷺ کے اصحاب اور آپ کی آل کی مدح، آپ کے معجزات کا تذکرہ، انبیاء کرام پر آپ کی فضیلت، کفار کے مقابلہ میں آپ ﷺ کا دفاع، یہ سب کے سب

نعت کے موضوعات ہیں جن سے اس کے موضوع کی عظمت اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ نعت متنوع موضوعات اور رنگا رنگ مضامین پر مشتمل ہے اور اس میں جناب نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

نعت اور احتیاط

آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں نعت کہنا دشوار امر ہے کیوں کہ اگر تجاوز کیا گیا تو غلو اور گناہ ہوگا اور اگر کمی کی گئی تو تنقیص بھی شدید جرم ہے یہ دونوں صورتیں حفاظت ایمان کیلئے خطرہ ہے کیونکہ اگر اس میں تھوڑی سی کمی کی گئی تو وہ جناب نبی کریم ﷺ کی توہین کا سبب بنے گی اور اس میں حد سے زیادہ مبالغہ شرک کی حدوں تک پہنچ جائے گا گویا یوں سمجھا جائے کہ نعت گوئی ایک پل صراط ہے کہ اگر ذرا سی بھی لغزش اس میں واقع ہوگئی تو انسان بہت بڑی ٹھوکر کھاتا ہے۔ نعت کہنے کے لئے ضروری ہے کہ حفظ مراتب کا بہت زیادہ خیال کیا جائے اور خدا اور بندے کے درمیان اور الوہیت اور نبوت کے درمیان فرق کا لحاظ کیا جائے۔ جن شعراء نے اس میں بد احتیاطی کی ہے انہوں نے شدید نقصان اٹھایا ہے۔ اس لئے شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار کی اصلاح فقیہۃ ھذہ الامۃ بعد الاربعۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے اصلاح کراتے تھے جس کی کچھ اشباہ صحاح میں موجود ہیں اس لئے نعت نمبر کے مخلصین کو تاکید ہے کہ وہ اس سلسلے میں احتیاط فرمائیں اور صرف ان علماء اور اولیاء صلحاء شعراء اور بزرگوں کے نعتیہ کلام شامل اشاعت کریں جو صراط مستقیم کے تر ازو سے شرع شریف کے موافق ہوں۔

اہل فن میں ایک شعر بہت مشہور ہے

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفٰی ہو کر

اس شعر میں اگر چہ آنحضرت ﷺ کی منقبت کو بیان کیا گیا ہے لیکن حقیقتاً یہ شعر توحید کے سراسر منافی ہے اور کفریہ عقائد پر مشتمل ہے اور نبوت کے مقامات کے بھی خلاف ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کے لئے لفظ شہنشاہ کا استعمال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ایک باب قائم کیا ہے "باب ابغض الاسماء الی اللہ تبارک و تعالیٰ" اور یہ حدیث لائے ہیں "قال قال رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم اخنی الاسماء یوم القیٰمۃ رجل تسمی ملک الاملاک" آگے چل کر ملک الاملاک کا معنیٰ سفیان سے نقل کیا ہے "تفسیرہ شاھان شاہ" (بخاری ج۲ص۹۱۶)

اس حدیث کے پیش نظر اور محدثین کی اس تحقیق کے پیش نظر کسی مخلوق کا نام شہنشاہ رکھنا ناجائز اور حرام ہے اور یہ اس مخلوق کی عزت نہیں بلکہ توہین ہے اور بارگاہ الٰہی میں بھی نامناسب اقدام ہے چنانچہ اپنے وقت کے مشہور مبتدع نے جب یہ خیالی شعر کہا

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

اعلیٰ حضرت کے ملفوظات میں ہے کہ انہیں کہا گیا تھا کہ شہنشاہ کہنا ٹھیک نہیں بلکہ شعر یوں ہونا چاہئے

حاجیوں آؤ میرے شاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

مگر اعلیٰ حضرت نے منظور نہیں فرمایا اور انہوں نے اس کے جواب میں بہت سارے مصنفین کے نام لکھ بھیجے جنہوں نے اپنی کتابوں یا کتاب کے خطبوں میں آنحضرت ﷺ کیلئے شہنشاہ کا لفظ اختیار کیا ہے۔ اب یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ ان علماء میں ایک اعلیٰ حضرت ہوئے اور ان سب نے مل کر یہ نام استعمال فرمایا ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت نے یہ نہیں لکھا کہ یہ کسی حدیث یا سنت نبوی کے موافق ہے جب حدیث میں ممانعت آئی ہے تو بشمول اعلیٰ حضرت کے سب کے سب غلطی پر ثابت ہوئے۔

نیست حجت قول و فعل ہیچ پیر
قول اللہ فعل احمد را بگیر

اب اس سلسلے میں چند گذارشات پیش خدمت ہیں:

(۱) اعلیٰ حضرت نے بخاری شریف سے لاعلمی ظاہر کی کیوں کہ صحیح تحقیق کے مطابق وہ بغیر دورۂ حدیث کئے مقام اعلیٰ حضرت تک پہنچ گئے۔

(۲) جب حدیث میں اس کو منع فرمایا تو یہ عزت واحترام کیسے ہوا۔

(۳) جب پیغمبر ﷺ نے اس کو بدترین فرمایا ہے تو یہ آدب نہیں بلکہ بے ادبی کا ارتکاب ہے۔

(۴) امت محمدیہ کے جماہیر کے یہاں قرآن کریم کے بعد اصح کتاب بخاری شریف ہے اس پر عمل ضروری تھا یا امتیوں کے نام گنوانا؟

الغرض اس قسم کا ارتکاب کئی خطرات کا باعث ہے اس کے باوجود اس فرقے کا اپنے آپ کو با ادب اور دوسروں کو بے ادب کہنا ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کے مترادف ہے کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

کل میاں حجام جہاں مونڈھتا تھا اوروں کا سر
آج اسی کوچہ میں خود اس کی حجامت ہوگئی

اسی طرح شعراء میں آنحضرت ﷺ کے لئے لفظ ''لولاک'' کا استعمال بہت زیادہ ہوا ہے جیسے مشہور زمانہ شاعر مومن خان مومن کا یہ شعر ہے کہ

جہاں روح الامیں کے بال و پر جلتے ہیں بڑھنے سے
وہاں بس ''صاحبِ لولاک'' جانے اور کیا جانے

حدیثِ لولاک کی تحقیق

شعراء کو یہ مغالطہ اس بات سے ہوا ہے کہ یہ مشہور ہے کہ ''لولاک لما خلقت الافلاک'' یہ حدیث ہے۔ واضح رہے کہ یہ موضوع حدیث ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں

(۱) الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی ص ۳۲۶

(۲) الموضوعات الکبیر للقاری ص ۱۰۱

(۳) الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة للقاری ص ۲۹۵

(۴) المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع للقاری ص ۱۱۶

اسی شعر کے پہلے مصرع ''جہاں روح الامیں کے بال وپر جلتے ہیں بڑھنے سے'' میں اس بات کا ذکر ہے کہ معراج کی رات جب جناب نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو اس مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام کے پر جل گئے اور انہوں نے معذرت کی کہ میں اور آگے نہیں جاسکتا۔ یہ بات بھی صریح حدیث کے خلاف ہے اور اس کو بھی شعراء نے بہت زیادہ استعمال کیا ہے۔ واضح رہے کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جس وقت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے ہمراہ تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام ہی آپ کو وہاں لیکر گئے'' فعلا به الیٰ الجبار '' (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۱۲۰)

جناب نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک کے استعمال میں احتیاط

اسی طرح شعراء اکثر جناب نبی کریم ﷺ کا نام استعمال کرتے ہیں اور مختلف انداز سے خطاب کرتے ہیں تو اس میں اس امر کا خیال رہے کہ اس میں حد درجہ احتیاط اور ادب کی ضرورت ہے کیونکہ حضرت ﷺ کی سب سے زیادہ اور بڑی منقبت قرآن کریم میں موجود ہے اور قرآن کریم میں جناب نبی کریم ﷺ کا نام مبارک ''محمد'' اللہ رب العزت نے صرف چار مرتبہ استعمال کیا ہے:

(۱) وما محمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل　　(ال عمران ۱۴۴)

(۲) ما کان محمد ابآ احد من رجالکم　　(احزاب ۴۰)

(۳) محمد رسول الله　　(سورۂ فتح ۲۹)

(۴) والذین امنوا وعملو الصلحت وامنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم (سورۂ محمد ۲)

اور آپ ﷺ کا دوسرا بڑا نام ''احمد'' صرف ایک مرتبہ استعمال کیا ہے :

(۵) واذقال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرآءیل انی رسول اللہ الیکم مصدقالما بین یدی من التوراۃ ومبشرابرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد　(سورۂصف ۶)

جبکہ آپ ﷺ کو یا ایھا الرسل، یا ایھا النبی، یا ایھا المدثر، یا ایھا المزمل وغیرہ جیسی صفات سے یاد کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خودرب العزت نے بھی آپ ﷺ کے نام کی ناموس کا پاس رکھتے ہوئے قرآن کریم کی تقریباً (۶۰۰۰) چھ ہزار سے زیادہ آیات میں آپ ﷺ کا نام مبارک صرف پانچ مرتبہ استعمال کیا ہے۔ اسی لئے شعراء کو بھی اس سلسلے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے اور زیادہ تر آپ ﷺ کی صفات اور کمالات کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور قرآن کریم کے اندازِ بیان کی پیروی کرنی چاہئے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

قرآن کریم میں جنابِ نبی کریم ﷺ کی منقبت

اس کے علاوہ بھی جناب نبی کریم ﷺ کو قرآن کریم نے بے شمار ناموں سے یاد کیا ہے جن ناموں سے آپ کے مقامات، آپ کی صفات، آپ کے اخلاق، آپ کی عادات اور آپ کے پروگرام کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۶) یآ ایھاالنبی انا ارسلنک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا ○ وداعیا الی اللہ باذنہ و سراجامنیرًا
(احزاب ۴۶،۴۵)

(۷) انما انت منذر ولکل قوم ھاد　(سورۂرعد ۷)

(۸) بل عجبوا ان جاء ھم منذر منھم　(سورۂق ۲)

(۹) انما انت منذر من یخشٰھا　(سورۂنازعٰت ۴۵)

(۱۰) انا ارسلنک بالحق بشیرًا و نذیرًا　(سورۂالبقرہ ۱۱۹)

(۱۱) وما ارسلنک الا مبشرًا و نذیرًا (سورۂ اسراء ۱۰۵)

(۱۲) انما انت نذیر (سورۂ ہود ۱۲)

(۱۳) ان ھو الا نذیر مبین (سورۂ اعراف ۱۸۴)

(۱۴) ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یؤمنون (سورۂ اعراف ۱۸۸)

(۱۵) اننی لکم منہ نذیر و بشیر (سورۂ ہود ۲)

(۱۶) وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (سورۂ سبا ۲۸)

(۱۷) یااھل الکتٰب قد جآء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ماجاء نامن بشیر و لا نذیر فقد جآء کم بشیر و نذیر (سورۂ مائدہ ۱۹)

(۱۸) ویتلوہ شاھد منہ (سورۂ ہود ۱۷)

(۱۹) و شاھد و مشھود (سورۂ بروج ۳)

اسی طرح ایک جگہ قرآن کریم میں جناب نبی کریم ﷺ کے مقامِ نبوت کی شہادت دیتے ہوئے قرآن کریم اعلان کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی آمد اور بعثت کے یہ منکرین پہلے سے جانتے ہیں اور یہ سب ان کی گزشتہ کتابوں میں موجود ہے۔

(۲۰) الذین یتبعون الرسول النبی الا می الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یأمرھم بالمعروف و ینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ و عزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون (سورۂ اعراف ۱۵۷)

اسی طرح ایک آیت میں قرآن کریم جنابِ نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے اعلان کرواتا ہے کہ میں ہی اللہ کا نبی ہوں اور اس کے حکم کو مان لو اور میری اطاعت کرو۔

(۲۱) قل یٰٓایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض لا الہ الا ھو یحی و یمیت فأمنوا باللہ و رسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ و کلمٰتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون

(سورۂ اعراف ۱۵۸)

اسی طرح قرآن کریم میں ایک آیت ایسی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اپنا احسان جتایا ہے کہ میں نے ایک نبی تمھاری طرف تمہی میں سے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز فرض کی گئی، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض کیے گئے لیکن کسی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ یہ میرا تم پر احسان ہے اور نہ ہی کسی امت کی طرف کسی نبی اور رسول کو بھیجتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے حضرت نوح علیہ اسلام کو بھیجا یہ میرا احسان ہے، حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو بھیجا یہ میرا احسان ہے، حضرت موسیٰ علیہ اسلام، حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو بھیجا یہ میرا احسان ہے، لیکن جب نبی کریم ﷺ کا ذکر آیا تو ارشاد ہوا کہ

(۲۲) " لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم " (سورۂ ال عمران آیت ۱۶۴)

کہ ہم نے مسلمانوں پر احسان کیا ہے کہ ایک نبی انہی میں سے ان کی طرف بھیجا ہے۔

بشریت کے سلسلے میں مبتدعین زمانہ کا فریب اور جعلسازی

جناب نبی کریم ﷺ کا ایک اور بڑا مقام جس کو بار بار قرآن کریم نے ذکر فرمایا وہ "مقام عبدیت" کہ یہ نبی ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کو شرکیہ اور کفریہ ناموں سے یاد کرنے والے مبتدین زمانہ اور بے دین لوگ ہوش کریں اور غور سے قرآن کریم کو سن لیں جس میں کہیں بھی جناب نبی کریم ﷺ کو "نور" "عالم الغیب" "حاضر وناظر" کے صیغوں سے یاد نہیں کیا گیا، اگر یاد کیا گیا اور آپ ﷺ کے مناقب بیان کیے گئے تو صرف آپ کو بندہ کہا گیا یا پھر نبی اور رسول کہا گیا۔ ان آیات کو ملاحظہ فرمائیں جن میں جناب نبی کریم ﷺ کی سب سے بڑی صفت اور اللہ رب العزت کا آپ ﷺ کے اوپر سب سے بڑے احسان اور نعمت کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ صاحبِ وحی ہیں اور آپ ﷺ کے اوپر اللہ تعالیٰ نے اپنی گراں قدر کتاب اتاری ہے اور ہر بار آپ ﷺ کو "عبد" ہی کہہ کر پکارا گیا۔

(۲۳) تبٰرک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعلمین نذیرا　　(سورۂ فرقان ۱)

(۲۴) ھو الذی ینزل علیٰ عبدہٖ ایٰت بینٰت لیخرجکم من الظلمٰت الی النور (سورۂ حدید ۹)

(۲۵) ان کنتم امنتم باللہ و ما انزلنا علیٰ 'عبدنا' یوم الفرقان　　(سورۂ انفال ۴۱)

(۲۶) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ 'عبدنا' فاتوا بسورۃ من مثلہ　　(سورۂ بقرہ ۲۳)

(۲۷) فاوحٰی الیٰ 'عبدہٖ 'مآ اوحٰی　　(سورۂ نجم ۱۰)

(۲۸) الحمد للہ الذی انزل علیٰ 'عبدہ' الکتٰب　　(سورۂ کہف ۱)

(۲۹) انآ اوحینآ الیک کمآ اوحینآ الیٰ نوح و النبیین من بعدہٖ　　(سورۂ نسا ۱۶۳)

اس کے علاوہ جب معراج جیسی بڑی نعمت کا تذکرہ ہوا تو بھی قرآن کریم میں نہیں فرمایا گیا کہ ''سبحان الذی اسریٰ بنورہ'' ''سبحان الذی اسریٰ بعالم الغیبہ'' یا'' سبحان الذی اسریٰ بحاضر و ناظرہ'' بلکہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا کہ

(۳۰) سبحان الذی اسریٰ'' بعبدہٖ'' لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا　　(سورہ بنی اسرائیل ۱)

کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ''بندے'' کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف سفر کروایا۔

دوسرے مقامات پر جب آنحضرت ﷺ کی نماز جو کہ سب سے بڑی عبادت ہے کا تذکرہ فرمایا تو بھی آپ ﷺ کے لئے ''عبد'' ہی کا صیغہ استعمال ہوا۔ یہ تمام آیات مبتدعین زمانہ کی جڑیں کاٹ رہی ہیں جنہوں نے اپنی جعلسازی اور دھوکہ بازی سے اسلام کا نقشہ تبدیل کر دیا ہے اور اس کے مقابلہ میں اپنی نفس پرستی اور کاروبار کو دین کا نام دیا ہے اور اسلام سے کوسوں دور چلے گئے ہیں۔

(۳۱) ارأیت الذی ینھٰی ٥ عبدا اذا صلّٰی ٥　　(سورۂ علق ۹،۱۰)

(۳۲) وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا　　(سورۂ جن ۱۹)

اپنے من میں ڈوب کے پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اسی طرح آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ رب العزت نے آپ

ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل فرمایا جس پر قرآن کریم کی بے شمار آیات گواہ ہیں۔

(۳۳) فانہ نزل علیٰ قلبک باذن اللہ مصدقا لما بین یدیہ وھدی وبشرٰی للمؤمنین (سورۂ البقرہ ۹۷)

(۳۴) نزل بہ الروح الامین ○ علیٰ قلبک لتکون من المنذرین○ (سورۂ شعراء ۱۹۳،۱۹۴)

(۳۵) کتٰب انزل الیک فلایکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ (سورۂ اعراف ۲)

وحی کے نزول کے ساتھ ہی آپ ﷺ کی آسانی کے لئے ارشاد فرمایا گیا کہ ہم نے اس قرآن کو آپ ﷺ کی زبان کے لئے آسان کر دیا تا کہ آپ ﷺ اس کو خوب بیان کر سکیں۔

(۳۶) فانما یسرنٰہ بلسانک لعلھم یتذکرون (سورۂ دخان ۵۸)

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے بیشتر مقامات پر آپ ﷺ کے مختلف مراتب کو بہت ہی عالیشان انداز میں بیان کیا ہے۔

(۳۶) الیس اللہ بکاف عبدہ (سورۂ زمر ۳۶)

(۳۷) حریص علیکم بالمؤمنین رء وف رحیم (سورۂ توبہ ۱۲۸)

(۳۸) فذکر انما انت مذکر (سورۂ غاشیہ ۲۱)

(۳۹) وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (سورۂ انبیاء ۱۰۷)

(۴۰) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (سورۂ احزاب ۴۰)

(۴۱) یآ یھا الناس قد جآء کم برھان من ربکم (سورۂ نساء ۱۷۴)

(۴۲) فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون (سورۂ یونس ۱۶)

(۴۳) یآ یھا المزمل (سورۂ مزمل ۱)

(۴۴) یآ یھا المدثر (سورۂ مدثر ۱)

(۴۵) انا فتحنا لک فتحا مبینا ○ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر و یتم النعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما ○ (سورۂ فتح ۱،۲)

قرآن کریم میں تین سورتیں ایسی ہیں جو کہ صرف جنابِ نبی کریم ﷺ کے فضائل اور مناقب پر

مشتمل ہیں، انہی سورتوں میں جنابِ نبی کریم ﷺ کے لئے تسلی اور تشفیع کا سامان بھی موجود ہے اور آپ کے مقامات اور فضائل کو بھر پور انداز میں بیان کیا گیا ہے ۔وہ سورتیں سورۂ والضحیٰ ، سورۂ الم نشرح اور سورۂ کوثر ہیں ۔

(۴۶) والضحی ○ والیل اذا سجی ○ ما ودعک ربک وما قلی ○ وللاخرۃ خیر لک من الاولی ○ ولسوف یعطیک ربک فترضی ○ الم یجدک یتیمًا فاوٰی ○ ووجدک ضآلا فھدٰی○ ووجدک عآئلا فاغنٰی ○ (سورہ والضحیٰ ۱،۸)

(۴۷) الم نشرح لک صدرک ○ ووضعنا عنک وزرک ○ الذی انقض ظھرک ○ ورفعنا لک ذکرک ○ فان مع العسریسرا ○ ان مع العسر یسرا ○ فاذا فرغت فانصب ○ والی ربک فارغب ○ (سورۂ الم نشرح)

(۴۸) انا اعطینک الکوثر○ فصل لربک وانحر ○ ان شانئک ھو الابتر○ (سورۂ کوثر)

سورۂ کوثر میں جنابِ نبی کریم ﷺ کی منقبت تین طرح بیان کی گئی ہے ۔پہلی آیت میں جناب نبی کریم ﷺ کا مقام بتایا گیا ہے ، دوسری آیت میں آپ ﷺ کا پروگرام اور تیسری آیت میں آپ ﷺ کے دشمنوں کا انجام ۔

ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا ہے کہ خود اللہ رب العزت اور اس کے فرشتے بھی جنابِ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو یہ مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے ، گویا قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے فضائل اور مناقب کی یہ سب سے بڑی آیت ہے :

(۴۹) ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یآ یھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ○

(سورۂ احزاب ۵۶)

اسی طرح سورۂ قلم میں ابتداء ہی سے جنابِ نبی کریم ﷺ کی طرف سے دفاع کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کی جانب سے ان کفار کو جوابات دیئے گئے ہیں جو کہ آپ ﷺ کو مجنون کہتے تھے اور انہی آیات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عالی اخلاق عطا کئے گئے ہیں ۔

(۵۰) ن ○ والقلم وما یسطرون ○ ما انت بنعمت ربک بمجنون ○وان لک لاجرا غیر ممنون ○ وانک لعلٰی خلق عظیم ○ (سورۂقلم ۱،۴)

سورۂتوبہ کی ایک آیت میں ارشادفرمایا گیا ہے کہ یہ نبی ان لوگوں کے لئے جو کہ ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

(۵۱)ورحمة للذین امنوا منکم (سورۂتوبہ۶۱)

قرآن کریم کی ایک آیت میں ارشادفرمایا کہ جناب نبی کریم ﷺ کی مکمل زندگی میں تم لوگوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

(۵۲) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة (احزاب آیت ۲۱)

سورۂحجرات میں جناب نبی کریمﷺ کے آداب کوبھرپور انداز میں بیان کیا گیا ہے اور پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور پھر پوری امت کوتلقین ہے کہ اگر ان آداب میں کمی برتی گئی تو یہ تمہارے اعمال کی تباہی کا باعث ہوگا۔

(۵۳) یٓا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ (سورۂحجرات۱)

(۵۴) یٓا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (سورۂحجرات۲)

اسی طرح سورۂبقرہ میں بھی آپ کے آداب پرمشتمل ایک آیت ہے جس میں صحابہ کرام کوہدایت کی گئی ہے کہ مشتبہ ناموں سے نبی کومخاطب نہیں کیا جائے اور صاف صاف الفاظ بولے جائیں۔

(۵۵)یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا (سورۂبقرہ آیت۱۰۴)

ایک آیت میں جناب نبی کریمﷺ کی منقبت اس طرح بیان ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ اے نبی جب تک آپ ان میں موجود ہیں تو نماز آپ ہی پڑھائیں گے گویا نبی کے ہوتے ہوئے کسی بھی صحابی کونماز کی امامت کرنے کی اجازت نہیں۔

(۵۶) واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ (سورۂ نساء آیت۱۰۲)

اسی طرح ایک جگہ قرآن کریم میں جناب، نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کی قسم کھا کر آپ ﷺ سے خطاب کیا گیا ہے۔

(۵۷) لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون (سورۂ حجر آیت۷۲)

جناب نبی کریم ﷺ کے مقامات، آپ ﷺ کے کردار و اخلاق، آپ ﷺ کی صفاتِ جمیلہ اور خصال حمیدہ کا جس قدر بھی بیان کیا گیا ہے وہ کم ہے اور تمام زبانوں کے شعراء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے اور آپ کی عظمت کے سامنے اپنا عجز ظاہر کیا ہے کہ آپ کی شان بیان کرنے سے ہر کوئی عاجز ہے۔ غالبؔ کے فارسی کلام کا یہ شعر اسی اعترافِ عجز کا آئینہ دار ہے

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

باقی میں ''ماہنامہ الاحسن'' کے نائب مدیر محمد ہمایوں مغل اور ان کی عظیم کاوشوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے ان کے علم و عمل کی ترقیات کے لئے دعا کرتا ہوں جس کی عظیم جدوجہد اور کوششوں کے سیل رواں کے نتیجے میں آج جامعہ عربیہ احسن العلوم اور اس کے تمام منتظمین علماء اور طلباء معاونین اور محسنین کو اس عظیم سعادت کا موقع نصیب ہو رہا ہے۔ مجھے اس سلسلے میں طویل تمہید لکھنی تھی لیکن افسوس کہ فقدان ساعات نے بے بس کر دیا اور ان چند منتشرات پر اکتفاء کیا گیا۔

''وکم حسرات فی بطون المقابر''

والسلام

۞ میں نے اس عظیم ہستی کا مطالعہ کیا ہے ان کی شخصیت حیران کن ہے، میری رائے میں محمد کو انسانیت کا نجات دہندہ ماننا چاہئے۔(برنا ڈ شاہ)

۞ اگر آج محمد جیسا کوئی انسان ان حالات میں دنیا کی لیڈر شپ سنبھال لےتو زمین امن و مسرت کا گہوارا بن جائے گی۔(برنا ڈ شاہ)

۞ محمد کا پیغام فطرت کے دل سے براہ راست آغاز ہے۔اس کے مقابلے میں باقی جو کچھ بھی ہے وہ ہوا ہے بھی ہلکا ہے۔(تھامس کارلائل)

۞ بت پرستی اور تاریک توہمات کو ختم کرنے والا توحید اور رحمتِ خداوندی کا تصور دینے والا، ایمان کی بناء پر برادرانہ محبت، یتیموں کی پرورش، غلاموں سے احسان، شراب کی ممانعت، وہ کامیابیاں ہیں جو کہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کو حاصل نہیں ہوئیں اور یہ تعلیمات محمد ہی کی پھیلائی ہوئی ہیں۔(سر ولیم مور)

۞ محمد کے دین نے اس حقیقی آزادی کا اعلان کیا جو کہ انسان کے وہم و گمان سے بلند تھا۔اسلام کا خدا اتنا بلند و بالا ہے کہ اس کے سامنے دنیا کے تمام افکار اور نظام ہیچ ہو جاتے ہیں۔(ڈاکٹر موڈی رواِئڈن)

۞ محمد کی تعلیم کسی مقام پر بھی ناکام ثابت نہیں ہو سکتی۔ہمارا نظام ہائے تمدن اس کی حدود سے آگے نہیں جا سکا اور حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی انسان قرآن سے آگے جا ہی نہیں سکتا۔(جوہن گوئٹے)

۞ محمد رحم و کرم اور مہربانی کا پیکر تھے ان کے مقدس وجود کے اثر کو محسوس کیے بغیر کوئی شخص اس دنیا میں وقت گزار ہی نہیں سکتا۔(دیوان چند شرما)

۞ تاریخ عالم کی واحد ہستی جو مذہبی اور دنیاوی دونوں سطحوں پر حدِ انتہا تک کامیاب ہوئی ہے وہ محمد ہی کی ہستی ہے۔(مائیکل ہارٹ)

۞ محمد کے اقوال صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کے لئے علم و

حکمت کا خزانہ ہیں۔ وہ ایک روحانی پیشوا تھے بلکہ میں ان کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ کسی بھی روحانی پیشوا نے خدا کی بادشاہت کا پیغام ایسا جامع اور مانع نہیں سنایا جیسا کہ پیغمبر اسلام جناب محمد نے سنایا ہے۔ (موہن داس کرم چند گاندھی)

۞ محمد کی عظمت دیکھئے کہ انہوں نے ایک جہان کو بدل ڈالا لیکن اپنے مثالی طرز حیات اور طرز زندگی کو نہیں بدلا، وہی رکھا۔ (آر وی سی بوڈلے)

۞ محمد کا پیغام شک وشبہ اور ہر قسم کے ابہام سے پاک ہے اور ان کا قرآن توحید الٰہی کی عظیم الشان شہادت ہے۔ (ایڈورڈ گبن)

۞ نسل انسانی پر محمد کی قد آور ہستی نے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ (جان لویم ڈریپر)

۞ محمد کا جذبہ اور ولولہ ایک انتہائی بلند اور مقدس مشن کے لئے وقف تھا، وہ خدائے واحد کے پیغمبر تھے اور انہیں یہ حقیقت زندگی کی آخری سانس تک ایک ایک لمحہ یاد رہی۔ (سٹینلے لین پول)

۞ وہ قیصر تھے بغیر قیصری لشکروں کے، مذہبی مقدس تھے بغیر ظاہری آن بان کے، نہ ان کا کوئی باڈی گارڈ تھا اور نہ ہی محل دو محلا۔ اگر کسی بھی شخص کو یہ کہنے کا حق پہنچتا کہ وہ خدائی حکومت قائم کر رہا ہے تو وہ صرف اور صرف محمد ہی کہہ سکتے تھے۔ وہ قوم وسلطنت کے مقدس بانی تھے اور ان کی وجہ سے اہل علم کو ایک ایسی کتاب ملی جو معجزہ ہے سچا معجزہ۔ (ریورنڈ اسمتھ)

۞ محمد ایک انسان، سچائی، دیانت اور وفا کا پیکر تھے۔ نہ صرف عمل کا سچا بلکہ قول اور فکر میں بھی کھرا۔ ان کی بات ایسی بات ہے جو کہنے کے لائق ہے اور سننے کے قابل ہے۔ (تھامس کارلائل)

۞ مقصد کی بلندی، وسائل کی کمی میں بھی حیران کن نتائج۔ محمد نے ایسا نظام قائم کر کے دکھایا جو لافانی نظریات پر استوار ہے۔ دنیا میں انسانی عظمت کو ناپنے کے لئے جتنے پیمانے ہیں لے آؤ اور پھر خود سے

پوچھو کہ دنیا میں اس سے بڑا انسان اور کوئی گزرا ہے۔ (ایلفونس یل مرئین)

۞ اسلام کی تعلیم مساوات مسیحیوں کی طرح محض افسانہ نہیں ہے۔ محمد نے آزادی کا جو اعلان کیا وہ ان کے علاوہ کسی بھی انسان کے ذہن میں نہ آیا تھا۔ (ڈاکٹر موڈی روئی ڈن)

۞ محمد اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیائے اراضی کے لئے ابر رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقے سے انجام دیا ہو۔ (ڈاکٹر ڈے رائٹ)

۞ مسز اینی بسنٹ نے اپنے ایک لیکچر کے دوران کہا کہ "جو شخص ایسے ملک میں پیدا ہوا ہو، جس کا میں نے تذکرہ کیا، جس کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا ہو جو کہ ناگفتہ بہ حالات کا نقشہ میں نے کھینچا ہے اور جس نے ان کو مہذب ترین اور متقی بنا دیا ہو، ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کا رسول نہ ہو۔ (مسز اینی بسنٹ)

۞ محمد ایک نہایت عظیم المرتبت انسان تھے۔ وہ ایک مفکر اور معمار تھے، انہوں نے اپنے زمانے کے حالات کے مقابلے کی فکر نہیں کی اور جو تعمیر کی وہ صرف اپنے ہی زمانے کے لئے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک کے مسائل کو سوچا اور جو تعمیر کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کی۔ (میجر آرتھر گلن لیونارڈ)

۞ آپ نے سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لئے جو اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے، وہ آپ کو انسانیت کا محسن اول قرار دیتا ہے۔ (مسٹر ایڈورڈ مونٹے)

۞ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے کہ محمد ایک عظیم المرتبت مصلح تھے جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی۔ آپ کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ آپ امت کو نور حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن و سلامتی کی دلدادہ ہو جائے، زہد و تقویٰ کی زندگی کو ترجیح دینے لگے۔ آپ نے اسے انسانی خونریزی سے منع فرمایا اور اس کے لئے حقیقی ترقی وتمدن کی راہیں کھول دیں اور یقیناً یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص ہی سے انجام پا سکتا ہے کہ جس کے ساتھ کوئی نا کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً عام اکرام واحترام کا

مستحق ہے۔(کونٹ ٹالسٹائی)

۞ جنابِ محمد کی دردمندی کا دائرہ صرف انسانوں ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ انہوں نے جانوروں پر بھی ظلم و ستم توڑنے کو بہت برا کہا ہے۔(ایس مارگولیوتھ)

۞ کوئی شخص بھی محمد کی خلوص نیت، سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔(کرنل سائکس)

۞ اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد بڑے پکے اور سچے راست باز ریفارمر تھے۔(ڈاکٹر ای۔اے فریمن)

۞ اہل تصنیف محمد کے بارے میں ان کے چال وچلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر، جو کہ اہل مکہ میں کمیاب تھی، متفق ہیں۔(سر ولیم میور 'لائف آف محمد')

۞ محمد صاحب ایک ایسی ہستی تھے کہ اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر جن کے عقیدہ کے لحاظ سے وہ پیغمبر تھے، دوسرے لوگوں کے لئے محمد صاحب کی سوانح عمری ایک نہایت ہی دل بڑھانے والی اور سبق آموز ثابت ہوئی ہے۔(ڈاکٹر بدھ ویر سنگھ دہلوی)

۞ جنابِ محمد نے مسلمانوں کو ایک ایسے مذہب کے شیرازے میں منسلک کر دیا ہے جس میں صرف خدائے واحد کی پرستش اور ابدی نجات کی تعلیم تھی اور مکمل شریعت سے بہرہ اندوز کیا اور اس قانون کا حامل بنا دیا جو کہ ہر زمانے میں یکساں منفعت کے ساتھ نافذ اور رائج ہو سکتا ہے۔(مسٹر وائل ہسٹری آف دی اسلامک پیپل)

۞ جنابِ محمد کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے۔وہ ایک جامع مانع عقیدہ ہے، جو کہ ایک ہی کتاب یعنی قرآن پاک پر مبنی ہے۔وہ سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے۔(مسٹر ہولڈرسن)

۞ حضرت محمد کی تعلیمات کو ہی یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں جو کہ دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔(ڈاکٹر کلارک)

۞ اسلام کی تعلیم کی برتری، فضیلت اور منزلت اظہر من الشمس ہے۔محمد کا اسلام کامل مذہب ہے جس کا

ثبوت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات بالکل خالص ہیں۔قوانین اور آئین احسان مندی کی رو سے پوری دنیا پر واجب تھے کہ دنیا پر آپ نے تہذیب وتمدن کا جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے، اس کو کبھی بھی فراموش نہ کیا جائے اور اس کی پیروی کی جائے۔(جو کیم بولف)

۞ حضرت محمد کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا۔لوگ کتنا ہی انکار کریں لیکن آپ کی صلاحیتِ عظیمہ سے چشم پوشی ممکن نہیں۔ہم بدھی لوگ حضرت محمد سے محبت کرتے ہیں اور ان کا بہت احترام بھی کرتے ہیں۔(پیشوائے اعظم بدھ مذہب مانگ تو نگ)

۞ جب کوئی مجھ سے یہ کہتا ہے کہ جناب محمد نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا تھا،تو مجھے اس شخص کی کم فہمی پر ہنسی آتی ہے۔(ماسٹر تارا سنگھ پریسیڈینٹ سکھ لیگ)

۞ ہندوؤں اور بدھوں کی کتابوں کے مطابق جب کبھی دنیا کو کسی معلم کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو ایک معلم جلیل مبعوث ہوتا ہے۔حضرت محمد ایسے ہی معلم جلیل تھے۔حضرت محمد نے محمدیت کی تخلیق نہیں فرمائی بلکہ سچائی اور امن کے اصولوں کا اعلان فرمادیا۔(مسٹر این۔اے نگیا تھن برہمن تنظیم کے بڑے)

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

مَیں نبی ہُوں، یہ کوئی جھوٹ نہیں، مَیں عبدُالمطّلب کا بہادر بیٹا ہُوں

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ

فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

صدق الله العظيم

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

و من الصفات حیوته و بقائه — و من الخصائص کیف یشتر کان

احد فلم یک غیره فی غابر — صمد بقیٰ با لملک و السلطان

لا بدان فی الکون تظهر وحدة — من غیر ما ثان و کل فان

صفة له خلق کذلک وحدة — کصفاته العظمیٰ فلا یقفان

فعل و فرع من جلالته ذاته — لو لاه ما ذا شاب من نقصان

فا لممکنات لا صلها معدومة — و له الغنی فی کل شأن شأن

دع علة معلولها من شانها — زوجان هذی اول ذا ثان

لا بائنا منها و کان تنزلا — فا للہ مبدع سائر الاکوان

من امره مهما اراد فقال کن

سبحانهٗ من مبدئ دیّان

حکیم سنائی

ملکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نروم من بجز آن رہ کہ تو آن رہ بنمائی
ہمہ درگاہ تو جویم ہمہ درکار تو پویم
ہمہ توحید تو گویم کہ بتوحید سزائی
تو خداوند یمینی تو خداوند یساری
تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی
تو زن وجفت نہ جوئی تو خورو خفت نہ خواہی
احدا بے زن و جفتی ملکا کام روائی
نہ نیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی
تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری
تو معزی تو مذلی ملک العرش بجائی
ہمہ راغیب تو پوشی ہمہ را عیب تو دانی
ہمہ را رزق رسانی کہ تو باوجود وعطائی
نہ بدی خلق تو بودی نہ بود خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق

نہ مقامی نہ منازل نہ نشینی نہ بپائی

بری ازچون و چرائی بری از عجز و نیازی

بری از صورت ورنگی بری از عیب و خطائی

بری از خوردن خفتن بری از تہمۃ مردن

بری از بیم و امیدی بری از رنج و بلائی

تو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری

تو نمایندۂ فضلی تو سزاوار خدائی

نہ توان وصف تو گفتن کہ تو دروصف نہ گنجی

نتوان شرح تو کردن کہ تو در شرح نیائی

احد لیس کمثلہ صمد لیس کفو لہ

لمن الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی

لب و دندان سنائی ہمہ توحید تو گوید

مگر از آتش و دوزخ بودش زود رہائی

سید ناظر حسین گل چاندپوری

محفل محفل ، جلوہ جلوہ ، گلشن گلشن تیرا ظہور
برگ و گل میں ،نجم و شجر میں ،شمس و قمر میں تیرا نور

ذرہ ذرہ کل عالم کا ذکر میں تیرے ہے مشغول
کون سی جا ہے کون سا دل ہے جہاں نہیں ہے تو معمور

تو ہی ہے معبودِ خلائق ، تو ہی ہے مسجودِ جہاں
لا معبود الا انت فی الدارین ، ربِ غفور

انت قدیر کل شئی انت جلیل انت کبیر
کبر و بڑائی تیری چادر ، تجھی کو زیبا کبر غرور

تیرا وجود اور تیری وحدت ،ہر شے سے ظاہر ہے مگر
ان کے لئے اندھیر ہے دنیا جن کو نہیں ہے عقل وشعور

ایک میں مخفی تیرا جلال اور ایک میں مخفی تیرا جمال
بے شک تیری ہی تخلیق کا مظہر ہیں یہ نار و نور

موسیٰ گرے بے ہوش زمیں پر پارہ پارہ ہو گئے سنگ
کر نہ سکا برداشت منور تیری تجلی کوہِ طور

کافی مجھ کو تیری رحمت دنیا ہو یا عقبیٰ ہو
تیرے بغیر عبث ہے ہر شے جنت ہو یا حور و قصور

تیرے در کا ادنیٰ گدا ہے عاجز ہے محتاج ہے گلؔ
تو مالک ہے میں مملوک ، اور تو قادر میں مجبور

مناجات

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا

پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا

ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر

لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا
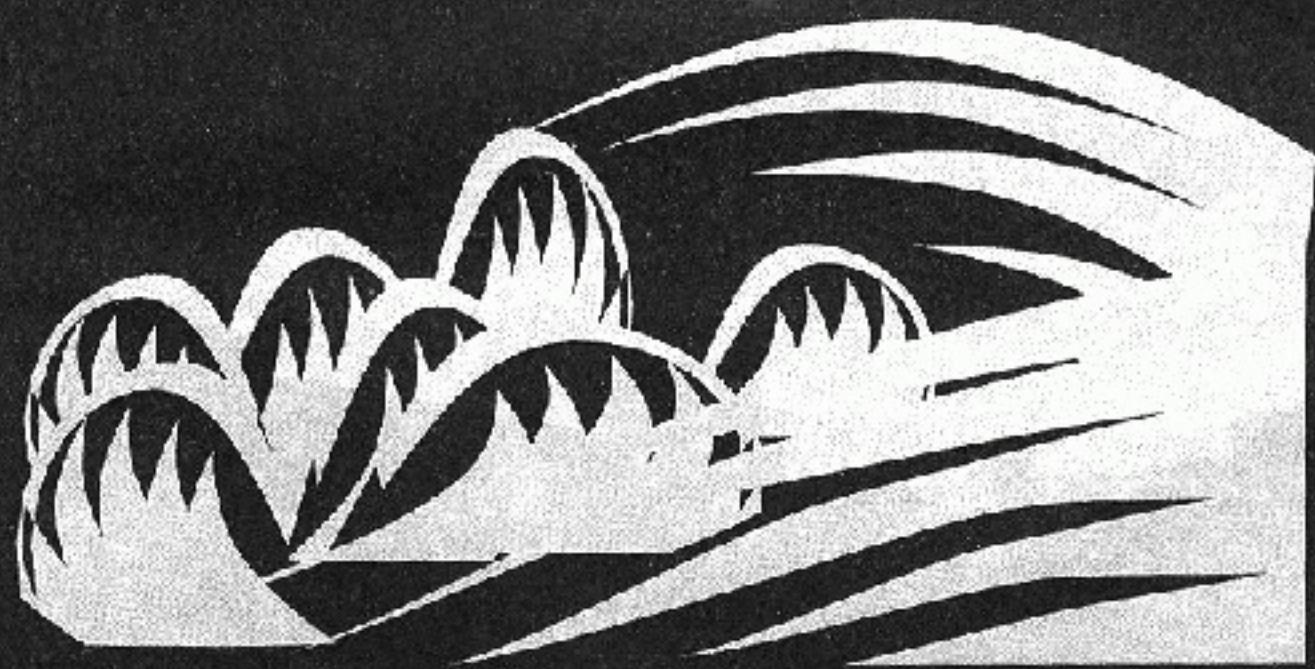
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

الٰہی میں ہوں بس خطاوار تیرا
مجھے بخش، ہے نام غفار تیرا

مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا

سوا تیرے کوئی نہیں اپنا یارب
تو مولا ہے میں عبد بیکار تیرا

کہاں جائے جس کا نہیں کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے جو ہو طلبگار تیرا

رہے گا نہ کچھ نقدِ عصیاں سے میرا
لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا

سدا خوابِ غفلت میں سوتا رہا میں
نہ اک دم ہوا آہ بیدار تیرا

کوئی تجھ سے کچھ ،کوئی کچھ چاہتا ہے
میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا

اٹھا غم ، رکھ امید ، امدادِ حق سے
تجھے غم ہے کیا ، رب ہے غمخوار تیرا

الٰہی ہو میری مناجات مقبول
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

حضرت والا مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیدائش ۵ شوال المکرم ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۳ء کو دیو بند ضلع سہارنپور میں ہوئی۔ آپ مئی ۱۳۶۷ھ کو اپنے والد کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے اور شعبان ۱۳۷۹ھ کو دارالعلوم کراچی سے سترہ سال کی عمر میں درس نظامی سے فارغ ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب، حضرت مولانا اکبر علی صاحب، حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ آنجناب نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل، جامعہ کراچی سے بی۔اے، سندھ مسلم کالج سے ایل۔ایل۔بی اور جامعہ پنجاب سے ایم۔اے عربی کے امتحانات امتیازی پوزیشنوں میں پاس کئے۔ آپ نے تدریس کا آغاز ۱۳۸۰ھ میں کیا۔ آپ کی زیر ادارت دارالعلوم کراچی سے "ماہنامہ البلاغ" بھی شائع ہوتا ہے۔ آپ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں اور آپ کا اصلاحی تعلق جناب ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمہ اللہ سے بھی رہا ہے۔ آپ ایک بین الاقوامی مذہبی اسکالر کی حیثیت سے ملک اور بیرون ملک میں شہرت کے حامل ہیں۔ آنجناب شریعت بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں سادگی اور تواضع کی شان واضح ہے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں جو کہ عالمگیر شہرت کی حامل ہیں ان میں درس ترمذی (۳ جلد)، عیسائیت کیا ہے، بائبل سے قرآن تک، تقلید کی شرعی حیثیت، جہان دیدہ، حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق، علوم قرآن، تراشے، انعام الباری شرح بخاری اور تکملہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم (۵ جلد) بہت نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا بڑا کارنامہ اپنے والد بزرگوار کی عالمی شہرت یافتہ تفسیر قرآن "معارف القرآن" کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہے جو کہ ۸ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

اللہ رب العزت حضرت والا کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

ملتزم پر

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں، عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں

بھکاری وہ کہ جس کے پاس جھولی ہے نہ پیالہ ہے
بھکاری وہ جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے

متاعِ دین و دانش نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر
سکونِ قلب کی دولت ہوس کی بھینٹ چڑھوا کر

گنوا کر عمر ساری غفلت و عصیاں کی دلدل میں
سہارا لینے آیا ہوں تیرے کعبے کے آنچل میں

گناہوں کی لپٹ سے کائناتِ قلب افسردہ
ارادے مضمحل ، ہمت شکستہ ، حوصلے مردہ

کہاں سے لاؤں طاقت دل کی سچی ترجمانی کی
کہ کس جنجال میں گزری ہیں گھڑیاں زندگانی کی

خلاصہ یہ کہ بس جل بھن کے اپنی روسیاہی سے
سراپا عجز بن کر اپنی حالت کی تباہی سے

تیرے دربار میں لایا ہوں اب اپنی زبوں حالی
تری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہے خالی

تری چوکھٹ کے جو آداب ہیں، میں ان سے خالی ہوں
نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا، وہ سوالی ہوں

یہ آنکھیں خشک ہیں یا رب! انہیں رونا نہیں آتا
سلگتے داغ ہیں دل میں جنہیں دھونا نہیں آتا

یہ تیرا گھر ہے ، تیرے مہر کا دربار ہے مولا!
سراپا قدس ہے ، ایک مہبطِ انوار ہے مولا!

زباں غرقِ ندامت دل کی ناقص ترجمانی پر
خدایا رحم ! میری اس زبانِ بے زبانی پر

محمد ہمایوں مغل

تو عظیم تر ہے میرے خدا میرے سب قصور معاف کر
ہے معاف کرنا تیری ادا میرے سب قصور معاف کر

کوئی کارِ خیر نہ کر سکا نہ کسی حکم پر عمل کیا
نہ کیا ہے فرض کوئی ادا میرے سب قصور معاف کر

جو خطائیں بھول سے ہوگئیں جو گناہ جان کے کر لئے
نہیں کچھ بھی تجھ سے چھپا ہوا میرے سب قصور معاف کر

ہے تمام لطفِ اتم تو ہی ، ہے تمام عفو کرم تو ہی
میں ہوں معصیت میں گھرا ہوا میرے سب قصور معاف کر

ہوئیں لاکھ مجھ سے بغاوتیں رہیں پھر بھی تیری عنایتیں
اسی در گزر کا ہے واسطہ میرے سب قصور معاف کر

تو قدیم ہے تو کریم ہے تو رؤف ہے تو رحیم ہے
ترے فضل کی نہیں انتہاء میرے سب قصور معاف کر

کوئی رحمتوں کو سمجھ سکے یہ خیال ہے کوئی وہم ہے
ترا رحم ، فہم سے ماورا میرے سب قصور معاف کر

ترا قرب مجھ کو نصیب ہے کہ تو شہ رگ کے قریب ہے
میری دھڑکنوں کی ہے التجا میرے سب قصور معاف کر

تو ہے ذرے ذرے کا آشنا میرے ہر نفس کا تو آشنا
ہے نفس نفس کی یہی دعا میرے سب قصور معاف کر

تیرا بندہ عجز و سوال ہے تو تمام فضل و کمال ہے
تجھے اپنی شان کا واسطہ میرے سب قصور معاف کر

میرا بال بال گناہ میں مجھے لے لے اپنی پناہ میں
بطفیل سید الانبیاء میرے سب قصور معاف کر
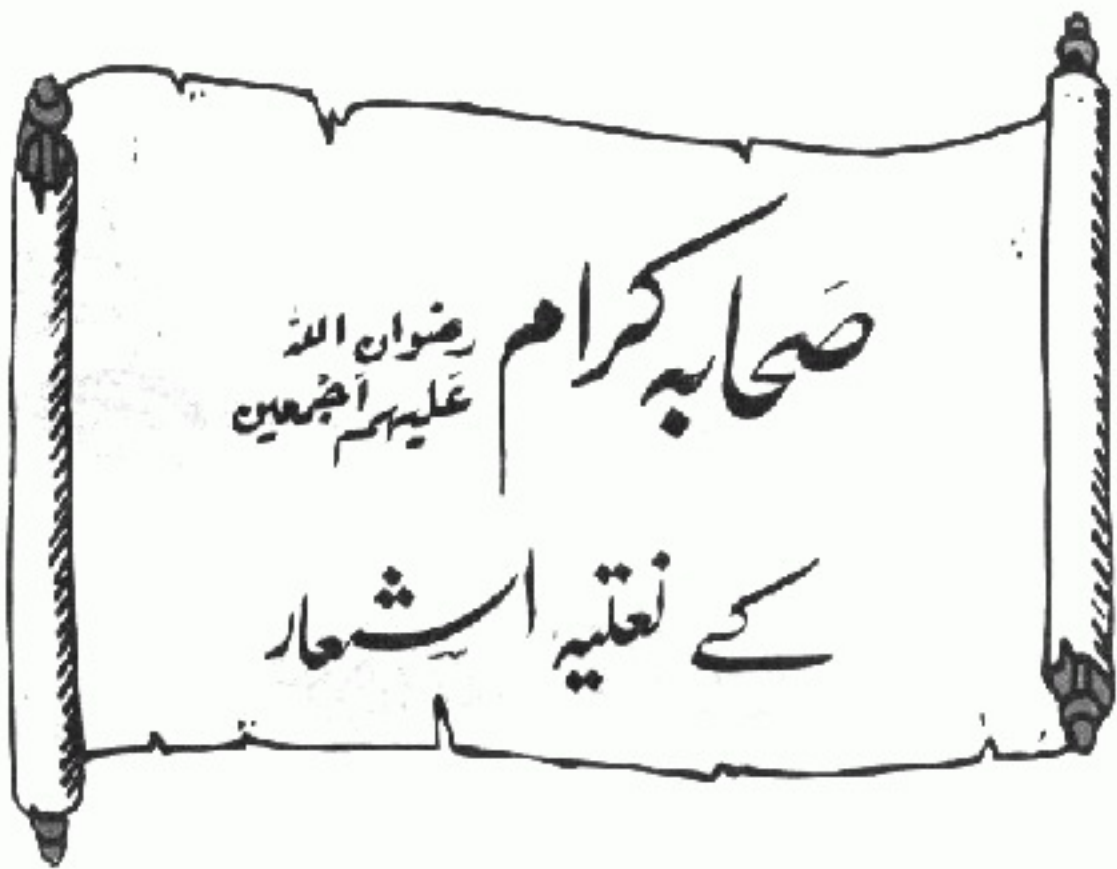
اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نعتیہ اشعار

وأحسن منك لم تر قط عيني
وأجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب
كأنك قد خلقت كما تشاء
كلام حسان بن ثابت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا عین فابکی ولا تسأمی
و حق البکاء علی السید

علی خیر خندف عند البلا
ء امسی یغیب فی الملحد

فصلی الملیک ولی العباد
و رب العباد علی احمد

فکیف الحیاة لفقد الحبیب
و زین المعاشر فی المشهد

فلیت الممات لنا کلنا
فکنا جمیعا مع المهتدی

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقلت أشهد أن الله خالقنا
و أن احمد فينا اليوم مشتهر

أيقنت أن الذى تدعوه خالقها
فكاد تسبقنى من عبر و درر

نبى صدق أتى بالحق من ثقة
وافى الأمانة ما فى عوده خور

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امن بعد تکفین النبی و دفنه
باثواب اسی علی ھالک سوی

رزأنا رسول اللہ فینا فلن نری
بذاک عدیلا ما حیینا من الردی

وکان لنا کالحصن من دون اھله
له معقل حرز حریز من المدی

وکنا بمرآة نری النور و الهدی
صباحا مساء راح فینا او اغتدی

لقد غشیتنا ظلمة بعد موته
نهارا فقد زادت علی ظلمت الدجی

فیا خیر من ضم الجوانح و الحشا
و یا خیر میت ضمه التراب و الثری

کأن امور الناس بعدک ضمنت
سفینة موج حین فی البحر قد سما

فضاق فضاء الارض عنهم برحبه
لفقد رسول اللہ اذ قیل مضی

حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حمدت الله حین فؤادی الیٰ الاسلام و الدین المنیف

لدین جآء من رب عزیز خبیر بالعباد بهم لطیف

اذا تلیت رسائله علینا تحدر دمع ذی اللب الحصیف

رسائل جآء احمد من هداها بآیات مبینة الحروف

و احمد مصطفی فینا مطاعا فلا تغشوه بالقول العنیف

فلا و الله نسلمه لقوم و لما نقض فیهم بالسیوف

حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و فینا رسول اللہ نتلو کتابہ
اذا انشق معروف من الفجر ساطع

یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ
اذا استثقلت با لمشرکین المضاجع

اتی بالهدی بعد العمی فقلوبنا
بہ موقنات ان ما قال واقع

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و یعیننا اللہ العزیز بقوة

منہ و صدق الصبر ساعة نلتقی

و نطیع امر نبینا و نجیبہ

و اذا دعا لکریمة لم نبق

و متی یناد الی الشدائد ناتہا

ومتی نسر الحومات فیہا لغنق

من یتبع قول النبی فانہ

فینا مطاع الأمر حق مصدق

فبذاک ینصرنا یظہر عزّنا

و یصیبنا من نیل ذاک بمرفق

ان الذین یکذبون محمدا

کفروا و ضلوا عن سبیل المتقی

حضرت فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اغبر افاق السماء و کوّرت
شمس النهار و أظلم العصران
والأرض من بعد النبی کیبة
أسفا علیه کثیرة الأحزان
فلیبکه شرق البلاد و غربها
و لیبکه مضر و کل یمانی
و لیبکه متطرد الاشم وجوه
کا لبیت و الاستار و الارکان
یا خاتم الرسل المبارک وجهه
صلی علیک منزل القرآن

۞۞۞۞۞۞۞

ماذا علیٰ من شم تربة احمد الا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لوانها صبت علیٰ الایام عدن لیالیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فلو سمعوا فی مصر أوصاف خده
لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد
لواحی زلیخا لو رأین جبینه
لأثرن بالقطع القلوب علی الاید

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

لنا شمس و للأفاق شمس
و شمسی خیر من شمس السمأ
فان الشمس تطلع بعد فجر
و شمسی طالع بعد العشأ

حضرت عباس ابن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع
نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اغر علیه للنبوة خاتم
من الله مشهود یلوح و یشهد

و ضم الا له اسم النبی الی اسمه
اذ قال فی خمس المؤذن اشهد

و شق له من اسمه لیجلّه
فذو العرش محمود و هذا احمد

نبی آتانا بعد یأس وفترة
من الرسل والاوثان فی الارض تبعد

فأمسی سراجا مستنیرا و هادیا
یلوح کما لاح الصقیل المهند

و أنذرنا نارا و بشر جنة
و علمنا الاسلام فالله نحمد

وانت اله الحق ربی و خالقی
بذلک ما عمّرت فی الناس اشهد

تعالیت رب الناس عن قول من دعا
سواک الها انت اعلی و امجد

لک الخلق والنعماء والامر کله
فایاک نستهدی و ایاک نعبد

عُلماءِ اُمت کے عَربی قصائد

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

امام اعظم امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

یا سید السادات جئتک قاصدا ارجوا رضاک واحتمی بحماک
و اللہ یا خیر الخلائق ان لی قلبا مشوقا لا یروم سواک
انت الذی لما توسل ادم من زلۃ بک فازوھو اباک
وبک الخلیل دعا فعادت نارہ بر دا وقد خمدت بنور سناک
و دعاک ایوب لضر مسہ فازیل عنہ الضرحین دعاک
وبک المسیح اتٰی بشیرا مخبرا بصفات حسنک مادحا لعلاک
وکذاک موسٰی لم یزل متوسلا بک فی القیٰمۃ محتمی بحماک
وھودو یونس من بھاک تجملا وجمال یوسف من ضیاء سناک
قد فقت یا طٰہٰ جمیع الانبیآء طرا فسبحٰن الذی اسراک
واللہ یایٰسین مثلک لم یکن فی العلمین و حق من انباک
عن وصفک الشعرآء یا مدثر عجز و و کلوا من صفات علاک
بک لی قلیب مغرم یا سیدی و حشاشۃ محشوۃ بھواک
یا اکرم الثقلین یا کنز الورٰی جدلی بجودک وارضنی برضاک
انا طامع بالجود منک ولم یکن لا بی حنیفۃ فی الانام سواک

صلّٰی علیک اللہ یا علم الھدٰی
ما حن مشتاق الٰی مثواک

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

عالم اسلام کی وہ شخصیت جسے حافظ الدین والدنیا، حافظ العالم کہا گیا ہے وہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ہی کی شخصیت ہے۔ آپ کی ولادت شعبان ۷۷۳ھ میں مصر کی ایک بستی میں ہوئی۔ حضرت والا نے ۹ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد اپنی علمی سفر کا آغاز کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے علم وعمل کی بلندیوں کو چھو لیا، آپ شافعی المسلک تھے۔ علم حدیث میں حضرت والا کو ایک منفرد مقام حاصل ہے اور رجال احادیث میں تو حضرت امام تھے۔ اس سلسلے میں ان کی متعدد کتب بھی موجود ہیں جن میں سب سے سرفہرست بخاری شریف کی سب سے طویل شرح فتح الباری ۱۶ جلدوں میں ہے۔ اس کے علاوہ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، تہذیب التہذیب، لسان المیزان، نخبۃ الفکر اور الدرر الکامنۃ بھی قابل ذکر ہیں۔ آپ کی وفات ذی الحجۃ ۸۵۲ھ میں ہوئی۔

هوی فیه الملامة کالهواء
فلا یطمع لناری انطفاء
اعاذل ان نار الشوق تذکو
ولم یخمد تلهبها بکائی
ویبعد طفوها بریاح لوم
ومن جفنی لم یطفا بماء
تسلست الروایة عن جفونی
علی ضعف بها من فرط دائی
لایام الجفا خبر طویل
و نادرة لیبلات اللقاء
قضیت هوی بحجرک یا حبیبی
و عاملت الاحبة بالاداء
و انی ان تشاء قربی فدان
الیک و ان نویت نوی فنائی

بقربک لی المسرة فی صحابی

وبعدک لی المساءة فی مسائی

و لا انسی غداة البین لما

ر انی الیاس منقطع الرجاء

و قد زفت لهم نجب تهادی

کا مثال العرائس للجلاء

فقلت لها خذی جسمی و روحی

بطیبة حیث مجتمع الهناء

منا ز ل طیبة الفیحاء عرفا

منا ز ه طیبة و ملاذ نائی

فان رمدت من التسهید عین

فا ثمد تربها عین الدواء

و ان قنطت من العصیان نفس

فباب محمد باب الرجاء

نبی خص بالتقدیم قدما

و ادم بعد فی طین و ماء

کریم بالحیاء من راحتیه

یجود و فی المحی بالحیاء

و یروی طالب بر او علما
لدیه عن یزید و عن عطاء
نبی اللہ یا خیر البرایا
بجاهک اتقی فصل القضاء
و ارجو یا کریم العفو عما
جنته یدای یا رب الحیاء
فکعب الجود لا یرضی فداء
لنعلک وهو راس فی السخاء
ومن بمدحک ابن زهیر کعب
لمثلی منک جائزة الثناء
فان احزن فمدحک لی سروری
وان اقنط فحمدک لی رجائی
علیک سلام رب الناس یتلو
صلاة فی الصباح و فی السماء

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

آنجناب مسندِ وقت شاہ عبدالرحیم صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت والا کی پیدائش ۴ شوال ۱۱۱۴ ھ بمطابق ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء کو قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب ہی سے حاصل کی اور انہی سے بیعت ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپ ان کی مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہوئے اور تقریباً ۱۲ سال تک تدریس کی یہ ذمہ داری نبھائی۔ آپ نے ہندوستان میں سندِ حدیث حضرت مولانا محمد افضل سیالکوٹی سے حاصل کی اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران آپ نے شیخ ابوطاہر مدنی سے بھی استفادہ کیا اور ان سے بھی سندِ حدیث لی۔ آپ اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم، فاضل اور انشاء پرداز تھے لاکھوں کروڑوں لوگوں نے آپ کے علمی فیضان سے فیض حاصل کیا۔ آپ ہر فن میں امامت کے درجہ میں مہارت رکھتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ ہر فن میں آپ کی گراں قدر تصانیف بھی موجود ہیں۔ تفسیر میں فتح الرحمٰن، حدیث میں تراجم ابواب البخاری ،الدر الثمین اور النوادر، فقہ اور علم الکلام میں حجۃ البالغہ، عقد الجید اور رسالہ عقائد، تصوف میں فیوض الحرمین، القول الجمیل اور لمحات اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے مکتوبات ''شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات'' کے نام سے بہت مشہور رہیں۔ نظم میں قصیدہ اطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم بھی بہت شہرت کا حامل ہے۔

جس زمانے میں مغلیہ سلطنت زمین بوس ہورہی تھی اور ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں اپنے پنجے گاڑھ رہی تھی اور دینی اعتبار سے جاہل پیروں اور مکاروں نے لوگوں کو بدعات اور خرافات میں الجھایا ہوا تھا، اس زمانے میں حضرت شاہ صاحب نے لوگوں کی اصلاح کا علم بلند کیا اور امت مسلمہ کو صحیح نہج پر منتقل کرنے میں دن رات ایک کردیئے۔

آپ کا انتقال ۲۹ محرم الحرام ۱۱۷۶ ھ کو دہلی میں ہوا اور دہلی میں مہندیوں کے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔

الصبح بدا من طلعتہٖ | واللیل دجٰی من و فرتہٖ
فاق الرسلا فضلا و علا | اھدی السبلا لدلا لتہٖ
کنز الکرم مولی النعم | ھادی الامم لشریعتہ
ازکی النسب اعلٰی الحسب | کل العرب فی خدمتہٖ
سعت الشجر نطق الحجر | شق القمر باشارتہٖ
جبریل اتٰی لیلۃ اسرٰی | والرب دعا لحضرتہٖ
نال الشرفا واللہ عفا | عما سلفا من امتہٖ
فمحمد نا ھو سیدنا | فالعز لنا لاجابتہٖ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کی پیدائش ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ کو ہوئی۔ آپ انتہائی ذہین اور خداداد حافظہ کے مالک تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے صرف پندرہ سال کی عمر میں ہی جملہ علوم دینیہ سے فراغت حاصل کر لی تھی۔ آپ نے جملہ علوم اور حدیث اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہی سے پڑھی اور ان کے انتقال کے بعد انہی کے خاص تلمیذ حضرت مولانا عاشق صاحب پھلتی رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی۔ آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے پیش نظر مسند تدریس آپ ہی کے حوالہ کی گئی۔ آپ کو تمام علوم وفنون عقلیہ و نقلیہ میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کی تقریر سحر انگیز معنیٰ خیز مرتب، دلنشین اور علمی معارف سے لبریز ہوتی تھی۔ آپ کی ذاتِ گرامی مرجع عوام وخواص تھی اور علو سند کی وجہ سے دور دور سے لوگ آپ سے سند فراغت حاصل کرنے آتے تھے۔ ہندوستان میں آپ کی وجہ سے ہی تفسیر وحدیث کا بڑا چرچہ ہوا جو کہ مسلمانوں کی بڑی اصلاح کا سبب بنا اور ہزاروں فتنوں کا سدِ باب ثابت ہوا۔ آنجناب کو کثرت سے احادیث یاد تھیں اور علم حدیث میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ملفوظاتِ حکیم الامت میں لکھتے ہیں کہ ''شاہ اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو چھ ہزار احادیث سنداً ومتناً یاد تھیں''۔ علماءِ دہلی میں جناب والا کی شخصیت ہمہ جہت خوبیوں کی حامل تھی۔

حضرت مولانا عبدالحئ صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نزہۃ الخواطر میں آپ کا تذکرہ

ان الفاظ سے شروع کیا ہے: ''الشیخ الامام العالم الکبیر العلامۃ المحدث عبد العزیز بن ولی اللہ بن عبد الرحیم العمری الدہلوی سید العلماء نافی زمانہ وابن سیدہم لقبہ بعضہم ''سراج الہند'' و بعضہم حجۃ اللہ''۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی کہتا کہ تقریر کریں تو حضرت ارشاد فرماتے تھے کہ ''تقریر تو حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ہوتی تھی''۔

علم حدیث میں آپ کی دو کتابیں بے مثال ہیں بستان المحدثین جس میں کتب احادیث اور ان کے مؤلفین کے حالات درج ہیں اور عجالۂ نافعہ یہ حدیث سے متعلق علوم کی آئینہ دار ہے۔ اسی طرح تفسیر میں آپ کی فتح العزیز جو کہ تقریباً ۴ پاروں کی تفسیر ہے کی کوئی نظیر نہیں اس کے بارے میں امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اگر یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو کافی حد تک قرآن کریم کی تفسیر کا حق ادا ہو جاتا''۔ اس کے علاوہ رد روافض میں آپ کی کتاب ''تحفۂ اثنا عشریہ'' کی سطح الارض پر کوئی مثال نہیں ہے۔ حضرت الشیخ دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ ''اگر کوئی رد روافض پر کام کرنا چاہے تو میری نظر میں تحفۂ اثنا عشریہ کے بغیر نہیں کر سکتا''۔ اس کے علاوہ مجموعہ فتاویٰ فارسی، تقریر دل پذیر، شرح میزان منطق اور تعلیقات علی المسوی من احادیث المؤطا بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

علم و فضل کا پیکر، فہم و فراست کا منبع، علوم و کمالات میں یگانۂ روزگار اور ہندوستان کا مسندِ وقت ۹ یا ۷ شوال ۱۲۳۹ھ کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوا۔ آپ کی تدفین اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں مہندیاں کے قبرستان دہلی میں ہوئی۔

يا سائر النحو الحمیٰ باللہ قف في بانہٖ

واقرأ طوا میر الجوٰی منی علیٰ سکانہٖ

ان یسئلو عن حالتی فی السقم منذ فقد تہم

فالقلب فی خفقانه و الرأس فی دورانہٖ

ان فتشوا عن دمع عینی بعدھم قل حکیاً

کا لغیث فی تہتانه والبحر فی ھیجانہٖ

لکنه ما ع ما جریٰ مشغوف حب المصطفیٰ

فخیاله فی قلبه و حدیثه بلسانہٖ

و لطالما یدعوا ملحا فی الدعا مبالغا

لیطوف فی بستانہٖ ویشم من ریحانہٖ

یامن تفوق امره فوق الخلائق فی العلا

حتی لقد اثنیٰ علیک اللہ فی قرا نہٖ

صلی علیک اللہ اخر و ھره متفضلا

مترحما وحبالک الموعود فی احسانہٖ

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کی پیدائش ۱۳ صفر ۱۲۴۹ھ کو حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم نانوتہ میں حاصل کی۔ حضرت والا نے حدیث شریف شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ آپ حد درجہ ذکی و ذہین تھے اور طلب علم آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ معقولات و منقولات کے امام تھے اور اعلیٰ درجہ کے ادیب و شاعر تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ اجمیر میں اس کے بعد بنارس اور سہارنپور میں بھی درس و تدریس کا فریضہ ادا کیا۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے بعد وہاں کے صدر مدرس آپ ہی مقرر ہوئے آپ کے بڑے شاگردوں میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب اور محدث وقت حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم کے خاص ساتھی تھے اور اکثر اسفار میں بھی ساتھ رہتے تھے۔ حضرت والا کا انتقال ربیع الاول ۱۳۰۲ھ میں ہوا۔

یا رب صلی علی النبی محمد
یس و طه ذی المکرم احمد
بابی و امی اذ الرسول الاکرم
نفسی الفداء وما ملکت یدی
الیوم یا املی و یاکل المنی
و شفاعتی و نجاح نفسی فی الغد
انت الکریم رؤوفنا رحیمنا
یاسیدی یاسیدی یاسیدی
فبحبه ارجو النعیم بجنة
و حظیت فی الدنیا بعیش ارغد

فی فرحة من حبه و مسرة
لا زلت مذ ادعی باسم محمد

امام العصر خاتم المحد ثین فی الہند

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

امام العصر خاتم المحد ثین فی الہند حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں اور نہ ہی ہم اس قابل ہیں کہ حضرت والا کی سیرت رقم کرسکیں کیونکہ اس کے لئے کئی دفاتر کی ضرورت پڑے گی جس کی ہم جیسے بے بضاعتوں میں طاقت نہیں البتہ وہ لوگ جو حضرت والا کے مقامات سے بے خبر ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ :

حضرت والا کی پیدائش ۲۷ شوال ۱۲۹۲ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۷۵ء میں موضع دودھ وان علاقہ لولاب کشمیر میں ہوئی ۔ دارالعلوم دیوبند میں حضرت والا ۱۳۱۰ھ میں داخل ہوئے ۔ اور ۱۳۱۴ھ میں دستار فضیلت حاصل کی ۔ آنجناب حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے خاص منظور نظر تھے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت شیخ الہند کے بعد ۱۳۳۳ھ میں آپ کو دیوبند کے مسند حدیث کا اہل قرار دیا گیا ۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جن مسانید وقت سے علوم میں استفادہ کیا ان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت مولانا غلام رسول صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں ۔ حضرت والا کے بے شار علمی کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ مقدمۂ بہاولپور میں قادیانیوں کو شکست فاش دینا ہے ۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی مکمل زندگی کو قادیانیوں کے تعقب میں وقف کردیا اور تحفظ ختم نبوت کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مشن بنایا تھا ۔ آپ علم وعمل کے شہسوار، حافظہ کے بادشاہ، تمام علوم وفنون میں بحر بیکراں تھے شاذ ہی کوئی کتاب سطح الارض پر مخطوطہ اور مطبوعہ ایسی ہو جو کہ آپ کی نظر سے بچی ہو ۔

امیر البیان حضرت مولانا عطا اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت شاہ صاحب کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں تو انہوں نے کہا کہ ’’صحابہ کرام کا قافلہ جارہا تھے اور حضرت شاہ صاحب پیچھے رہ گئے‘‘ ۔ علم حدیث میں جو مہارت اور کمال حضرت شاہ صاحب کو حاصل تھا وہ امت محمدیہ میں چند ہی افراد

کو حاصل ہوا ہے۔

سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب 'یادِ رفتگان' میں فرماتے ہیں کہ ''حضرت شاہ صاحب کی مثال ایک ایسے سمندر کی ہے جس کی اوپر کی سطح تو خاموش ہو لیکن اندر سے اس میں بیش بہا اور قیمتی موتیوں کا خزانہ چھپا ہوا ہو۔ دنیا میں حفاظ حدیث اور اسی طرح بڑی بڑی شخصیات گزری ہیں لیکن ایک ایسا شخص جسے چلتا پھرتا کتب خانہ کہا جائے وہ صرف اور صرف حضرت شاہ صاحب ہی کی شخصیت ہے''۔

شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''گزشتہ ۵۰۰ سال حضرت شاہ صاحب جیسے انسان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں'' (واضح رہے کہ پانچ سو سال پہلے محقق ابن الہمام گزرے ہیں)۔

آپ کی سیرت پر بے شمار کتب لکھی گئی ہیں جن میں نفحۃ العنبر، نقشِ دوام، تقدسِ انور، انوارِ انوری، حیاتِ انور اور جمالِ انور قابلِ ذکر ہیں۔ حال ہی میں بلادِ عرب سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں چودھویں صدی کے چھ بڑے فقہاء کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں مصنفِ کتاب نے اول نمبر پر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا نام رکھا ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے فیوض و برکات، علم و کمال اور حدیث میں آپ کی خدمات بے مثال ہیں اگر ان کا احاطہ کیا جائے تو یقیناً ایک مکمل صدی بھی کم معلوم ہوگی۔ دار العلوم کی مسندِ تدریس پر آپ کی موجودگی نے اسے ثمرقند و بخارا اور حجاز و کوفہ کا نمونہ بنا دیا تھا اور دنیا بھر سے لوگ علوم و فنون میں کمال حاصل کرنے کے لئے آپ کے سامنے شرفِ تلمذ حاصل کرنے آتے تھے۔ بلادِ عرب کے مشہورِ زمانہ عالم شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان میں ایک شعر کہا ہے جو یقیناً حرفِ آخر ہے

بحر العلوم فما بحر یشاکله　　　لو نقب الارض لم یجد له شبه

اور انور صابری نے کہا ہے کہ

یہ جہاں فانی ہے کوئی بھی شے لا فانی نہیں　　　پھر بھی اس دنیا میں انور شاہ کا ثانی نہیں

حضرت والا کی بے شمار تصانیف ہیں جو کہ دنیائے علم میں ایک بہت بڑا خزانہ سمجھی جاتی ہیں جن میں فیض الباری شرح بخاری کی کوئی نظیر نہیں اس کے علاوہ حیاتِ عیسیٰ پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''عقیدة الاسلام فی حیاة عیسیٰ علیه السلام'' اس مسئلہ میں انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ التصریح بما

تواتر فی نزول المسیح، اکفار الملحدین فی ضروریات الدین ، العرف الشذی بشرح جامع الترمذی، خاتم النبیین بھی حضرت شاہ صاحب کے قلم بےمثال کا نتیجہ ہیں۔حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مختلف موضوعات پر لکھے گئے کئی رسالہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ رسائل کشمیری میں موجود ہیں جو عام مل رہے ہیں۔ان کے علاوہ آپ کے شاگردوں کے جمع کیے ہوئے آپ کے افادات جیسے انوار المحمود شرح ابی داؤد، حاشیہ سنن ابن ماجہ اوراسی طرح بخاری شریف کے درسیات اردو زبان میں انوار الباری کے نام سے چھپ چکے ہیں۔

امام العصر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد بے شمار ہیں جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں اپنے علوم وکمالات سے دنیا کو منور ومعطر رکھا ان میں محدث العصر حضرت مولانا سید یوسف صاحب بنوری، امام التاریخ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیروی،حضرت مولانا بدرِعالم صاحب میرٹھی، پاکستان کے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی،حضرت مولانا ادریس صاحب کاندہلوی،حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی،حضرت مولانا قاری طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہم ممتازین ہیں۔

حضرت والا کا کلام عربی اور فارسی،علم ادب اورعلم عروض وقوافی میں میزانِ عدل کی حیثیت رکھتا ہے۔

علم وعمل کا یہ آفتاب،علوم نبوی کا بحرِ بیکراں، ادیبِ لاریب، امام العصر، خاتم المحدثین فی الہند طویل علالت کے بعد ۳صفر المظفر ۱۳۵۲ھ بمطابق ۲۹مئی ۱۹۳۳ءکواس دارفانی سے حجاب اختیار کرگیا۔آپ کا انتقال دیوبند میں ہی ہوا اور آپ کے جسدِ خاکی کی وہیں تدفین کی گئی۔

شفیع مطاع نبی کریم قسیم جسیم بسیم وسیم

شفیع الانم مطاع المقام کریم الکرام نبی الانیم

اسیل رحیل کحیل جمیل صبیح ملیح مطیب الشمیم

مفاض الجبین کبدر مبین بثغر بسیم کدر یتیم

شفاء العلیل رواء الغلیل ببشر المحیا و نشر لخیم

رسول وصول ولی حفی امین مکین عزیز عظیم

صدوق فروق فصیح نصیح عروف عطوف رؤف رحیم

شفیق رقیق خلیق طلیق صفوح نصوح عفو حلیم

مجیب منیب نقیب نجیب حسیب نسیب و نور قدیم

بشیر نذیر سراج منیر خبیر بصیر دلیل علیم

دلیل و ھاد سبیل الرشاد و خیر العباد ثمال العدیم

تقی نقی صفی وفی وجیه نبیه مبین حکیم

ھدی مقتدی مصطفیٰ الاصفیاء صبور شکور مقف مقیم

و مزمل ثم مدثر سعید رشید خلیل کلیم

عفیف حنیف حبیب خطیب — هو القدوة الاسوة المستقیم

نبی النبیین و المرسلین — و طه و یس فیض عمیم

نبی الوری سید الانبیاء — نجی الاله جلیل فخیم

امام الهدیٰ رحمة العالمین — غیاث الوریٰ مستغاث الهضیم

احید وحید مجید حمید — و خیر البرایا بفضل جسیم

واسریٰ به ربه فی السماء — کنور تجلی بلیل بهیم

واتاه ماشاء ه من علی — واوحیٰ الیه بوحی رقیم

و اکرم بشان سنی بهی — و عز عزیز و جاه قویم

فیا رب صل و سلم علیه — متی فاح طیب و وافی نسیم

و ان عافنی و اعفنی من اثام — الهی بجاه النبی الکریم

علامہ محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد زاہد بن الحسن الحلمی بن علی الرضا بن نجم الدین خضوع ہے۔ آپ ۲۸ شوال ۱۲۹۶ھ کو سہ شنبہ کے روز اذانِ فجر کے وقت قریۃ الحاج حسن آفندی میں پیدا ہوئے جو دوزجہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور دوزجہ استنبول سے تین مرحلوں پر ہے ابتدائی تعلیم دوزجہ کے علماء ومدرسین سے حاصل کی ۱۳۱۱ھ میں استنبول آ گئے یہاں شیخ ابراہیم حقی اور شیخ زین العابدین سے علوم متداولہ پڑھے۔ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی عالمیت اور فاضلیت کا امتحان (جس کی ترکی میں بہت اہمیت تھی اور جو شاہی حکم کے صادر ہونے کے بعد علماء کی کمیٹی کی نگرانی میں لیا جاتا تھا) دیا شیخ کوثریؒ کے امتحان کے لئے جو کمیٹی تشکیل پائی تھی اس میں اس دور کے بڑے بڑے علماء نامزد کر دیئے گئے تھے، احمد عالم المتوفی ۱۳۲۹ھ اس کمیٹی کے صدر تھے۔ دیگر ارکان میں محمد اسعد الاخسوی (جو بعد میں شیخ الاسلام ہوئے) مصطفی بن عظیم الاخلانی المتوفی ۱۳۳۶ھ اسمٰعیل زہدی الطوسیوی المتوفی ۱۳۲۷ھ اور دیگر نامور علماء مقرر کئے گئے، یہ امتحان پانچ سال کے بعد ہوتا تھا، شیخ اس امتحان میں بڑے امتیاز کے ساتھ کامیاب ہوئے شیخؒ کامیابی کے بعد جامع فاتح میں مدرس مقرر ہوئے۔

شیخ ایک محقق اور مدقق عالم دین تھے اور بلادِ عرب میں احناف کی عزت وناموس سمجھے جاتے تھے۔ احناف کے مختلف مشکل مسائل پر حضرت کی گراں قدر تصانیف موجود ہیں۔ شیخ کی مستقل تصانیف کی تعداد ۵۱ ہے۔ مقدمات اور مقالات کوثری کے علاوہ آپ کی بعض تصانیف زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور بعض تاہنوز مخطوط ہیں، مشہور تصانیف یہ ہیں

(۱) المدخل العام لعلوم القرآن (۲) الاشفاق علی احکام الطلاق (۳) بلوغ الامانی فی سیرت محمد بن الحسن الشیبانی (۴) تانیب الخطیب علی ماساقه فی ترجمة ابی حنیفة من الاکاذیب (۵) احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق (۶) الحاوی فی سیرة الامام ابی جعفر الطحاوی (۷) الامتاع بسیرة الامامین الحسن بن زیاد وصاحبه محمد بن شجاع (۸) حسن التقاضی فی سیرة الامام ابی یوسف القاضی

حمداً لمن ابدع الاكوان من عدم

هو الغفور لعبد عاد بالندم

ثم الصلوٰة على هادى طرائقنا

محمد شمس رشد ضاء فى الظلم

كذا علیٰ الال و الا صحاب قاطبة

هم النجوم فنستهدى بهديم

یارب سهل صعابیب السلوک لنا

وجد بفیض و وصل غیر منفصم

بجاه احمدنا الهادى الشفیع غداً

و ذا وسیلتنا فى الحل و الحرم

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کو دارالعلوم دیوبند کے شیخ الادب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔آپ کی پیدائش ۱۳۰۰ھ کو بدایوں میں ہوئی آپ کے والد جناب مزاج علی صاحب امروہہ ضلع مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۳۳۰ھ میں آپ کا تقرر دارالعلوم دیوبند میں عربی کے مدرس کی حیثیت سے ہوا۔آگے چل کر دارالعلوم دیوبند میں آپ مفتی اعظم اور شیخ الادب جیسے عہدوں پر بھی فائز رہے۔آپ کی بے شمار تصانیف شہرت کی حامل ہیں جن میں سے چند ایک بہت مقبول ہیں جیسے نفحۃ العرب، حاشیہ نور الایضاح، حاشیہ کنز الدقائق، شرح حماسہ، شرح متنبی اور حاشیہ شرح نقایہ۔آپ کے مشہور اساتذہ میں حضرت مولانا قطب الدین صاحب، حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی، حضرت مولانا غلام رسول صاحب ہزاروی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔آپ کا وصال رجب ۱۳۷۴ھ ۸ مارچ ۱۹۵۵ء میں ہوا۔

يتلیٰ کتاب الله فیها دائماً
و حدیث احمد سید الابرار

یارب اصلح حالنا و مالنا
و امحق بسیفک صولة الکفار

وامح الذنوب صغیرها و کبیرها
مما جناها العبد یا ستاری

و ارحم الهی العبد اعزاز العلی
حما ل ذنب حامل الاوزار

و تزودی حب النبی محمد
و رجاء رب قادر غفار

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمبلپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا سرزمین سرحد کے ایک فقید المثال عالم دین تھے جن کے تقویٰ اور ورع کی مثالیں آج تک دی جاتی ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۷ اگست ۱۸۷۶ء کو تحصیل پنڈی گھیپ ضلع کیمبلپور میں ہوئی۔ ۱۹۱۲ء میں آپ نے مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لے لیا اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری، مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابرین سے سند فراغت حاصل کی۔ حضرت والا کے شوق حدیث کا یہ عالم تھا کہ سہارنپور سے دورۂ حدیث سے فارغ ہو کر دوبارہ دورۂ حدیث کرنے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور حضرت شیخ الہند، امام العصر حضرت شاہ صاحب جیسے مشاہیر امت سے کسب فیض کیا اور ۱۳۴۱ھ میں وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد اپنے شیخ کے حکم پر وہیں مدرس مقرر ہوئے اور ۱۳۴۲ھ میں آپ مظاہر العلوم سہارنپور کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور تقریباً ۳۰ سال وہاں رہنے کے بعد ۱۳۶۹ھ میں آپ حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار چلے گئے اور شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ ابتداءً آپ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری سے بیعت تھے لیکن اسکے بعد آپ نے حضرت حکیم الامت کی خدمت وصحبت میں کافی عرصہ گزارا پہلی ہی ملاقات میں حکیم الامت نے آپ کو خلافت دی تھی اور فرمایا تھا کہ آپ تو کامل پوری ہیں۔ آنجناب علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع اور حدیث وفقہ کے شناور اور جامع ترین شخصیت کے حامل تھے۔ آپ اپنے وقت کے شیخ طریقت اور اپنے وقت کے آسمانِ روحانیت کے آفتاب تھے۔ آپ نے منطق کی میر زاہد، تہذیب جلالی، حمد اللہ اور ایساغوجی جیسی مشہور کتب پر حاشیہ تحریر فرمائے ہیں۔ آپ اردو، فارسی اور عربی کے قادر الکلام شاعر تھے اور آپ کا تخلص ''ابوالفیض'' تھا۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی، حضرت مولانا بدرعالم صاحب میرٹھی، مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ آپ کا وصال ۲۷ شعبان ۱۳۸۵ھ بمطابق دسمبر ۱۹۶۵ء کو ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے لائق وفائق فرزند فقیہ النفس جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سابق مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب مدظلہ نے آپ کے علوم وفنون کو آگے بڑھایا۔

سلام طیب مثل الغوانی سلت متغردات فی الجنان

علی ذات تخطی عرش رب بمعراج تصعد من قران

علی من قد ترقی حضرة الله دنی ثم تدلی بالرهان

رسول الله فاق الانبیاء بکل فضیلة ذات العنان

شفیع الناس فی یوم التناد مخلص اهل النار والدخان

بحبه ابا فیض امت یا الهی احفظه فی کنف الامان

علی اصحابه و الال جمعا سلام الله من کرم امتنان

انشرنی علی دین متین با کرام و انعام الجنان

حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ماہِ محرم میں بروز جمعہ ۱۳۱۴ھ کو اپنے آبائی گاؤں ''درخواست'' خانپور ضلع رحیم یار خان میں ہوئی۔ حضرت والا نے ۹ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ فرمایا اور ۱۸ سال کی عمر میں قطب الاقطاب حضرت مولانا غلام محمد صاحب دین پوری سے سندِ فراغت حاصل کی۔ حضرت والا کو احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ حفظ تھا جس کی وجہ سے آپ ''حافظ الحدیث'' مشہور ہوئے، آپ کو یہ لقب صرف عوام نے نہیں بلکہ اس وقت کے مشاہیر علماءِ کرام اور وقت کے بڑے محدثین اور مفسرین نے بھی آپ کو حافظ الحدیث تسلیم کیا۔ آپ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ کے بعد جمعیت علماءِ اسلام کے امیر بھی رہے۔ آپ کی کشف وکرامات، علم وفنون، وعظ وتقریر، للّٰہیت وفنائیت، زہد وتقویٰ کے واقعات اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان پر مجلدات تحریر کی جا سکتی ہیں۔ آپ کا مستجاب الدعوۃ ہونا بھی اہل علم کے یہاں مسلمہ رہا ہے۔ آپ نے تقریباً ۷۰ سال تک قرآن کریم کا درس دیا۔ تفسیر میں آپ رأس الموحدین شیخ التفسیر حضرت مولانا حسین علی صاحب (واں بچھراں) کے شاگرد تھے اور آپ نے حدیث، شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ آپ کے علم کے سچے اور پکے جانشین حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی مدظلہ ہیں جو کہ علم وعمل، اخلاص اور محبتوں کا پیکر ہیں۔

حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء کو ہوئی اور آپ کی تدفین دین پور کے قبرستان میں کی گئی۔

وجہہ منور کالبدر فی الدجیٰ
وخدہ منور کالشمس فی الضحیٰ

قولہ حق للناس لازم الاقتداء
وفعلہ برہان للناس للاہتداء

منکر حدیثہ منکر القرآن بلا امتراء
جاہد فعلہ محروم عن الصدق والصفاء

ہو شافع و مشفع فی یوم الجزاء
ہو صاحب عدل و معدن جود و سخاء

ہو خطیب و قریب صاحب لواء
ہو مخزن علوم ومنبع فیوض وعطاء

ہو رؤف و رحیم جمیل الحیاء
ہو ہاد و داع الیٰ الرب دائما

مسجدہ افضل مساجد الانبیاء
وقبرہ افضل قبور الانبیاء

ما ان لہ نظیر فی الارض و السماء
وما ان لہ شریک فی العلم و التقیٰ

ھو رحمۃ للعلمین و خاتم الانبیاء
ھو شفیع المذنبین و افضل الانبیاء

دینہ افضل و ذکرہ ارفع فی السماء
علمہ اکثر و شانہ اعلیٰ فی الھدیٰ

ھو حی فی قبرہ کحیاۃ الانبیاء
وحرم علیٰ الارض ان تأکل اجساد الانبیاء

حیاتھم اعلیٰ و اکمل من الشھداء
وشانھم ارفع فی الارض و السماء

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کی پیدائش ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء بروز جمعرات بوقت سحر پشاور کے مضافات کی ایک بستی میں ہوئی۔ حضرت والا کا نسبی تعلق حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے جو کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ حضرت بنوری رحمہ اللہ کی شخصیت وہ ہے کہ جسے ہندوپاک میں متفقہ طور پر امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی جانشین کہا گیا ہے۔ یہ حضرت والا ہی کے علم وفیضان کی برکات ہیں کہ آج کراچی میں علم کی بہاریں موجود ہیں۔ حضرت والا کے درسِ حدیث نے کراچی کے درودیوار اور چپے چپے اور ذرے ذرے کو مہتاب درخشاں بنادیا تھا۔ حضرت والا ایک زمانے تک ختم نبوت کے امیر رہے اور آنحضرت ﷺ کی عزت وناموس کے لئے قادیانی جماعت کے خلاف یلغار کرتے رہے۔ جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن حضرت والا ہی کی یادگار ہے جسے خود حضرت نے اپنے ہاتھ سے سینچا تھا جو کہ آج ایک ثمربار اور سایہ دار شجر بن چکا ہے۔ آپ اپنے وقت کے مایہ ناز شیخ الحدیث اور جمیع علوم وفنون میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ کی گراں قدر تصانیف میں ۶ جلدوں میں ترمذی شریف کی شرح "معارف السنن" جو کہ کتاب الحج تک ہے اور اس کے علاوہ اپنے شیخ کی کتاب مشکلات القرآن پر مقدمہ "یتیمۃ البیان" تفسیری معلومات کا ایک گراں قدر خزانہ ہے اور ان ہی کی سیرت "نفحۃ العنبر" بے مثال ہیں اور مودودی کے رد میں "الاستاذ المودودی" جس میں مودودی صاحب کے عقائد کی نشان دہی خاص انداز میں کی گئی ہے مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ ماہنامہ بینات میں "بصائر وعبر" کے نام سے جو حضرت نے اداریے تحریر فرمائے ہیں ان میں بھی ایک بڑا علمی مواد موجود ہے۔ آپ کا وصال ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۹۷۷ء میں راولپنڈی میں ہوا۔

بلغ العلیٰ بکمالہ

فاق الوریٰ بنوالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

شمس ذکت بفعالہ

حسنت جمیع خصالہ

من ھدیہٖ و مقالہ

صلوا علیہ و الہ

قدراً لفضلہ و جلالہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی پیدائش دیوبند ضلع سہارنپور میں ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ بمطابق جنوری ۱۸۹۷ء کو ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب دیوبند میں شعبہ فارسی کے صدر مدرس تھے۔ آپ نے ۱۳۳۶ھ، ۱۹۱۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔ حضرت والا ایک مدت تک دارالعلوم دیوبند میں مفتی کے منصب پر فائز رہے اور ساتھ ساتھ حدیث کی بڑی کتب جن میں مؤطا امام مالک، سنن ابی داؤد اور مسلم وغیرہ پڑھاتے رہے۔ آپ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے۔ پاکستان تشریف لانے کے بعد آپ نے دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی اور وہاں پر بھی بخاری شریف مؤطا امام مالک اور شمائل ترمذی پڑھاتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کا درسِ قرآن ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۴ء تک ریڈیو پاکستان سے جاری ہوتا رہا بعد ازاں اسی درس کو از سرِ نو آپ نے خود مرتب فرمایا جو کہ ''معارف القرآن'' کے نام سے پوری دنیا میں مشہور ہے جس کی مقبولیت محتاج بیان نہیں۔ آپ کے مشہور زمانہ فتاویٰ کا مجموعہ بھی ''جواہر الفقہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات جیسے تصوف، ختم نبوت، معیشت و سیاسیات، عقائد و کلام اور اصلاح و ارشاد پر بھی آپ کی بے شمار تصانیف موجود ہیں۔ ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹۷۶ء کو ۸۲ سال کی عمر میں عارضہ قلب کی وجہ سے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

من ذکر طیبة مغداها فممساها

جرت شئونی باسم الله مجراها

یا لیت شعری من اسری فارقها

و من بداهیة التسهید ابلاها

فیمن تبیت قریح العین ساهرة

ومن بمقلقة الاشجان الشجاها

سهر العیون لغیر الله مندمة

وحسرة لسواه طول مبطاها

بلی و حب حبیب الله مجلبة اک

للخیرات اجمع اولاها و اخراها

علی فقاق معالی الخلق اجمعهم

قد حل من شرفات المجد اعلاها

شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

آنجناب اولیاء وقت کے سرخیل و سرتاج شہر ملتان کا درخشاں ستارہ شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریاء ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۶۳۵ ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام شیخ صدر الدین تھا۔ آپ نے تعلیم وتربیت اپنے والد کے زیر نگرانی رہ کر ہی حاصل کی۔ آپ جمیع علوم وفنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے اور اپنے وقت کے بہترین عالم و فاضل تھے۔ آپ نے تقریباً ۳۰ سال تک علوم نبوی سے طالبانِ حق کی تشنگی کو سیراب کیا۔ آپ اپنے والد ہی کے خلیفہ تھے۔ زہد وتقویٰ، علم وعمل کی چاشنی، کشف وکرامت کا وسیع باب آپ کو اپنے دادا مسندِ وقت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے وراثت میں ملی۔ فتاویٰ صوفیہ جو کہ حضرت والا کے ہی کسی مرید نے جمع کی ہے اس میں حضرت کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور مجمع الاخیار میں حضرت کے ملفوظات اور وہ خطوط بھی موجود ہیں جو آپ نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو لکھے ہیں۔

آپ کی وفات ۵۵ برس کی عمر میں ۶۹۰ ھ میں ہوئی اور آپ کی تدفین ملتان میں آپ کے والد صاحب کے جوار میں ہوئی۔

زاد اشتیاقی لجیران بذی سلم
و ہام قلبی لذکر البان و العلم
و ارض طیبة قد زاد العزام بہا
شوقاً الیٰ صاحب الایٰت و الحکم
محمد خیر الخلق الله کلہم
محمد خیر من فی العلمین نسم
محمد کامل الاوصاف مرتفعا
محمد قدرہ یعلو اعلیٰ الامم
محمد جاء نا بالحق یر شدنا
ان لیس نعبد الا باریٔ النسم
وہو الشفیع اذا طال الوقوف غدا
یوم القیٰمة یوم العرض و الندم
من مثلہ و ضیاء النور یعرفہ
کذٰلک اللوح یعرفہ مع القلم
والشمس و البدر من انوار طلعتہ
صارت لخیر الوریٰ من جملة الخدم

و العرش یشهد و الکرسی معترف
بان نور هما من نور سید الامم
محمد نبع الماء من انا مله
محمد ریقه یشفی من سقم
محمد جهرة جاء البعیر له
مسلما قبل الکفین القدم
لولا ہ ما کان شمس و لا قمر
و لا نہار و لا لیل لحتلم
لولاہ ما کان فرض و لا سنن
و لا صیام و لا حج الیٰ الحرم
و اجعل صلوتک یا مولا یی داعمة
علی الحبیب الدوام الا شهر الحرم
عسیٰ بفضلک ان تجعلنا غدا بحما
خیر البریة یا ذا الجود و ا لکرم

اللهم بحق انی اسئلک بحق
محمد علیه الصلوة و السلام

مولانا لطافت الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

بدات بحمد اللہ ان ابتدائیا
بحمد الہ کان خطا موافیا
نسیم الصبا مرت علی قبر احمد
با بھی صلوۃ و السلام الممجد
علی سید الکونین ینبوع رحمۃ
و معدن الطاف ینسمی با حمد
علیک السلام اللہ یا روح مھجتی
سلاماً دواماً جاریا لیس ینفد

قصیدۂ بردہ　　امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

امن تذکّر جیران بذی سلم　　مزجت دمعا جری من مقلۃ بدم
فما لعینیک ان قلت اکففا همتا　　وما لقلبک ان قلت استفق یهم
نعم سری طیف من اهوی فار قنی　　والحب یعترض اللذات بالالم
محمد سید الکونین و الثقلین　　والفریقین من عرب ومن عجم
نبینا الأمر الناهی فلا احد　　ابر فی قول لا منه و لا نعم
هو الحبیب الذی ترجع شفاعته　　لکل هول من الاحوال مقتحم
دعا الی الله فالمستمسکون به　　مستمسکون بحبل غیر منفصم
فاق النبیین فی خَلْقٍ و فی خُلُقٍ　　ولم یدانوه فی علم و لا کرم
و کلهم من رسول الله ملتمس　　غرفا من البحر او رشفا من الدیم
فهو الذی تم معناه و صورته　　ثم اصطفا حبیبا بارئی النسم
منزه عن شریک فی محاسنه　　فجوهر الحسن فیه غیر منقسم
فان فضل رسول الله لیس له　　حد فیعرب عنه ناطق بفم
فمبلغ العلم فیه انه بشر　　و انه خیر خلق الله کلهم
وکل ای اتی الرسل الکرام بها　　فانما اتصلت من نوره بهم
فانه شمس فضل هم کواکبها　　یظهرن انوارها للناس فی الظلم
اکرم بخلق نبی زانه خلق　　بالحسن مشتمل بالبشر متسم
کالزهر فی ترف والبدر فی شرف　　والبحر فی کرم والدهر فی همم

مولای صل و سلم دائماً ابداً	علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم
لا تنکر الوحی من رؤیاه ان له	قلبا اذا نامت العینان لم ینم
تبارک الله ما وحی بمکتسب	و لا نبی علیٰ غیب بمتهم
کم ابرات و صبا باللمس راحته	و اطلقت اربا من ربقة اللمم
فما تطاول امال المدیح الی	ما فیه من کرم الاخلاق و الشیم
یا خیر من یمم العافون ساحته	سعیا و فوق متون الاینق الرسم
ومن هو الأیة الکبریٰ لمعتبر	ومن هو النعمة العظمیٰ لمغتنم
سریت من حرم لیلا الیٰ حرم	کما سری البدر فی داج من الظلم
و قدمتک جمیع الانبیاء بها	والرسل تقدیم مخدوم علیٰ خدم
وانت تخترق السبع الطباق بهم	فی موکب کنت فیه صاحب العلم
فحزت کل فخار غیر مشترک	و جزت کل مقام غیر مزدحم
بشریٰ لنا معشر الاسلام ان لنا	من العنایة رکنا غیر منهدم
لما دعا الله داعینا لطاعته	باکرم الرسل کنا اکرام الامم
خدمته بمدیح استقیل به	ذنوب عمر مضیٰ فی الشعر والخدم
یا اکرم الخلق مالی من الوذبه	سواک عند حلول الحادث العمم
ولن یضیق رسول الله جاهک بی	اذا الکریم تجلی باسم منتقم
لعل رحمة ربی حین یقسمها	تاتی علی حسب العصیان فی القسم
ثم الرضا عن ابی بکروعن عمر	عن عثمان و عن علی ذوی الکرم
والأل والصحب ثم التابعین لهم	اهل التقیٰ والنقیٰ والحلم والکرم
فاغفر لنا شدها و اغفر لقارئها	سألتک الخیر یاذالجود والکرم

فارسی قصائد

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کی پیدائش شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ کو قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور میں ہوئی جو دیوبند سے بارہ میل مغربی جانب واقع ہے۔ آپ بچپن سے ہی ذہین، اور محنتی تھے، تعلیم کے دوران ہمیشہ اپنے ساتھیوں میں نمایاں رہے، بہت چھوٹی عمر میں قرآن مجید پڑھ لیا تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قصبہ دیوبند میں حاصل کی اور اس کے بعد مولانا مملوک علی صاحب رحمہ اللہ کے ہمراہ ۱۲۶۰ھ میں دہلی پہنچے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی رحمہ اللہ سے علوم حدیث کی تکمیل کی۔ فراغت تعلیم کے بعد آپ نے مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ کی بخاری شریف کی تصحیح اور کتابت فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ تدریس ودرس کا سلسلہ بھی آپ نے شروع کردیا۔ آپ کے شہرۂ آفاق شاگرد جو کہ علم وعمل کے آفتاب و مہتاب ثابت ہوئے ان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہی، حضرت مولانا حکیم محمد صدیق مرادآبادی اور حضرت مولانا فیض الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ آپ نے جوانی ہی میں اپنے آپ کو نیکی اور تقویٰ کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ۱۸۶۷ء میں دارالعلوم دیوبند کا قیام ہے جس کی شعائیں آج تک بلکہ رہتی دنیا تک دینی مدارس کو روشن کرتی رہیں گی۔ آپ نے متعدد تصانیف لکھی ہیں جو کہ دنیائے علم میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف میں سے، تحذیر الناس، آب حیات، انتصار الاسلام، تصفیۃ العقائد، حجۃ الاسلام، قبلہ نما، تحفۃ الحمیہ، مباحثہ شاہجہان پور، جمال قاسمی، توثیق الکلام اور اجوبہ اربعین وغیرہ شامل ہیں۔ علم وعمل کا یہ آفتاب، زہد وتقویٰ کا پیکر، عشق رسول کا منبع، بہت سارے علوم ومعارف کا موجد ۴ جمادی الاولی ۱۲۹۷ھ بروز جمعرات اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

بحقِ آنکه او جانِ جہان است
فدائے روضہ اش ہفت آسمان است
بحقِ آنکہ محبوبش گرفتی
برائے خویش مطلوبش گرفتی
پسندیدی ز جملہ عالم آں را
بما بگزاشتی باقی جہاں را
گزیدی از ہمہ گلہا تو او را
نمودی صرف او ہر رنگ و بو را
ہمہ نعمت بنامِ او نمودی
دو عالم را بکام او نمودی
باں کہ رحمۃ اللعالمین است
بدرگاہ شفیع المذنبین است
بحقِ سرور عالم محمد
بحقِ برترِ عالم محمد
بذات پاک خود کاں اصلِ ہستی است
ازو قائم بلندی ہا و پستی است
ثنائے او نہ مقدورِ جہان است
کہ کنہش برتر از کون و مکاں است

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

اے آن کہ ہمہ رحمۃ مہداۃ قدیری
باران صفت و بحر سمت ابر مطیری

معراج تو کرسی شدہ و سبع سماوات
فرش قدمت عرش دریں سدرہ سریری

بر فرق جہان پایۂ پائے تو شدہ ثبت
ہم صدر کبیری و ہمہ بدر منیری

ختم رسل و نجم سبل صبح ہدایت
حقا کہ نذیری تو والحق کہ بشیری

آدم بصف محشر و ذریت آدم
در ظل لوایت کہ امامی و امیری

یکتا کہ بود مرکز ہر دائرہ یکتا
تا مرکز عالم توئی بے مثل و نظیری

ادراک بختم ست و کمال ست بخاتم
عبرت بخواتیم کہ در دور اخیری

امی لقب و ماہ عرب مرکز ایمان
ہر علم و عمل را تو مداری و مدیری

علم ہمہ یک شخص کبیرست کہ اجمال
تفصیل نمودند دریں دیر سدیری

ترتیب کہ رتبی است جوا کردہ نمودند
در عرصۂ واسراء تو خطیبی تو سفیری

حق ہست و حقے ہست چو ممتاز ز باطل
آن دینی نبی ہست اگر پاک ضمیری

آیات رسل بودہ ہمہ بہتر و برتر
آیات تو قرآں ہمہ دانی ہمہ گیری

آن عقدۂ تقدیر کہ از کسب نہ شد حل
حرف تو کشودہ کہ خبیری و بصیری

کاں را کہ جزا خواندۂ آں عین عمل ہست
بگزر ز حفاف و نگر آنچہ پذیری

اے ختم رسل امت تو خیر امم بود
چوں ثمرہ کہ آید ہمہ در فصل نضیری

کس نیست ازیں امت تو آں کہ چو انور
باروے سیہ آمدۂ و موئے زریری

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کا اصل نام شیخ شمس الدین العلوی ہے لیکن آپ کی شہرت مرزا مظہر جان جاناں کے نام سے ہوئی ۔ آنجناب محمد بن حنفیہ کی نسل میں سے ہیں ۔ آپ نے حدیث حضرت مولانا حاجی سیالکوٹی سے پڑھی اور دیگر علوم وفنون میں اس زمانے کے مشاہیر علماء کرام سے کسبِ فیض کیا ۔ آپ انتہائی عابد و زاہد تھے اور متوکل قسم کی طبیعت کے مالک تھے ۔ علوم وفنون میں ماہر تھے اور متبحر فقیہ تھے ۔ آپ نے ایک طویل مدت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارا اور ان سے علم وتصوف میں خوب استفادہ کیا ۔ حضرت والا کی وفات ۱۱۹۵ھ میں ہوئی ۔ آپ کو روافض خزاھم اللہ نے شہید کیا تھا ۔

موجودہ دور میں تفسیر مظہری حضرت والا ہی کے نام سے منسوب ہے جو کہ ان کے لائق و فائق شاگرد قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ نے مرتب کی ہے ۔

❦ ❦ ❦

سوئت گردم اے قاصدِ خوش خرامے
بکوئے حبیبم رساں یک پیامے
کہ اے شاہِ خوبان و گردوں مقامے
گزر کن گہے جانبِ ایں غلامے
یکے سینہ بریاں یکے چاک داماں
سلامت بگوید بصد احترامے
زہے روئے گلگوں خے موئے شبگوں
یکے رشک صبحے یکے ہمچو شامے
بیا جانِ من ساقی مے فروشے
کہ از تشنگی جاں دہد تشنہ کامے

مکن التفاتے بہ فردوس مظہرؔ
بگو مدحتِ کوئے او صبح شامے

جناب ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔ آپ کا نام آپ کے دادا نے عبدالحیٔ رکھا۔ آپ کے دادا مولوی کاظم حسین صاحب بڑے صاحبِ علم وعمل بزرگ تھے جن کا تعلق مولانا شاہ ابوالخیر صاحب مجددی سے تھا۔ ابتدائی فارسی اور عربی آپ نے اپنے دادا کی نگرانی میں ہی حاصل کی۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے وکالت کی سند حاصل کرنے کے بعد دس سال تک ضلع ہردوئی میں وکالت کرتے رہے اور اسکے بعد ہمیو پیتھک ڈاکٹر کی حیثیت سے جونپور میں مقیم رہے ۱۹۲۷ء میں آپ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئے اور ملاقات کی۔ اس کے بعد ۱۹۳۶ء میں اپنی وکالت ترک کر کے واپس آئے اور حکیم الامت سے خلافت اور اجازتِ بیعت حاصل کی۔

حضرت والا شروع سے ہی علمی اور ادبی ماحول میں رہے اس لئے آپ کو شعر وسخن سے بہت مناسبت تھی۔ حضرت والا کا فارسی اور اردو کلام بے مثال ہے۔ آپ کا کلام ''صہبائے سخن'' کے نام سے چھپا ہے اور کافی شہرت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ حضرت کی دیگر کتب جن میں اسوۂ رسول اکرم، مآثر حکیم الامت، بصائر حکیم الامت کافی مشہور ہیں۔ حضرت والا نے کراچی میں بھی زندگی کے تیرہ یا چودہ سال گزارے اور ۱۴۰۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

السلام اے ذکرِ تو روحِ رواں | السلام اے یاد تو جانانِ جاں

السلام اے جلوہ نورِ احد | السلام اے مظہرِ ذات صمد

السلام اے مایہ رازِ حیات | السلام اے وجہ خلقِ کائنات

السلام اے رحمۃ اللعالمین | السلام اے ہادیٔ دنیا و دین

السلام اے عالمِ امی لقب | السلام اے سید والا نصب

السلام اے پیکرِ خلقِ عظیم | السلام اے آیت ربِ کریم

السلام اے رہبرِ راہِ صفا | السلام اے مجتبیٰ و مصطفی

السلام اے رونقِ بزمِ زمین | السلام اے زینتِ عرشِ بریں

السلام اے رازِ حسن زندگی | السلام اے نازِ عجز و بندگی

السلام اے مأمن و ماوائے ما
السلام اے والی مولائے ما

مرزا اسداللہ خان غالب

بہشت ریز دم از گوشۂ ردا کہ مرا

زخوان نعت رسولست زلہ برداری

مطاعِ آدم و عالم محمد عربی

وکیل مطلق و دستورِ حضرت باری

شہنشہے کہ دبیرانِ دفترِ جاہش

بہ جبرئیل نویسند عزت آثاری

افاضۂ کرمش در حقائق آفاق

بسانِ روح در اعضائے جانور ساری

افادۂ اثرش بر قوائمِ افلاک

بہ شکل رعشہ بر اندام آدمی طاری

متاع او بہ تماشا سپرد ارزانی

حدوث او بقدم داد گرم بازاری

نشان رتبۂ ذاتش بعالم توحید

دو پایہ برتر از افعالی وز آثاری

چنان بود کہ بہ بیند بخواب کس خودرا

ازو مشاہدۂ حق بعین بیداری

ظہور ایزد یکتا بصورت خاصش

نہادہ در رہ اعیان چراغِ غمخواری

چنین کہ می نگرم جلوۂ حجاب گداز
چہ مشکل ست دگر خویشتن نگہداری
مے مشاہدہ پر زور و من ز سادہ دلی
خورم چو بیش کنم حرص بیشتر خواری
بمطلعے کہ زغیبت رساندم بحضور
کشم نوائے نیایش بنالہ و زاری
زہی ز حرف تو اندیشہ را مدد گاری
خرد بسایۂ شرعت ز فتنہ ز نہاری
تو کلیم و کفش اجر آستان روبی
تو و مسیح و دمش اجرت ہوا داری
اسیر دام ترا خلد در ہوا خواہی
مریضِ عشق ترا حور در پرستاری
دم از ترانۂ خوئے تو در اثر سنجی
دل از فسانۂ موے تو در نشانداری
بعطر سائی موجِ نسیم نو روزی
بمشک زائی نافِ غزال تاتاری
اگر نی خاصہ ز بہر بساط عزت تست
بنائے کعبہ درین کہنہ چار دیواری
چراست این کہ حقش کردہ کار فرمائی
چراست این کہ خلیلش نمودہ معماری

سخن ز مدحِ تو بالد بخویش کز تعظیم
بصد ہزار زبانی ستودۂ باری
بمن دریں کہ فرو ریزد از زبان چہ گرفت
شکایتے کہ نہ گنجد بدل ز بسیاری
بداوری سرو کارم بہ جمعے افتادہ است
کہ برگزیدہ چرخند در ستم گاری
چو فتنہ جامع قانونِ عالم آشوبی
چو غمزہ صاحبِ فرہنگ مردم آزاری
فگندہ دلو و رسن را بچاہ و برسر چاہ
شکستہ اند سبوے مرا بہ سرشاری
بسا بگشتہ وہم برپئے نخستینم
بسان گاو خراس اندریں طلبگاری
اگرچہ ز اشتلم بخت می زیم ناکام
بدان صفت کہ کسے جان دہد بد شواری
ولے بایں ہمہ درماندگی چو یاد آدم
ز رحمتے کہ بالِ جہانیان داری
زہم فرو گسلد بند بندِ فتنہ اگر
بقدرِ ذوق بنالم دریں گرفتاری

بہ جنبش اثر لا الہ الا اللہ
غبار ہستی غالبؔ زبیش برداری

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

اے کہ بر دلہا رموزِ عشق آساں کردہ ای

سینہ ہارا از تجلی یوسفستاں کردہ ای

اے کہ صد طور است پیدا از نشانِ پائے تو

خاکِ یثرب را تجلی گاہِ عرفاں کردہ ای

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہومِ شرک

بزمِ را روشن زنورِ شمع عرفاں کردہ ای

اے کہ ہم نامِ خدا بابِ دیارِ علم تو

امیے بودی و حکمت را نمایاں کردہ ای

فیضِ تو دشتِ عرب را مطمح انظار ساخت

خاکِ ایں ویرانہ را گلشن بداماں کردہ ای

دل نہ ناند در فراقِ ما سوائے نورِ تو

خشک چوبے را ز ہجر کویش گریاں کردہ ای

شیخ فرید الدین عطار نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا نیشا پور کے رہنے والے تھے اور صوفی و زاہد بزرگ تھے۔ آپ کی سب سے مشہور کتاب اسرار نامہ ہے جو کہ توحید پر مشتمل ہے۔ آپ فارسیات کے بہترین شاعر اور قصائد و رباعیات کے امام تھے آپ کے بہت سے اشعار اور ابیات ایسی ہیں جن کی کئی علماء اور اولیاء نے شروحات لکھی ہیں۔ آپ کی وفات ۱۱۴ برس کی عمر میں ہوئی۔ ۶۲۷ھ میں آپ کفار تاتار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

اولیاءِ اُمت
کے
فارسی قصائد

نسیما جانب بطحا گزر کن

ز احوال محمد ﷺ را خبر کن

مشرف گرچہ شد جامی ز لطفت

خدایا ایں کرم بار دگر کن

آفتابِ شرع ، دریائے یقیں
نورِ عالم رحمة اللعالمیں

خواجہ کونین و سلطان ہمہ
آفتابِ جان و ایمان ہمہ

نورِ او مقصود مخلوقات بود
اصل معدومات و موجودات بود

بعث او شد سر نگونی بتاں
مسجدے گشت و طہورے نیز یافت

چوں زبانِ حق ، زبانِ اوست بس
بہترین عہدے زمانِ او ست بس

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سعدی رحمہ اللہ کی سوانح لکھنے والوں نے ان کی پیدائش کا سال ۵۸۹ھ لکھا ہے لیکن اکثر نے اس کو صحیح تسلیم نہیں کیا ہے۔ حضرت کا نام شرف الدین تھا اور ان کا لقب مصلح اور سعدی تھا۔ شیخ سعدی کی عمر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی عمر ۱۰۰ سال سے متجاوز تھی۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ کے والد متقی، پرہیز گار بزرگ آدمی تھے اسی لئے آپ کو بھی بچپن ہی سے عبادت و تلاوت قرآن کریم کا بہت شوق تھا۔ آپ کے اساتذہ میں سب سے جلیل القدر حضرت عبد الرحمٰن ابن الجوزی رحمہ اللہ ہیں۔ شیخ سعدی نے کئی مقامات کا سفر کیا جن میں بغداد، شام، عرب فلسطین، اصفہان، بصرہ، کوفہ، روم، دمشق افریقہ، طرابلس اور بیت المقدس بھی شامل ہیں اور حضرت ہندوستان بھی تشریف لائے۔ حضرت والا علم وعقل کے بادشاہ اور تحریر اور شعر گوئی میں امام تھے۔ آپ کی حکایات اور واقعات میں بہت بڑے علوم ومعارف موجود ہیں۔ عربی اور فارسی میں کل ملا کر آپ کی بارہ یا تیرہ تصانیف ہیں لیکن جو مقام اور قبولیت گلستان کو حاصل ہے وہ اس فن میں کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں اسی طرح حضرت والا کی دوسری کتاب بوستان بھی بہت مشہور ہے۔ حضرت والا نے گلستان ۶۵۶ھ میں مکمل فرمائی۔ آپ کی عربی زبان میں نعتیہ رباعی ایسی ہے کہ جس کے سامنے دنیائے عرب کے شعراء نے اپنا سر خم کر دیا ہے:

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ والہ

ان اشعار کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ یہ جناب نبی کریم ﷺ کے روضۂ قدس پر بھی لکھے ہوئے ہیں۔ حکیم الامت ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "ہمیں پڑھتے وقت یہ نہیں کہا گیا تھا کہ شیخ سعدی کوئی شاعر ہے بلکہ ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ شیخ سعدی بہت بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں"۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب کے بارے میں فرمایا ہے کہ

گل ہمیں پنج روز شش باشد ویں گلستان ہمیشہ خوش باشد

پھول کی خوشبو تو پانچ، چھ دن تک ہوگی لیکن یہ گلستان ہمیشہ دنیا کو سرسبز وشاداب رکھے گی

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ۶۹۱ھ میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

کریم السجایا جمیل الشیم
نبی البرایا شفیع الامم
امام رسل پیشوائے سبیل
امین خدا مہبطِ جبرئیل
شفیع الوریٰ خواجہ بعث و نشر
امام الہدیٰ صدر دیوانِ حشر
کلیمے کہ چرخے فلک طور اوست
ہمہ نور ہا پر تو نور اوست
شفیع مطاع نبی کریم
قسیم جسیم نسیم وسیم
یتیمے کہ نا کردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست
چوں عزمش بر آہیخت شمشیر بیم
بمعجز میان قمر زد دو نیم
چو صیتش در افواہ دنیا فتاد
تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد
بہ "لا" قامت لات بشکستِ خرد
باعزاز دین آبِ عزیٰ ببرد

نہ از لات و عزی بر آورد گرد
کہ توریت و انجیل منسوخ کرد

شبے بر نشست از فلک بر گزشت
بتمکین و جاہ از ملک در گزشت

بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام

چو در دوستی مخلصم یافتی
عنانم ز صحبت چرا تافتی

بگفتا فراتر مجالم نماند
بماندم کہ نیروے بالم نماند

اگر یک سر موی ز برتر پرم
فروغِ تجلی بسوزد پرم

نماند بعصیان کسے در گرو
کہ دارد چنیں سیدی پیشرو

چہ نعتِ پسندیدہ گویم ترا
علیک السلام اے نبی الورا

درود ملک بر روانِ تو باد
بر اصحاب و بر پیروانِ تو باد

چه کم گردد اے صدر فرخنده پی
ز قدر رفیعت بدرگاه حی
که باشند مشتے گدایان خیل
بمہمان دار السلامت طفیل
خدایت ثنا گفت و تبجیل کرد
زمین بوس قدر تو جبریل کرد
بلند آسمان پیش قدت خجل
تو مخلوق آدم ہنوز آب و گل

چه وصفت کند سعدیؔ ناتمام
علیك الصلوٰة اے نبی السلام

حضرت الشیخ نے فرمایا

تین چیزیں ایسی ہیں جب مومن کو اپنے ایمان کا پتہ چلتا ہے اور اس کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہوتا ہے
(۱) جب مکہ اور مدینہ سامنے آتا ہے تو گنہگار اور مجرم آدمی کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی ہیں۔
(۲) جب جناب نبی کریم ﷺ کے سیرت مبارک بیان ہورہی ہوتی ہے۔
(۳) جب قرآن کریم کی تلاوت ہورہی ہوتی ہے مؤمن وہ ہے جو قرآن کی تلاوت سن کر تڑپ اٹھے۔
(احسن البرہان)

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ہرات میں ۲۳ شعبان ۸۱۷ھ میں ہوئی۔آپ نے چھوٹی عمر میں ہی قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔آپ نے جن بزرگوں سے علم حاصل کیا ان میں خواجہ سعدالدین کاشغری،خوجہ برہان الدین ابونصر،خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار سرفہرست ہیں۔آپ فارسی کے امام تھے اور شعر گوئی میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔آپ کی مشہور زمانہ تصانیف میں نفحات الانس،بہارستان،شرح مفتاح الغیب اور شرح ملا جامی اپنی مثال آپ ہیں۔اسی طرح نظم میں آپ کی مشہور کتب یہ ہیں ہفت اورنگ جامی،تحفۃ الاحرار، سلسلۃ الذھب،یوسف زلیخا اور خردنامہ اسکندری۔آپ کا انتقال ۸۱ برس کی عمر میں محرم ۸۹۸ھ میں ہوا۔

خوشا کز گرد رہ سویت رسیدم
بدیدہ گرد از کویت کشیدم
بمسجد سجدۂ شکرانہ کردیم
چراغت را ز جاں پروانہ کردیم
بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ
دلم چوں پنجرۂ سوراخ سوراخ
زدیم از اشک ابر چشم بے خواب
حریم آستان روضہ ات آب
گہے رفتیم زاں ساحت غبارے
گہے چیدیم زو خاشاک و خارے
ازاں نور سواد دیدہ دادیم
وزیں بر ریش دل مرہم نہادیم
بسوئے منبرت رہ بر گرفتیم
ز چہرہ پایہ اش در زر گرفتیم
ز محرابت بسجدہ کام جستیم
قدم گاہت بخون دیدہ شستیم
بپائے ہر ستوں قدر است کردیم
مقام راستاں درخواست کردیم
ز داغ آرزویت بادل خوش
زدیم از دل بہر قندیل آتش

کنوں گر تن نہ خاکِ آں حریم است
بحمد للہ کہ جاں آں جا مقیم است

بخود درماندہ ام از نفس خود رائے
بس درماندۂ چندیں بخشائے

اگر نبود چو لطفت دست یارے
ز دستِ ما نیاید ہیچ کارے

قضا می افگند از راہ مارا
خدارا از خدا در خواہ مارا

کہ بخشد از یقیں اول حیاتے
دہد آں گہ بکار دیں ثباتے

چو ہول روز رستا خیز خیزد
بآتش آبروئے ما نریزد

کند با ایں ہمہ گمراہی ما
ترا اذنِ شفاعت خواہئ ما

چو چوگاں سرفگندہ آوری روئے
بمیدانِ شفاعت امتی گوئے

بحسنِ اہتمامت کارِ جامی
طفیلِ دیگراں یابد تمامی

حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کا نام ابوالمجد مجد دبن آدم ہے۔آنجناب فارسی زبان کے ماہرین میں سے مانے گئے ہیں۔آپ کی طبیعت صوفیانہ تھی اور آپ کو توحید والٰہیت میں کمال حاصل تھا۔آپ کے اشعار علم ومعرفت اور توحیدِ خداوندی سے لبریز ہیں۔آپ کی کتاب ''حدیقۃ الحقیقت'' اس بات کی شاہدِ عدل ہے۔آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کے مرید تھے۔آپ کا ایک قصیدہ رائیہ ہے جو کہ ''رموز الانبیاء وکنوز الاولیاء'' کے نام سے مشہور ہے،اس میں ۱۸۰ اشعار ہیں اور وہ بہت سے علوم ومعارف کو آئینہ دار ہے۔آپ نے زندگی کا اکثر حصہ گوشہ نشینی میں گزارا۔مولانا روم فرماتے ہیں کہ وقتِ نزع آپ کی زبان پر یہ اشعار تھے

بازگشتم زانچہ گفتم زانکہ ہست در سخن معنی و در معنی سخن

حکیم سنائی کی اس حمد کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''التکشف'' میں لکھتے ہیں کہ ''یہ (حمد) اس لئے نقل کی ہے کہ کبھی کبھی ذوق وشوق سے اسکو پڑھ لیا کریں کہ یہ تو بہ ومناجات وتوحید پر مشتمل ہے''۔(التکشف ص ۲۶)

حضرت حکیم سنائی کا وصال ۵۲۵ ھ میں ہوا۔

روشن آن بدرے کہ کمتر منزلش عالم بود
خرم آن صدرے کہ قبلہ اش حضرت اعظم بود

این جہان رخسار او دارد ازان دلبر شدہ است
و انجہان انوار او دارد از آن خرم بود

صد ہزاران جان فدائے آن سوارے کز جلال
غاشیہ اش بردوش پاکِ عیسیٰ مریم بود

از رخشِ گردد منور گر ہمہ جنت بود
و ز لبش یابد طہارت گر ہمہ زمزم بود

فرش ما سر بر کشد تا عرش را زیر آورد
دست آن دارد کہ از زلفش مروارا شم بود

از گریبانِ زمین گر صبح او سر بر کشد
تا شبِ حشر از جمالش صد سپیدہ دم بود

خوش سخن شاہے کز اقبال کفش درپیش او
کشتہ بریاں زباں باید کہ درو ے سم بود

خاک زاید گوہرے کز گوہراں برتر شود
بچہ زاید آدمی کو خواجہ عالم بود

در شبے کو عذر اخطانا ہمی خواہد ز حق
جبرئیل آنجا چو طفل الکن و ابکم بود

حکم الا اللہ بر فرق رسول اللہ ہیں
راستی زیں تکیہ گاہے آدمی راکم بود

اے سنائیؔ از رہ جان گوی مدح مصطفی
تا ترا سوئے سپہر بر تریں سلم بود

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں سلسلہ چشتی کے بانی اور بزرگ مشائخین کے پیشوا تھے۔ آپ کی پیدائش ۵۲۷ھ بمطابق ۱۱۴۹ء میں بجستان میں ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ عثمان ہروںی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے اور ان کی خدمت میں آپ نے بیس برس گزارے۔ بعد ازاں آپ رائے پتھوار کے دور میں اجمیر (ہندوستاں) تشریف لائے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوگئے۔ آپ علم وعمل کے پیکر، معرفت وتصوف کے امام، زہد وتقویٰ میں فقید المثال شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کی کشف وکرامت کا ایک بہت بڑا باب ہے جس کا انکار مشکل ہے۔ کیونکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ "کرامتِ اولیاءِ حق" کہ اولیاءِ کرام کی کرامت برحق ہیں۔ حضرت والا کا انتقال ۶ رجب ۶۳۳ھ بمطابق ۱۲۵۴ء کو اجمیر میں ۱۰۵ابرس کی عمر میں ہوا اور وہیں آپ کی تدفین ہوئی۔

❦ ❦ ❦

درجاں تو کرد منزل جانانِ ما محمد
صد در کشاد در دل از جانِ ما محمد

ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمد
ما لولوئیم و مرجان عمانِ ما محمد

مستغرق گناہیم ہر چند عزر خواہیم
پژ مردہ چوں گیاہیم بارانِ ما محمد

از درد زخمِ عصیان مارا چہ غم چو سازد
از مرہمِ شفاعت درمانِ ما محمد

امروز خونِ عاشق در عشق اگر ہدر شد
فرد از دوست خواہد تاوانِ ما محمد

ما طلبِ خدائیم بر دینِ مصطفائیم
بر در گہش گدائیم سلطانِ ما محمد

از امتانِ دیگر ما آمدیم بر سر
وآں را کہ نیست باور برہانِ ما محمد

ای آب و گل سرودی جان و دل درودے
تا بشنود بہ یثرب افغانِ ما محمد

در باغ بوستانم دیگر مخواں معینی
با غم بہشت قرآں بستانِ ما محمد

خواجہ امیر حسن ابن علاء سنجری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ۶۶۰ھ میں دہلی میں ہوئی۔ اپنے زمانے کے باکمال علماء اور اولیا میں آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ آپ نظام الملت والدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید تھے اور آپ کو ان کا قرب بھی سب سے زیادہ حاصل تھا۔ آپ اوصافِ تصوف میں ہمہ صفت موصوف تھے۔ آپ نے اپنے شیخ ومرشد کے حالات، واقعات اور ملفوظات پر ایک کتاب بھی مرتب فرمائی جو کہ اہل علم میں انتہائی جامع اور مفید مانی جاتی ہے اس کا نام ''فوائد الفواد'' ہے۔ حضرت والا کی وفات ۷۳۶ھ میں دیوگیر کے علاقہ میں ہوئی۔

روئے خوب تو والضحیٰ گفتم
زلف واللیل اذا تجلّی گفتم

سرو خواندم ، قدت غلط خواندم
مشک گفتم ، خطت ، خطا گفتم

خواستم گفت نعت بسیار
ہمہ گفتم چو مصطفیٰ گفتم

اے سزاوار صد چنیں مدحت
عفو کن ، ہر چہ ما سزا گفتم

آستانِ تو ، آسمان وعا ست
ہم ازیں جانش ، وعا گفتم

حسنؔ از پاورِ آمد ست عظیم
اے سرِ سروراں ترا گفتم

خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ۶۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ سلطان الشعراء تھے اور شعروسخن میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ علم وفضل کے ساتھ ساتھ آپ کو تصوف میں بھی کمال حاصل تھا۔ حضرت والا کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ ہر رات تہجد کے وقت قرآن کریم کے سات (۷) سپاروں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ بھی نظام الملت والدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے خود آپ کے بارے میں اشعار ارشاد فرمائے ہیں:

خسرو کہ بنظم ونثر مثلش کم خواست
ملکیت و ملک سخن آں خسرو راست
ایں خسرو ماست ناصر خسرو نیست
زیرا کہ خدائے ناصر خسرو است

❦ ❦ ❦

برا امم از تو رحمتِ حق بیش باد

بہشت درِ خلد باز ہفت درک پیش باد

مایۂ عصیانِ ما ہست ز اندازہ بیش

در حق ما عاصیان عون توزان بیش باد

با تو چہ زہرہ مرا لافِ محبت ولے

دوستی بندگانت بر دلِ من خویش باد

چون سفر افتد مرا در رہِ تاریک گور

پرتو دین تو ام مشعلہ در پیش باد

از بد و لغو و دروغ کام و لبم ہست ریش

نامِ توام بر زبان مرہمِ این بیش باد

نوش ثنایت مرا کرد زبان بیش گل

شہد شہادت مدام در سرِ این بیش باد

نعت تو گنجینہ ایست نقدِ دو عالم درو

طُعمۂ ز آن تا ابد خسروؔ درویش باد

گم شدہ‌ام در تو خواست راہ‌یقین میکنم

رہ سوئے قرآن بس ختم برین میکنم

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ۵۰۵ھ میں ہند سے کچھ دور علاقہ اوش میں ہوئی۔ آپ کا نام بختیار اور قطب الدین لقب تھا۔ آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت والا مشہور زمانہ بزرگ تھے اور ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے ایک زمانے دنیا سے ترکِ تعلق رکھا اور عبادت اور ریاضت میں مشغول رہے۔ آپ بےمثال شاعر بھی تھے اور آپ کی کتاب ''دلیل العارفین'' بھی بہت مشہور ہے۔ آپ کی وفات ۱۲۸ برس کی عمر میں ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں ہوئی۔

آنجا کہ آفتابِ لقائے محمد ست
خورشید ذرۂ ز ضیائے محمد ست

موسیٰ کہ معجزات وے اندر عصاش بود
خود با عصائے خویش عصائے محمد ست

روح الامین صدر نشین را علی الدوام
وردِ زبانش وردِ ثنائے محمد ست

از گرمیٔ زبانۂ خورشیدِ آتشین
روزِ جزای پناہِ لوائے محمد ست

آن مومنے کہ مرد بہ شرعِ شریف او
مستوجب عطائے خدائے محمد ست

راضی بود خدای ازان بندۂ کہ او
کارے کہ می کند برضائے محمد ست

گردد ز اہلِ دیدہ ہر آن کو چو قطبِ دین
او را دد دیدہ بر کفِ پائے محمد ست

غیر منقوط نعتیں
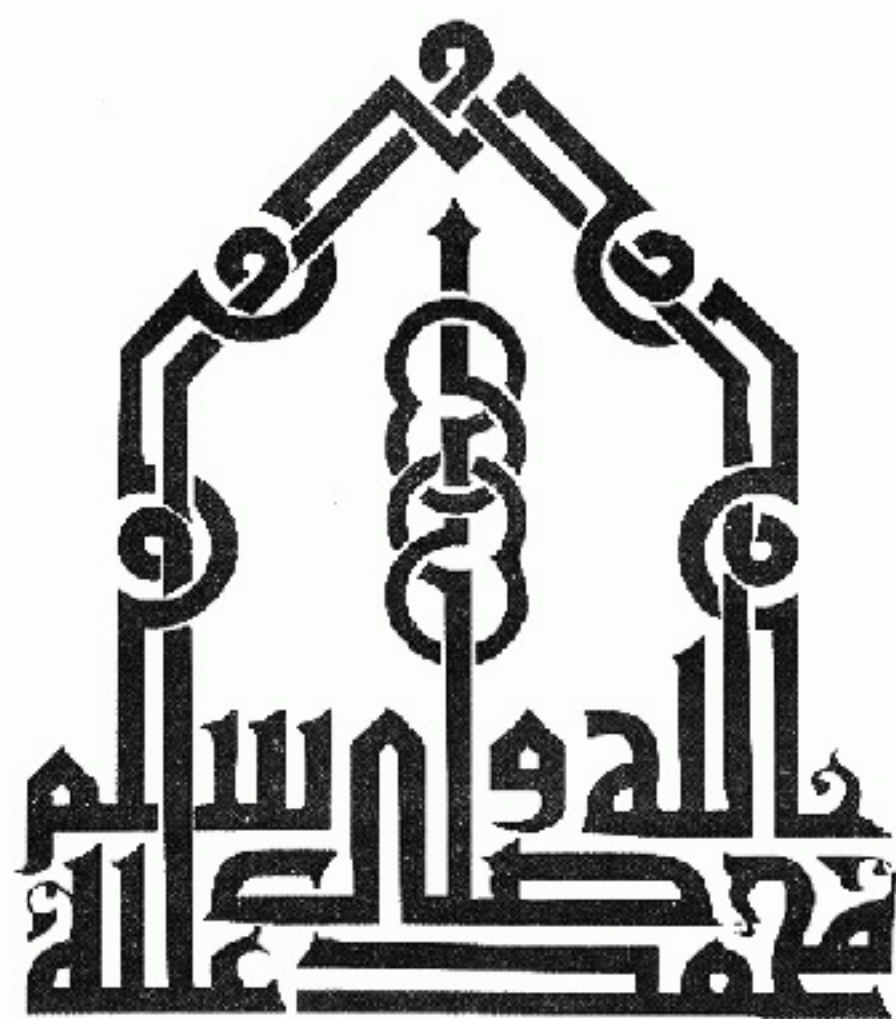
مولانا محمد ولی رازی صاحب مدظلہ

حضرت والا کی پیدائش ۱۱شوال ۱۳۵۳ھ بمطابق جنوری ۱۹۳۵ء میں دیوبند ضلع سہارنپور میں ہوئی۔ آپ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فرزند ہیں۔ پیدائش کے بعد آپ کا نام حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی جہاں آپ نے ناظرہ قرآن کریم پڑھنے کے بعد اکیس پارے حفظ کئے اور اس کے بعد اپنے والد کے ہمراہ پاکستان آئے اور مدرسہ اشرفیہ جامع مسجد جیکب لائنز میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ آپ نے ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان اعلیٰ نمبرات میں پاس کیا۔ ۱۹۶۴ء میں آپ ریڈیو پاکستان کی دعوت پر مذہبی نشریات کے شعبہ کے انچارج مقرر رہوئے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف اداروں میں آپ نے تدریسی اوردینی خدمات انجام دیں۔ آپ کی بے شمار تصانیف میں انڈکس قرآن مجید، قادیانیت عدالت میں، علماء وزعماء اسلام قابل ذکر ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ جناب نبی کریم ﷺ کی سیرت پر لکھی ہوئی کتاب "ہادیٔ عالم" ہے جو کہ غیر منقوط ہے اور اردو ادب میں اس کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس سے قبل اکبر بادشاہ کے دور میں شیعہ عالم فیضی نے ایک تفسیر لکھی تھی جو کہ غیر منقوط ہے اس کا نام سواطع الالہام ہے۔

حضرت والا کی یہ نعت بھی غیر منقوط ہے اور اردو زبان میں ایک شاہکار ہے۔ آنجناب ابتداء میں حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری سے بیعت تھے اور انہی کی زیر تربیت رہے ان کے بعد آپ نے اپنا اصلاحی تعلق حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی سے قائم کیا۔

ہر دم درود سرورِ عالم کیا کروں
ہر لمحہ محو روئے مکرم رہا کروں

اسم رسول ہوگا مداوائے دردِ دل
صل علی سے دل کے دکھوں کی دوا کروں

ہر سطر اس کی اسوۂ ہادی کی ہو گواہ
اس طرح حال احمدِ مرسل لکھا کروں

معمور اس کو کر کے معرکی سطور سے
ہر کلمہ اس کا دل کے دکھوں سے لکھا کروں

گر مرحلہ گراں ہے مگر ہو رہیگا طے
اسم رسول سے ہی درد دل کا وا کروں

ہر دم رواں ہو دل سے درودوں کا سلسلہ
طے اس طرح سے راہ کا ہر مرحلہ کروں

دے دوں اگر رسول مکرم کا واسطہ
دل کی ہر اک مراد ملے گر دعا کروں

اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں

اردو کو اک رسالۂ الہام دوں وحی
لوگوں کو دورِ ہادیٔ عالم عطا کروں

محمد ہمایوں مغل

ہر درد کی دوا ہے صل علیٰ محمد مسرور کر رہا ہے صل علیٰ محمد
مدح سرائی اسم احمد کی کر رہا ہوں آرام کی ردا ہے صل علیٰ محمد
اس سے ہوا معرکہ دہر گراں ہمارا ہادی کمال کا ہے صل علیٰ محمد
وہ اکمل و مکمل وہ اکرم و مکرم اللہ کی عطا ہے صل علیٰ محمد
وہ اطہر و مطہر وہ عالم و معلم اللہ سے واسطہ ہے صل علیٰ محمد
سارے دکھوں کا مرہم اسم رسول ہی ہے اک اعلیٰ سلسلہ ہے صل علیٰ محمد
امر الٰہی ہے کہ صلوا علیٰ وسلم وردِ ملائکہ ہے صل علیٰ محمد
لاکھوں درود لکھوں لاکھوں سلام لکھوں ہر سو لکھا ہوا ہے صل علیٰ محمد
گل ہو کہ کوئی موسم یا ماہِ آسماں ہو سرکار کی ادا ہے صل علیٰ محمد

کارِ گراں ہے مدح کہ ہو سکے کسی سے
اک وردِ ماورا ہے صل علیٰ محمد

محمد حنیف نازش

وہ صدرِ عالم امکاں، دل و حرا و حرم
الم کے ماروں کا مولا، وہ سرورِ عالم
وہ راہیٔ رہِ اسرا، مرادِ حور و ملک
وہ سر گروہِ رسولاں وہ ہادیٔ اکرم
کروڑ لاکھ درود اس کے اسم کے واری
ہے اس کا اسم معطر ہمارے دل کا دھرم
دوائے دردِ دل عاصی و سرورِ مدام
ہمارے درد کا درماں ہے اک اسی کا کرم
اسی کے واسطے آئے ملائکہ کا سلام
وہی ہے سرورِ کل اور حاکموں کو حکم
کہاں وہ وصل کے لمحے، گماں ہمارا کہاں
ہے علم اسی کو کہ ہے کردگار کا محرم

ہوائے راہِ رسول ہدائے معطر ہے
اسی سے دور ہوا دل کا سارا درد و الم

علماءِ اُمت
کی
اردو نعتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلوا علیہ وآلہ
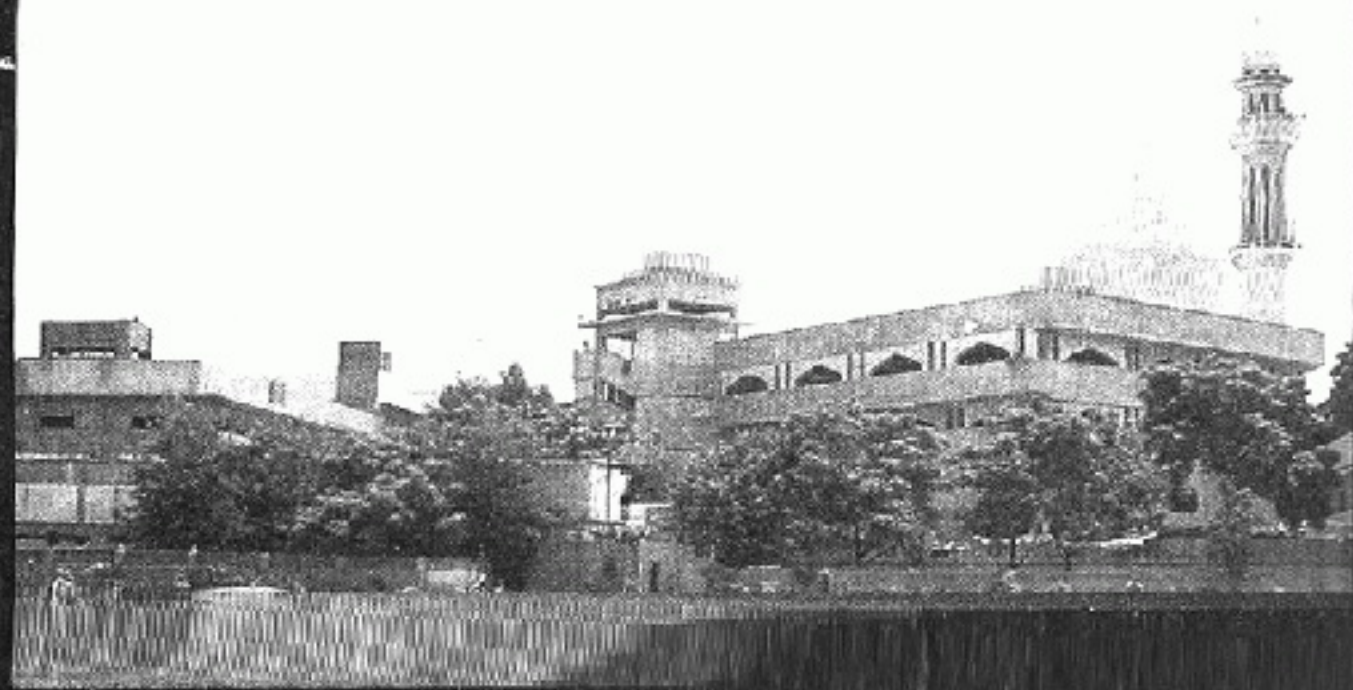
اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شُمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مور و مار

اُڑا کے بادِ مری مُشتِ خاک کو پسِ مرگ
کرے حُضُور کے روضے کے آس پاس نثار

اقتباس قصیدۂ بہاریہ حُجۃ الاسلام نانوتوی

ماخوذ فضائل درود شریف از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ
مدفون جنت البقیع ۔ المتوفی ۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء بروز دوشنبہ

کتبہ الفقیر نفیس الحسینی ۱۴۰۳ھ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتھم

حضرت الشیخ کی پیدائش ۱۹۵۳ء میں جہانگیرہ میں ہوئی۔ حضرت الشیخ نے ابتداء ہی میں انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم دینیات سے شغف رکھا اور علم وادب، فقہ وتفسیر، صرف ونحو اور اصول وغیرہ کی کتب شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد خاص فخر سرحد حضرت مولانا محمد عبد الحنان صاحب بارک اللہ فی حیاتہم الفیمتہ سے پڑھیں اور ان کے بعد امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالی کی زیرنگرانی دیگر کتب کی تکمیل کرتے رہے۔ بعد ازاں حضرت والا کے حکم پر کراچی میں جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخل ہوئے اور وہیں سے ۱۹۷۷ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔ حضرت والا کے اساتذہ میں محدث العصر شارح الترمذی حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب، حضرت مولانا ادریس صاحب میرٹھی، حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

تعلیم کے دوران ہی حضرت والا کو اساتذہ کے حکم پر نیو کراچی میں جامع مسجد چراغ الاسلام کی ذمہ داری سونپی گئی جہاں حضرت الشیخ نے اپنے علمی کارنامہ اور قابلیت سے وہاں کے بریلویوں کو شکست فاش دی اور دین حق کا پرچم بلند کیا۔ بعد ازاں آپ کو گلشن اقبال جامع مسجد احسن کی ذمہ داری سپرد کی گئی۔ یہاں آپ نے ابتداء میں نوجوانوں کو مختصر کتابیں شروع کرائیں جن میں الطب النبی اور نور الایضاح شامل ہیں اور دینی معلومات سے آگاہ کرنا شروع کیا، ساتھ ساتھ ہی قرآن کریم کی تفسیر بھی پڑھانا شروع کی۔ اس درس تفسیر کے اختتام پر جب کہ قرآن کریم مکمل ہوا اس وقت کے عالمگیر بادشاہ فقیہہ النفس حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور شرکاء درس کی دستار بندی کی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ ''ہماری واقفیت میں مولانا کے اس کام کی مثال پورے عالم میں نہیں ہے جس میں عوام کو قرآن مجید، نور الایضاح اور الطب النبوی جیسی کتب اس شان و شوکت سے پڑھائی جاتی ہیں''۔ ابتداء میں حضرت والا کے مشکوٰۃ اور روح المعانی کے دروس نے بہت شہرت

اختیار کی۔ ساتھ ہی حضرت والا نے ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء میں یہاں ایک جامعہ کی بنیاد رکھی جس کا نام جامعہ عربیہ احسن العلوم رکھا گیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت والا کی دن رات محنت اور انتھک سعی کی بدولت ایک عظیم دینی ادارے کی شکل اختیار کرلی۔ اسی اثناء میں حضرت والا نے ۱۹۸۸ء میں جامعہ میں دورہ حدیث شریف شروع کیا اور اپنے شیخ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر بخاری اور ترمذی خود پڑھانا شروع کیں اور اسی سال دورۂ تفسیر قرآن کریم کا بھی آغاز کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضرت الشیخ کی دن ورات محنت سے اس دورۂ تفسیر نے ایک عالمی درس کی شکل اختیار کرلی اور آج اس درس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد دس ہزار افراد سے زیادہ ہے اور انٹرنیٹ کے ذریعے سننے والوں کی تعداد دنیا بھر میں ۱۵ لاکھ سے بھی متجاوز ہے۔

حضرت والا کی نگرانی میں دینی ذمہ داری نبھانے والے کئے ادارے ہیں جن میں جامعہ احسن الدراسات نیو کراچی، جامعہ احسن المدارس گلشن معمار، جامعہ احسن المقاصد ہاکس بے (زیرتعمیر)، جامع مسجد ابی یوسفؒ، اس کے علاوہ کوئٹہ ٹاؤن سپر ہائی وے پر زیرتعمیر ادارہ جامع صباء العلوم اور جامع مسجد عثمان بھی شامل ہے۔ حضرت والا گوناگوں مصروفیات کے باوجود پانچ وقت نماز کی خود امامت فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی میں جتنا بھی نوازا ہے اسی امامت کی وجہ سے نوازا ہے۔ حضرت والا کے جمعۃ المبارک میں ایک بہت بڑا ہجوم ہوتا ہے اور آپ کا جمعہ کا خطاب ملک گیر شہرت کا حامل ہے۔ حضرت والا کے درس کی خصوصیات میں سب سے اہم اور جامع خصوصیت یہ ہے کہ اس میں توحید خداوندی کی اشاعت کا عروج، سنت نبوی کا پرچار، اکابر اسلاف کا مکمل تعارف ہوتا ہے اور ان کے منہج ومسلک کی صحیح نشاندہی کی جاتی ہے۔

تصانیف میں حضرت الشیخ کی دو کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جن میں ''احسن الخطبات (جلد اول)'' جو کہ حضرت والا کہ جمعۃ المبارک کے سترہ (۱۷) خطبات پر مشتمل ہے اور ''مجموعہ احسن الرسائل (جلد اول)'' جو کہ حضرت الشیخ کے مختلف مسائل پر لکھے جانے والے دس (۱۰) رسائل کا مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ ''معارف ومحاسن'' ''احسن المجالس'' ''احسن البرہان (جلد دوم)'' اور حضرت الشیخ کی تفسیر ''احسن التفسیر'' کی پہلی جلد مقدمہ بھی ان شاء اللہ بہت جلد منصۂ شہود پر آنے والی ہے۔

اکابر اسلاف میں حضرت والا کو خاص طور پر سب سے زیادہ مناسبت امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور جامعہ عربیہ احسن العلوم کے صدر دروازے پر بھی بیادِ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھوایا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت والا نے اپنے فرزند رشید کا نام بھی امام العصر حضرت شاہ صاحب کے نام پر رکھا ہے (محمد انور شاہ) جس کے بارے میں مشہور زمانہ شاعر جناب سلمان گیلانی نے کہا ہے کہ

انور کے ساتھ اس کی عقیدت ہے دیدنی　　گرچہ وہ کاشمیری ہے اور یہ پٹھان ہے

بیٹے کا نام رکھ دیا ہے ان کے نام پر　　یہ نام ان کے واسطے تسکین جان ہے

چند سال قبل حضرت والا کے لائق و فائق فرزند حافظ محمد انور شاہ سلمہ نے قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا اور درسیات کی ابتداء کی اور ساتھ ساتھ ہی امامت کا منصب بھی سنبھالا وہ حضرت الشیخ کے غیر موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ حافظ محمد انور شاہ پابندی سے جمعہ کے دن نماز فجر میں سنت کے مطابق قرأت یعنی اول رکعت میں سورۂ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر تلاوت فرماتے ہیں اور اسی طرح جمعۃ المبارک میں بھی کبھی کبھی اہتمام کے ساتھ نماز کی امامت فرماتے ہیں۔ جیسے کہ مثال مشہور ہے کہ ''اچھے گوشت کا شوربہ بھی اچھا ہوتا ہے'' حافظ محمد انور شاہ سلمہ اس مثال کا مکمل مصداق ہیں اور انہماک کے ساتھ اپنے اسباق میں مصروف رہتے ہیں اور ہر درجہ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے ہیں۔

رب کریم کی بارگاہِ قدس میں دعا ہے کہ وہ حضرت الشیخ کا سایۂ عطوفت وشفقت ہم پر قائم ودائم رکھے اور علم وعرفان کی اس نہر کو اسی طرح جاری وساری رکھے اور حافظ محمد انور شاہ سلمہ کو ان کے نام نامی کا مصداق بنائے اور ہر قسم کی آفات اور شرور سے محفوظ رکھے اور حضرت الشیخ کی خواہش کے مطابق عالم باعمل اور وقت کی مقتدر ہستی بنائے۔ آمین

سرِ لشکرِ انبیاء ہے رسول عربی
امام سبع سمٰوٰت ہے رسول عربی

تھے ہدایت کے لئے سارے انبیاء و رسل
تاج ختمیت بر سرِ عرش ہے رسول عربی

جتنے رسل و انبیاء ہوئے مبعوث بہ شرع
شریعت آپ پر کامل ہے رسول عربی

جتنے آئے تھے آ کر سارے رسل چلے گئے
تشریف آوری تیری دائم ہے رسول عربی

وحی کتاب و صحیفہ ان کے اعجاز کے لئے
ذکر محفوظ تیرا اعجاز ہے رسول عربی

علامات ان کی صداقت کے لئے خوب رہیں
متواتر تیرے معجزات ہیں رسول عربی

امتیں ساری ہدایت کی طلب گار رہیں
امت جو فخرِ انبیاء ہے رسول عربی

سارے عالم میں صرف ایک خبر عام ہوئی
ہدایت آپ پہ موقوف ہے رسول عربی

اس پہ آیاتِ بیناتِ انبیاء قائم
نجاتِ اخروی آگلن ہے رسول عربی

حشر جو لحہ شدائد ہے بتصریحِ قرآن
اس کی راحت بہ شفاعت ہے رسول عربی

اتباع آپ کا لازم ہے بہ ہمہ خلائق
فرشی و عرشی ثناء خواں ہے رسول عربی

جتنے اعمال ہیں سب رو کھے اور محروم ضیاء
کاش توفیق درود ہو رسول عربی

خاموش جو پہنچا ہے بر سر وے بلد الامیں
یہ عنایت از عنایات ہے رسول عربی

توفیق شکر و سپاس خدا نصیب کرے
کہ مقدس یہ ارض پاک ہے رسول عربی

نعت خوانی تو عبادت و شرافت ہے بڑی
خاموش شاعر نہیں غلام ہے رسول عربی

حضرت مولانا شاہ اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو پھلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شاہ عبدالغنی صاحب کی وفات کے بعد آپ کی پرورش اور تربیت حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے کی اور علوم وفنون میں اکثر استفادہ آپ نے شاہ عبدالقادر ہی سے کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ سے بھی کسب فیض کیا اور حدیث شریف آپ نے مسندِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز سے پڑھی۔ آپ کی ذہانت اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنے علوم کی تکمیل ۱۶ برس کی عمر میں ہی کر لی۔ آپ نے ابتداء ہی میں بنیت جہاد گھڑ سواری، تیر اندازی، کشتی، تیراکی وغیرہ میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ دہلی کی جامع مسجد میں آپ کی تاریخی تقاریر اپنی مثال آپ ہیں جن میں آپ نے شرک وبدعت، ردِ مروجہ رسوم اور اہل باطل کی سرکوبی فرمائی۔ آپ کا وعظ بڑا موثر اور دلنشین ہوتا تھا اور وقت کے بڑے بڑے علماء اور مشاہیر اس میں شرکت کیا کرتے تھے۔ جس زمانے میں پنجاب میں سکھوں نے مسلمانوں پر ظلم وستم اور بے حیائی اور بربریت کے پہاڑ توڑے اس زمانے میں یعنی ۱۲۴۱ھ میں آپ جہاد کی نیت سے پنجاب روانہ ہوئے۔ اس زمانے میں تقریباً ۱۱ کے قریب لڑائیاں ہوئیں جن میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید خود موجود رہے۔ آپ نے پشاور کے علاقے میں اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ انجام دیا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ اس دوران میں آپ نے وقت بڑا آزمائش میں گزارا، سخت سے سخت مصیبتیں اٹھائیں اور ظلم ومظالم کو ختم کرنے کی جتنی کوشش ہوسکتی تھیں آپ نے کیں۔ بالآخر اسلام کا یہ سپوت، دین کا سچا مجاہد اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے بالاکوٹ کے میدان میں ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۲ھ میں جمعہ کے دن حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر، شہادت کا رتبہ پا کر اس دار فانی سے رخصت ہو۔

''ولا تقول لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون''

❀ ❀ ❀

اسی سے مقصود اصلی خطاب — وہی رہے گا مضمون ام الکتاب
خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے — وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے
وہ انسان اکمل ہے جنتے ہو! کون — ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبی البرایا ، رسول کریم — نبوت کے دریا کا درِ یتیم
حبیبِ خدا سید المرسلین — شفیع الوریٰ ، ہادیٔ راہِ دین
محمد ہے نام انکا احمد لقب — بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
دل ان کا جو ہے مخزنِ سرِ غیب — مبرّا خطا سے ہے بے شک و ریب
زبان ان کی ہے ترجمان قدم — ہوا باغ دین جس سے رشکِ ارم
بظاہر جو ہے مقطع انبیاء — حقیقت میں ہے مطلع اصفیاء
جو اس میں تأمل ذرا کیجئے — ابھی نکتہ باریک پا لیجئے
کہ جب سب سے اکمل وہ انسان ہوا — تو بے شک وہ تصویرِ رحمٰن ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام — کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام
سو تھا انبیا کا قصیدہ عجیب — ہوا ختم اس کا یہ نہج غریب
تخلص کا موقع تھا یا دو جہاں — سو تصویرِ ناظم ہوئی واں عیاں
الٰہی ہزاروں درود اور سلام — تو بھیج ان پر اور ان کی امت پہ عام

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کی پیدائش ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ کو ضلع سہارنپور میں ہوئی ابتداء میں فارسی رسائل، حصن حصین اور مثنوی وغیرہ مولانا روم قلندر بخش جلال آبادی سے پڑھیں اس کے بعد شیخ نصیر الدین کی خدمت میں دہلی میں رہے اور ان کی خدمت میں رہ کر منازل سلوک طے کیے، ان کے انتقال کے بعد تھانہ بھون تشریف لائے اور شیخ نور محمد جھنجھانوی کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے اور انہی سے خلافت بھی حاصل کی ۱۲۷۴ھ میں جب انگریز نے یلغار شروع کیا اور علماء اور صلحاء کی شہادت کا ایک سلسلہ چل نکلا اس دوران حضرت والا ہجرت کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور زندگی کی آخری گھڑیوں تک "حارۃ القلب" نامی مقام پر رہے۔ حضرت والا اکثر اوقات ذکر وعبادت اور مراقبہ میں مصروف رہتے اور معرفت کا درس دیا کرتے اور دور دور سے علماء اور اولیاء آپ سے استفادے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ خلق خدا کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپ سے استفادہ کیا جن میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی، حضرت مولانا احمد حسن صاحب، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ حضرت والا کی مشہور تصانیف ضیاء القلوب، ارشاد مرشد، گلزار معرفت، جہاد اکبر، درد نامہ غمناک ہیں۔ اس کے علاوہ آپ اردو زبان کے نادر الکلام شاعر تھے اور اس سلسلے میں آپ کی مناجات اور نعتیں بہت شہرت کی حامل ہیں۔

حضرت والا کا انتقال ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوا اور آپ کی تدفین "معلاۃ" میں شیخ رحمت اللہ کے قریب ہوئی۔

ہوجائے مرا شوق ہی رہبر کی صورت
یوں نقشِ قدم جا پڑوں در پر کی صورت

ہے سر میں ہوائے کششِ شوقِ مدینہ
یوں بادِ صبا پہنچوں گا اڑ کر کی صورت

یوں نقشِ قدم سر نہ اٹھاؤں ترے در سے
گر جا پڑوں مر مر کے وہاں پر کی صورت

کھایا کروں بس ٹھوکریں زوار کی تیرے
اے کاش ہوں در کا تیرے پتھر کی صورت

دیں ساقیِ کوثر جو مجھے بادۂ الفت
چھوٹے نہ لبوں سے مرے ساغر کی صورت

ہو جائے کہیں سر سبز مرا نخلِ تمنا
آجائے نظر گنبدِ اخضر کی صورت

ہو مغز پریشان وہیں مشکِ ختن کا
کھل جائے جو وہ زلفِ معنبر کی صورت

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

جبکہ آمادۂ خوں ہوگئے کفارِ قریش　　لاجرم سرورِ عالم نے کیا عزمِ سفر
کوئی نوکر تھا نہ خادم نہ برادر نہ عزیز　　گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرور
اک فقط حضرت بوبکر تھے ہمراہِ رکاب　　کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادۂ شر
چونکہ سو اونٹوں کا انعام تھا قاتل کے لئے　　آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر
انہی لوگوں میں سراقہ تھے خلف جعشم کے　　جن کو فاروق نے کسریٰ کے تھے پہنائے گہر
تین دن رات رہے ثور کے غاروں میں نہاں　　تھا جہاں عقرب و افعی کی حکومت کا اثر
نیم جاں ، خوفِ عدو، ترکِ غذا ، تلخیِ راہ　　ان مصائب میں ہوئی اب شبِ ہجرت کی سحر
یاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں　　راہ میں آنکھ بچھانے لگے اربابِ نظر
لڑکیاں گانے لگیں شوق میں آکر اشعار　　نغمہ ہائے "طلع البدر" سے گونج اٹھے گھر
ماں کی آغوش میں بچے بھی مچل جانے لگے　　نازنیانِ حرم بھی نکل آئیں باہر
دفعتاً کوکبۂ شاہ رسل آ پہنچا　　غل ہوا صل علیٰ خیر سے تا جن و بشر
جلوۂ طلعتِ اقدس جو ہوا جلوہ فگن　　دفعتاً تارِ شعاعی تھا ہر اک تارِ بصر
طور پر حضرتِ موسیٰ کی صدا آتی تھی　　آج اک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر
سب کو یہ فکر کہ دیکھیں یہ شرف کس کو ملے　　مہماں ہوتے ہیں کس اوج نشیں کے سرور
سینے کہتے تھے کہ خلوت گہہ دل حاضر ہے　　آنکھیں کہتی تھیں کہ دو اور بھی تیار ہیں گھر
یاں مبارک کرے اے خاکِ حریم نبوی　　آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہمسر

صل یارب علیٰ خیر نبی و رسل
صل یارب علیٰ افضل ہر جن و بشر

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا تھانہ بھون ضلع مظفر نگر میں ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت والا نے ابتداء میں فارسی کی متوسطات اور عربی کی بعض ابتدائی کتابیں مولانا فتح محمد صاحب سے تھانہ بھون میں ہی پڑھیں اور اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو گئے۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب، مولانا سید احمد صاحب اور مولانا عبد العلی صاحب شامل ہیں۔ ۱۳۰۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد کانپور میں چودہ (۱۴) سال تک درس وتدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں واپس تھانہ بھون تشریف لائے اور عمرِ آخر تک وہیں رہے۔ اللہ رب العزت نے اصلاح وارشاد، معرفتِ نفس اور مجاہدات کی جو توفیق آپ کو دی وہ آپ کے معاصرین میں سے بہت کم کو حاصل ہے۔ آپ کے خلفاء کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ امتِ محمدیہ میں سے حضرت والا ان چند افراد میں سے ہیں جو کہ کثیر التصانیف ہوئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق حضرت والا نے ۱۳۶۵ کتابیں لکھی ہیں اور ہر کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ تفسیر بیان القرآن، التکشف، بوادر النوادر، اصلاح انقلابِ امت، امداد الفتاویٰ اور بہشتی زیور آپ کی شہرۂ آفاق کتب ہیں۔ اس کے علاوہ الافاضات الیومیہ جو کہ ملفوظاتِ حکیم الامت کے نام سے مشہور ہے ۲۵ جلدوں میں اور خطباتِ حکیم الامت ۳۲ جلدوں میں علم ومعرفت کا خزانہ ہیں۔

۱۶،۱۵ رجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۰،۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء کی درمیانی شب کو دین اسلام کا یہ ستون اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

تھام لے مجھ کو تو اے میرے نبی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

جز تمھارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت مرے پاس
ہے مگر دل میں محبت آپ کی

کاش ہو جاتا مدینے کی میں خاک
نعل بوسی ہوئی کافی آپ کی

آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہاء
حضرت حق کی طرف سے دائمی

اور تمہاری آل پر اصحاب پر
ہو تابقائے عمر وار آخری

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آنجناب کی ولادت ۲۳ صفر ۱۳۰۲ھ بمطابق ۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء میں بہار کے ضلع پٹنہ میں دیسنہ کے علاقہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی میں حاصل کرنے کے بعد آپ ۱۹۰۱ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہو گئے اور وہیں سے سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ وقت کے محقق، مؤرخ، متکلم، فقیہ علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کے صحبت یافتہ تھے۔ آپ چالیس سال تک علمی، تحقیقی اور تصنیفی کام میں مصروف رہے اور آپ نے دار العلوم ندوہ لکھنؤ میں عربی اور علم الکلام کے استاذ کی حیثیت سے بھی اپنے فرائض انجام دیے۔ آپ نے اپنے شیخ کی کتاب سیرت النبی جو کہ اس وقت تک صرف دو جلدوں تک ہی پہنچ سکی تھی ان کے انتقال کے بعد مکمل کی اور کل ملا کر اس کی سات جلدیں ترتیب دیں جو کہ آپ کے بڑے کارناموں میں سے ایک ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی کتب میں سیرتِ عائشہ، ارض قرآن اور خطباتِ مدارس بہت مشہور ہیں۔

آپ کا انتقال ۶۹ برس کی عمر میں ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء کو کراچی میں ہوا۔

نقش جس قلب پہ نام شہِ ابرار نہیں
سکۂ قلب ہے وہ در خورِ بازار نہیں

تو ہے مجموعۂ خوبی و سراپائے جمال
کون سی تیری ادا دل کی طلبگار نہیں

مجلس شاہ میں ہے نغمۂ تسلیم و درود
شورِ تسبیح نہیں ، شورش اذکار نہیں

ذرہ ذرہ ہے مدینہ کا تجلی گہ نور
دشتِ ایمن یہ نہیں ، جلوہ گہ نار نہیں

جان دے دے کے خریدار بنے ہیں انصار
عشق رازِ نبوی مصر کا بازار نہیں

شک نہیں مطلع والشمس ہے بطحا کی زمین
کون سا ذرہ وہاں مطلع انوار نہیں

ہر قدم بادِ صبا ، حسن ادب سے رکھنا
بوئے گیسوئے نبی ، نافۂ تاتار نہیں

صیدِ مژگان محمد ہیں ، غزالان حرم
اس لئے ناوک و پیکان کے سزاوار نہیں

بابا نجم احسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ میں ۱۳۱۰ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وتربیت گھر میں ہی ہوئی اور انگریزی تعلیم کے لئے لکھنؤ تشریف لے گئے۔ آپ نے ۱۹۱۸ء میں ایل۔ بی کا امتحان الہ آباد سے پاس کیا اور اس کے بعد اپنے والد کے حکم پر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر لی اور کچھ عرصہ بعد حضرت حکیم الامت نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے تقریباً ۱۷ سال حضرت حکیم الامت کی خدمت میں گزارے ۱۹۵۲ء میں آپ ہندوستان سے پاکستان تشریف لائے اور کراچی میں مقیم ہوئے۔ آپ اردو نظم کے بہترین شاعر اور ادیب تھے۔ آپ کا کلام صوفیانہ طرز کا تھا اس میں زیادہ تعداد مناجات کی ہے۔

حضرت والا کا انتقال ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ میں ہوئی۔ جامع مسجد احسن حضرت بابا نجم احسن کے نام سے ہی منسوب ہے۔

زباں پہ خدائی کلام آرہا ہے　　محمد علیہ السلام آرہا ہے
لیس انت حل بھذا البلد　　وہ شہرِ رسول السلام آرہا ہے
بہ از عرش ہے حجرۂ عائشہ　　مقام کریم المقام آرہا ہے
نہ دل کیوں ہو مشکوٰۃ مصباح سے پرنور　　الحاق سراج الکلام آرہا ہے
یہ اس نام کی کیا عجب شان ہے　　زباں پہ درود و سلام آرہا ہے
ہے آقا کی چوکھٹ پہ حاضر غلام　　نظر مجھ کو اپنا مقام آرہا ہے
ارے اس محبت کے قربان میں　　سلام آرہا ہے پیام آرہا ہے
حریم نبی پہ غلام نبی　　بہ انوارِ بیت الحرام آرہا ہے
عجب ماجرا ہے کہ شر الانام　　بہ درگاہِ خیر الانام آرہا ہے
امید کرم پہ یہ عاجز غلام　　پس از عمرہ و استلام آرہا ہے
کبھی بابِ رحمت کے سائے تلے　　کبھی سوئے باب السلام آرہا ہے
کبھی ہے فضاؤں سے امید یہ　　کوئی تحفہ بہر مشام آرہا ہے
یہ اک لو لگی ہے کہ ارشاد ہو　　وہ دیکھو ہمارا غلام آرہا ہے
مجھے میری جنت یہیں مل گئی　　اُدھر سے سلام و پیام آرہا ہے
کبھی سبز گنبد کو یوں دیکھنا　　کوئی جیسے بالائے بام آرہا ہے
کبھی جالیوں کی طرف یوں نظر　　کہ ہنگام دید و کلام آرہا ہے
میری جان آقا پہ اپنے فدا ہو　　وہ جس کا کرم میرے کام آرہا ہے

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کی پیدائش ۱ صفر ۱۳۱۰ھ بمطابق ۳ جولائی ۱۸۹۲ء بروز اتوار کو ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم نکدور ضلع جالندھر میں حاصل کی۔ بعد ازاں آپ کے والد نے آپ کو دارالعلوم دیوبند میں داخل کروایا جہاں آپ نے امام العصر حضرت شاہ صاحب، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا میاں اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے جلیل القدر اساتذہ سے استفادہ کیا۔ حضرت والا کے بیان حق اور مسلمانوں میں جذبۂ شہادت اجاگر کرنے کی تقاریر کی وجہ سے آپ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ حضرت والا لدھیانہ کے اس مشہور خاندان سے ہیں کہ جس کو یہ شرف حاصل کہ اس نے غلام احمد قادیانی ملعون کے خلاف سب سے پہلے تکفیر کا فتویٰ دیا تھا۔ بعد ازاں آپ مجلس احرار ہند کے رئیس بھی رہے اور اس کی نسبت سے رئیس الاحرار کہلائے۔ آزادیٔ ہند میں حضرت والا کا بڑا کردار ہے اور مسلمانوں کی بقا اور سلامتی کے لئے مسلسل کام کرتے رہے اور اپنے بزرگوں کے مشن کو آگے بڑھاتے رہے۔ ایک عجیب اتفاق یہ رہا کہ جس تاریخ اور دن کو آپ کی ولادت ہوئی اسی تاریخ اور دن کو آپ اس دورِ فانی سے رخصت بھی ہوئے۔ آپ کا انتقال ۱ صفر ۱۳۷۶ھ بمطابق ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء بروز اتوار ۶۴ برس کی عمر میں ہوا۔ آپ کی نمازِ جنازہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی نے پڑھائی۔

تجھ سا خیر البشر ہو جہاں میں کہیں — ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں
ہوں رسالت میں ہمسر ترے مرسلیں — ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں
رحمتِ دوجہاں ہے یہ ہستی تیری — تا قیامت ہے ساری یہ بستی تیری
کوئی تجھ سا جہاں بھر میں ہو نازنیں — ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں
نام تجھ کو محمد خدا نے دیا — دونوں عالم میں محمود تجھ کو کیا
تجھ سے منصب میں ہو کوئی افضل کہیں — ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں
یہ زمیں ، یہ زماں ، برگ و غنچہ و گل — سب ثناخواں ہیں تقدیسِ ختمِ رسل
کوئی انسان تجھ سا ہو کامل تریں — ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں
عشق کی منزلیں طے ہے کرتا وہی — جس کو ہو بس تیری ذات سے آگہی
چھوڑ کر تیرے در کو وہ جائے کہیں — ایسا ممکن نہیں، ایسا ممکن نہیں
منزلیں عشق کی ساری آساں ہوئیں — جب سے تیری ادائیں ہیں ایماں ہوئیں
بعد تیرے کسی پہ ہو میرا یقیں — ایسا ممکن نہیں ، ایسا ممکن نہیں
تیری صورت ہے حسنِ خدائی ہوئی — تیری خلقت خدا آشنائی ہوئی
تیرے انفاس سی ہو کہیں یاسمیں — ایسا ممکن نہیں ، ایسا ممکن نہیں
تیرے ختمِ نبوت کے اعزاز کا — سارے عالم میں ہر سو ہے چرچا ہوا
بعد تیرے بھی آئے خدا کا امیں — ایسا ممکن نہیں ، ایسا ممکن نہیں
تیرے لطف و کرم کی ہو مجھ پہ نظر — روزِ محشر ہو تیری شفاعت اگر
خلد سے دور ہو پھر حبیبِ حزیں — ایسا ممکن نہیں ، ایسا ممکن نہیں

عبدالماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا ۱۸۹۲ء میں ضلع بارہ بنکی بھارت میں مشہور قصبہ دریا آباد میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ سے بی۔اے کرنے کے بعد آپ نے ایک اصلاحی ہفت روزہ ''صدق جدید'' نکالنا شروع کیا جو کہ آخری وقت تک جاری رہا۔ آپ حضرت حکیم الامت کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کی کئے تصانیف منظر عام پر آئیں جن میں مبادی فلسفہ، فلسفہ جذبات، تاریخ اخلاق یورپ، تصوف اسلام حیوانات القرآن کافی مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے قرآن کریم کی تفسیر اردو زبان میں تفسیر ماجدی کے نام سے اور انگریزی زبان میں چار جلدوں میں تفسیر آپ کا بڑا کارنامہ ہے۔ آپ ایک صاحب طرز ادیب، بلند پایہ صحافی اور اعلیٰ درجہ کے انشاءپرداز تھے۔ آپ کی طبیعت فلسفانہ تھی اسی لئے آپ کی تصانیف میں فلسفانہ رنگ غالب ہے۔

آپ کی وفات صفر ۱۳۹۷ھ بمطابق فروری ۱۹۷۷ء میں ہوئی۔

❀ ❀ ❀

پڑھتا ہوا محشر میں جب صل علی آیا　　رحمت کی گھٹا اٹھی اور ابر کرم چھایا

جب وقت پڑا نازک اپنے ہوئے بیگانے　　ہاں کام اگر آیا تو نام تیرا آیا

پرسش تھی گناہوں کی اور یاس کا عالم تھا　　بے کس کی خبر لینے محبوب خدا آیا

یہ نام مبارک تھا یا حق کی تجلی تھی　　دم بھر میں ہوا فاسق ابدال کا ہم پایا

چرچے ہیں فرشتوں میں اور رشک ہے زاہد کو　　اس شان سے جنت میں شیدائے نبی آیا

کیوں نزع کی دشواری آسان نہ ہو جاتی　　تھا نام تیرا لب پہ اور سر پہ تیرا سایا

اک عمر کی گمراہی اک عمر کی سرتابی　　جز تیری غلامی کے آخر نہ مفر پایا

حکمت کا سبق چھوڑا عزت کی طلب چھوڑی　　دنیا سے نظر پھیری سب کھو کے تجھے پایا

سمجھے تھے سیہ کاری اپنی ہے فزوں حد سے　　دیکھا تو کرم تیرا اس سے بھی سوا پایا

فاسق کی ہے یہ میت پر ہے تو تیری امت
ہاں ڈال دے تو اپنے دامن کا ذرا سایا

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت والا کی پیدائش محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بمطابق جون ۱۸۹۷ء کو دیوبند میں ہوئی۔ آپ کی بسم اللہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابرین کی موجودگی میں ہوئی۔ آپ نے دو سال میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کر کے فارسی اور عربی کی ابتدائی کتب پڑھنا شروع کیں اور اس کے بعد مزید تعلیم کی ابتداء ہوگئی اور ۱۳۳۷ھ میں آپ نے دارالعلوم دیوبند کی تمام نصابی تعلیم سے فراغت پا کر سند فضیلت حاصل کی۔ حدیث شریف میں آپ کو خصوصی تلمذ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری سے رہا۔ آپ انتہائی ذکی اور ذہین تھے اور علم وفراست کے شہسوار تھے۔ آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے پیش نظر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی رحلت کے بعد دارالعلوم دیوبند کا انتظام و اہتمام آپ ہی کے سپرد کیا گیا۔ چونکہ آپ کا نسبی تعلق قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ سے تھا آپ ان کے پوتے تھے اور براہ راست امام العصر حضرت شاہ صاحب کے شاگرد تھے اس لئے ان دونوں حضرات کی جھلک آپ کے درس و تقریر اور وعظ و نصیحت، انتظام و اہتمام میں نمایاں تھی اسی لئے دیکھتے ہی دیکھتے آپ ۱۳۴۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کی حیثیت سے سامنے آئے۔ حضرت والا تقریر و تحریر کے بادشاہ تھے اور آپ نے ملک اور بیرون ملک لوگوں کو گمراہی اور تاریکی سے باہر نکال کر ان کے سینوں میں حقیقت و معرفت کی شمعیں جلائیں۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت ۱۲ جلدوں میں شائع ہونے والے خطبات حکیم الاسلام ہیں اس کے علاوہ بھی سائنس اور اسلام، شانِ رسالت، فلسفہ نماز، مسئلہ تقدیر، تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام بھی آپ کی شہرۂ آفاق تصانیف ہیں۔

۶ شوال ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۷ جولائی ۱۹۸۳ء بروزِ اتوار ۸۸ برس کی عمر میں حضرت والا عالم فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت فرما ہوئے۔

ادا کیسے کریں اور کس زباں سے شکر ہم تیرا   کہ تو نے اس نبی کی ہم کو امت میں کیا پیدا
وہ کملی اوڑھنے والا فقیری پہ جو نازاں تھا   گدا تھے جس کے کوچے کے سکندر قیصر و کسریٰ
گدائی جس کے گھر کی بادشاہی سے بھی بہتر تھی
زمیں جس شاہ کے کوچہ کی رشک قصر قیصر تھی
رسل نے امتی ہونے کی جس کے آرزو کی ہو   لقب محبوب دے کر حق نے جس کی آبرو کی ہو
قدم بوسی کی جس کے آسماں نے آرزو کی ہو   بلا کر عرش پہ جس سے خدا نے گفتگو کی ہو
وہ شاہِ دو جہاں **لولاک** (۱) کی پوشاک تھی جس کی
فقیر ایسا کہ اونیٰ ملک ہفت افلاک تھی جس کی
سر فاران چمکا تھا جو خورشیدِ جہاں ہو کر   بتائی راہ جس نے رہنمائے گمرہاں ہو کر
گیا تھا عرش اعظم پر جو حق کا مہماں ہو کر   شرف پایا تھا جس نے انبیاء میں آسماں ہو کر
رہی شیدا چمن پر جس کے فصل بے خزاں برسوں
قدم چوما کیا جس کی زمیں کے آسماں برسوں

حضرت مولانا مفتی رضاءالحق صاحب (ساؤتھ افریقہ)

نہیں دو جہاں میں مثال محمد
زمانے میں اعلیٰ خصال محمد

عرب میں عجم میں بجا ان کا ڈنکا
چمکتا ہے ہر سو کمال محمد

سخاوت میں ابر بہاری ہے پیچھے
تھا اوج سما پر نوال محمد

مسلمان سب جھوم کر پڑھ رہے ہیں
یہ صل علیہ و آل محمد

لبوں پر ہے صل علیٰ کا ترانہ
تصور میں عکس جمال محمد

مدینہ بنا شہر فیضان ہجرت
مسرت میں بدلا ملال محمد

شب و روز ہر لحہ میری دعا ہے
ہو میری زباں پر مقال محمد

زمیں بوس کسریٰ کا ایوانِ شوکت
جہاں پر ہے حاوی جلال محمد

کوئی رو رہا تھا کوئی دم بخود تھا
بڑا حادثہ تھا وصال محمد

نگاہوں کے ہیرے عقیدت کے تارے
مجھے دل سے پیارے جبال محمد

ہو قربان فقر نبی پر امیری
نگینوں سے برتر سفال محمد

زمانے کے مایوس تشنہ لبوں نے
پیا جام نو لازوال محمد

نبی کی محبت میں پگھلا دیا تن
مشقت میں یکتا بلال محمد

وہ اعداء سے انصاف کرتے رہے تھے
ترازو کے پلڑے قتال محمد

رضا سر وحدت میں ڈوبا ہوا ہے
لبوں پر ہے موج زلال محمد

مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں

ہر لحظہ تشفی ہے ہر آن تسلی ہے
ہروقت ہے دل جوئی ہردم ہیں مداراتیں

کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر رات یہی باتیں

معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق وفاجر میں،اور ایسی کراماتیں

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی

حضرت والا کی پیدائش ہندوستان کے صوبہ یوپی کے ضلع پرتاب گڑھ میں سن ۱۹۲۸ء میں ہوئی۔آپ کے والد کا نام محمد حسین تھا۔سکول سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کر لی اور تقریباً ۱۷ سال ان کی خدمت میں گزارے اور ان کے مدرسے بیت العلوم میں مکمل علم حاصل کیا اور حضرت والا ہی سے بخاری شریف کے چند پارے بھی پڑھے۔آپ ۱۹۶۰ء میں اپنے شیخ کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے۔ان کے انتقال کے بعد آپ نے اپنا اصلاحی تعلق حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ سے قائم کیا اور ان ہی سے خلافت بھی حاصل کی۔کراچی میں ابتداء میں حضرت والا کا قیام ناظم آباد کے علاقہ میں تھا اس کے بعد آپ نے گلشن اقبال میں جامعہ اشرف المدارس کی بنیاد رکھی جو بڑی شان کے ساتھ علم وعمل کے میدان میں اپنی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔گلشن اقبال آمد کے بعد حضرت الشیخ سے بھی آپ کا خاص تعلق رہا آپ حضرت الشیخ کے مشکوٰۃ اور روح المعانی کے درسیات میں بڑے شوق سے شرکت فرماتے تھے اور ترقی اور کامیابی کے لئے دعائیں فرمایا کرتے تھے۔خود حضرت الشیخ فرماتے ہیں کہ

"حکیم صاحب نے میرے مشکوٰۃ کے درسیات میں شرکت کے بعد اس زمانے کے D.C ممتاز بیگ صاحب سے فرمایا تھا کہ مولانا بخاری شریف بہت اچھی پڑھائیں گے "قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید"۔

حضرت والا شعر وسخن کے شناور ہیں اور شعر گوئی میں ان کو امامت کے درجہ میں کمال حاصل ہے۔حضرت والا کا ایک دیوان "فیضان محبت" کے نام سے علمی حلقوں میں بہت مشہور ہے۔اس کے علاوہ بھی حضرت والا کی کئی اہم تصانیف منصۂ شہود پر آچکی ہیں جن میں معارف مثنوی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت حکیم صاحب مدظلہ کے جملہ امراض رفع ودفع فرمائے اور انہیں صحت کاملہ نصیب فرمائے آمین۔

یہ آہِ سحر کا اثر دیکھتے ہی مدینہ کے شام و سحر دیکھتے ہیں

جسے آپ کا باخبر دیکھتے ہیں اسے غیرسے بے خبر دیکھتے ہیں

غلامی سے تیری غلاموں کا رتبہ ملائک سے بھی فوق تر دیکھتے ہیں

تجلی جو ہے سبز گنبد پہ ہر دم اسے رشکِ شمس و قمر دیکھتے ہیں

مدینہ کا جغرافیہ دیکھ کر ہم عجب حال قلب و جگر دیکھتے ہیں

تصور میں آتا ہے جب سبز گنبد تو ایمان کو گرم تر دیکھتے ہیں

بفرطِ محبت ، بشوق نظر ہم مدینہ کے دیوار و در دیکھتے ہیں

ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر تصور میں ہم ان کے گھر دیکھتے ہیں

جو روضہ پہ حاضر سلاطیں ہوئے ہیں تو پندارِ زیر و زبر دیکھتے ہیں

جو جالی پہ صل علیٰ کہہ رہے ہیں
اے اختر انہیں چشم تر دیکھتے ہیں

حضرت مولانا مشرف علی تھانوی

آنجناب حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزدے ہیں۔آپ نے ابتداء سے لیکر دورۂ حدیث تک اپنے علم کی تکمیل عظیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں کی اور جن اکابرین سے آپ نے کسبِ فیض کیا ان میں حضرت مولانا رسول خان صاحب ہزاروی،حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری،حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہم اور خود ان کے والد بزرگوار سرفہرست ہیں۔تعلیم سے فراغت کے بعد آپ جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہی مدرس مقرر ہوئے اور جلد ہی حدیث کی کتب بھی پڑھانے لگے۔اس کے علاوہ آپ واپڈہ کالونی کی ایک جامع مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔حضرت والا مجلس صیانۃ المسلمین کے ناظمِ اعلیٰ بھی ہیں جو کہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی قائم کردہ جماعت ہے۔آپ کا روحانی تعلق حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب سے تھا اور آپ انہی کے خلیفہ تھے۔اس وقت بھی حضرت والا دارالعلوم اسلامیہ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔آنجناب بہترین عالم،مفتی اور ادیب ہیں اور اردو،عربی اور فارسی اشعار میں آپ کو کمال حاصل ہے حضرت والا کی نظمیں،مرثیہ اور مختلف کلام دینی جرائد اور رسالوں کو زینت بخشتا رہتا ہے۔

❁ ❁ ❁

نافذ ہو اب جہاں میں شریعت رسول کی
ہو عام کائنات میں سنت رسول کی

اللہ کی رضا ہے محبت رسول کی
ہے پیروی خدا کی اطاعت رسول کی

سجدہ خدا کو زیرِ ہدایت رسول کی
بندے ہیں ہم خدا کے اور امت رسول کی

تشبیہ سے بلند ہے تمثیل سے وراء
ہے بالیقیں جہان میں عظمت رسول کی

انساں کو جس نے رشکِ ملائک بنا دیا
لاریب کیمیا ہے وہ صحبت رسول کی

دعویٰ خدا کے عشق کا مقبول ہے جبھی
کرتا رہے جو دل سے اطاعت رسول کی

طاعت نہیں تو دعویٰ الفت فریب ہے
الفت نہیں ہے یہ ہے بغاوت رسول کی

ششدر رہیں گے جن و ملائک بشر سبھی
امت کو جب ملے گی شفاعت رسول کی

عارف یہ زندگی کے ہیں لمحات خوش نصیب
تیری زبان پہ آج ہے مدحت رسول کی

ایک نامعلوم شاعر کا کلام

جامعہ انوار القرآن کے مہتمم جانشین حافظ الحدیث حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی دامت برکاتہم کے توسط سے معلوم ہوا ہے کہ ان کے والد محترم حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ان اشعار کو بہت ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے۔ایک بار شیخ طریقت حضرت مولانا اسفندیار صاحب مد ظلہ العالی کے گھر پر ملاقات میں بھی حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی مدظلہ نے یہ اشعار ترنم میں پڑھے تھے اور حاضرین مجلس اس سے بہت محظوظ ہوئے تھے۔

باغ میں جب میں گیا   سب طوطیاں تھیں خوشنما   کہتی تھیں نعتِ مصطفیٰ

بلغ   العلیٰ   بکمالہٖ

قمریاں سب شوق میں   ڈالی تھیں گردن طوق میں   کہتی تھیں آ کے ذوق میں

کشف   الدجیٰ   بجمالہٖ

بلبلیں سب سو بہ سو   لے کے ہر ایک گل کی بو   کرتیں تھیں باہم گفتگو

حسنت   جمیع   خصالہٖ

چڑیوں کی سن کر چہچے   انساں بھلا کیوں چپ رہے   لازم ہے اس پر یوں کہے

صلوا   علیہ   و الہٖ

قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری (انڈیا)

ان کی سیرت میں اٹھ رہا ہے قلم وہ ہیں خیرالوریٰ رسولِ امم

میں ہوں راہِ عمل پہ گرم سفر ہیں نگاہوں میں ان کے نقشِ قدم

ہے کلامِ الٰہی پر ایماں میرے آقا ہیں تاجدارِ حرم

ان کی توصیف کیا بیاں کیجئے جن کو بخشا خدا نے جاہ و حشم

نورِ ایماں سے ہوگئے باہر دل میں جتنے تھے آرزو کے ستم

اپنی منزل پہ ہے حیات مری ایک مرکز پہ ہیں وجود و عدم

کیوں مصائب سے خوف کھاؤں میں دوستو، میرے بازوؤں میں ہے دم

سارے نبیوں کے ہیں وہی سردار مظہرِ ذات ہیں وہ شاہِ امم

آقا حافظؔ کی آرزو یہ ہے

اب تو ہوجائے اس پہ چشمِ کرم

قاری محمد مسلم غازی

ادب گاہیست زیرآسمان ازعرش نازک تر

جو ممدوح خدا ہے اور محبوب خلائق ہے
اک ایسی ذات اپنی شان میں جوسب پہ فائق ہے
وہ جس کے در کی دربانی کا خودجبریل شائق ہے
فداہم جاں کریں اس کے یہ ہدیہ اس کے لائق ہے
گواہی جس کی عظمت کی دیا کرتے ہیں خشک وتر
''ادب گاہیست زیرآسمان از عرش نازک تر''

وہ جس کا عالم امکاں میں رتبہ سب سے اونچا ہے
سکون وامن کا دنیا کو تحفہ جس نے بخشا ہے
وہ ایسا فرد اپنی شان میں جوسب سے یکتا ہے
جہاں میں مرجع اہل محبت جس کا روضہ ہے
وہی جو مہبط انوار ہے دھرتی کے سینے پر
''ادب گاہیست زیرآسمان از عرش نازک تر''

جہاں میں پھر سے بدگولب کشائی کر رہے ہیں اب
نبی کی شان میں ہرزاسرائی کر رہے ہیں اب
حسد کی آگ میں جل جل کے خود ہی مر رہے ہیں اب
رہِ کوئے ہلاکت بڑھ کے خود طے کر رہے ہیں اب
گھٹا سکتا نہیں عظمت کو اس کی کوئی فتنہ گر
''ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر''

حضورِ سرورِ دیں سر بہ خم ہیں سارے دانشور
جبینیں سب کی جھک جاتی ہیں جس کے آستانے پر
جہاں پر گردشیں سیارگاہ کی رکتی ہیں آ کر
کتابِ مدح کے الفاظ سارے ختم ہیں جس پر

فرشتے بھی گزرتے ہیں جہاں سے با ادب ہو کر
''ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر''

مولانا عطاالرحمٰن مفتاحی

بہت سے لوگ ہیں عظمت کے بالا خانے میں
میرے حضور سا کوئی نہیں زمانے میں

دوائے دل کے تو ہیں مدعی بہت لیکن
حیات بخش ہے طیبہ کے آستانے میں

غرض کے ماروں کو ایثار جس نے سکھلایا
اسی کا نسخہ ہے اکسیر امن لانے میں

عرب کا چاند حلیمہ کی جھونپڑی میں ہے
اتر کے آئی ہے رحمت غریب خانے میں

مرے حضور کی برکت سے روشنی آئی
اندھیرا ورنہ تھا تہذیب کے گھرانے میں

نبی کے پاک غلاموں کا تذکرہ بے شک
بہت بلند ہے تاریخ کے خزانے میں

لگا کہ خلد بریں کے کھلے ہیں در سارے
رسول پاک کے ایک بار مسکرانے میں

وہ مرتبہ کہ سر عرش تک رسائی ہے
یہ انکسار کہ ہیں بکریاں چرانے میں

ذرا اشارے پہ جنت سے نعمتیں آئیں
مگر تھی جو کی ہی روٹی پسند کھانے میں

جنہوں نے ظلم وستم کی بس انتہا کردی
انہیں بھی آپ رہے جنتی بنانے میں

بہ فیض نعت عطاؔ کو جگہ ملے یارب
ترے حبیب کے رحمت کے شامیانے میں

مولانا ابوالکلام آزاد

موزوں کلام میں جو ثنائے نبی ہوئی
تو ابتداء سے طبع رواں منتہی ہوئی

ہر بیت میں جو وصفِ پیمبر رقم کیے
کاشانہ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

ظلمت رہی نہ پرتو حسن رسول سے
بیکار اے فلک شب مہتاب بھی ہوئی

تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم
مہتاب نقش پا سے وہاں روشنی ہوئی

ہے شاہ دین سے کوثر تسنیم کا کلام
یہ آبرو تمام ہے حضرت کی دی ہوئی

آزاد اور فکر جگہ پائے گی کہاں
الفت ہے دل میں شاہ زمن کی بھری ہوئی

مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ

دیکھی نہیں کسی نے اگر شان مصطفیٰ
دیکھے کہ جبرئیل ہے دربان مصطفیٰ

لُطفِ خدائے پاک کی تصویر کھنچ گئی
پھرنے لگے جب آنکھ میں احسان مصطفیٰ

پھیلا ہوا ہے اسود احمر کے واسطے
صحن عرب میں تا بہ عجم خوانِ مصطفیٰ

رکھے یاد خسرو پرویز کا مآل
پہنچا ہو جس کے ہاتھ میں فرمانِ مصطفیٰ

لائے نہ کیوں یہ نغمہ ملائک کو وجد میں
گاتا ہے جس کو بلبل بستان مصطفیٰ

اسلام کا زمانے میں سکہ بٹھا دیا
اپنی مثال آپ ہیں یارانِ مصطفیٰ

الطاف حسین حالی

ہوئے محو عالم سے آثارِ ظلمت   کہ طالع ہوا ماہِ برج سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت   کہ تھا ابر میں ماہتابِ رسالت
یہ چالیسویں سال لطفِ خدا سے
کیا چاند نے کھیت غارِ حرا سے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا غریبوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا   بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا   قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا   کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب، جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا   پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا حقیقت کا گر ان کو اک سکھایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

سکھائی انہیں نوع انساں پہ شفقت کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں

دیئے پھیر دل ان کے مکر و ریا سے بھرا ان کے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا انہیں کذب سے افترا سے کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق میں نہ کچھ باک ان کو
بس اک شوب میں کردیا پاک ان کو

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت نبی نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

حضرت مولانا محمد بشیر اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اے کہ تیری ذات ہے وجہ سکون کائنات
ہے تیرے جلووں سے روشن یہ جہان شش جہات
امتیازی شان کی حامل ہیں تیری سب صفات
تیرے آنے سے ہوئی کیا نمود ممکنات

کیا بتاؤں شان تیری حامل ام الکتاب
سرنگوں رہتا ہے ہر دم تیرے در پہ آفتاب
تو نے بخشا ہے زمانے کو مقام افتخار
ہر طرح دامنِ عصمت ہے تیرا بے غبار

جان ہے قربان تجھ پہ اے شہو الاثار
عمر بھر جھکتے رہے ہیں در پہ تیرے تاجدار
خاک پہ بستر ہے تیرا صاحبِ لولاک ہے (۱) (دیکھیں صفحہ نمبر ۹، ۱۰)
اک اشارہ پر ماہِ کامل کا دامن چاک ہے

ہر طرف پھیلا ہوا تھا زعم باطل کا غرور
ہر طرح سے بہہ رہا تھا خونِ ناحق بے قصور
حضرت انسان تھا شرفِ انسانی سے دور
نقش باطل مٹ گیا تیری آمد پہ حضور

پس کہ تیری ذات ہے جو رحمۃ اللعالمیں
تو نے بخشا ہے غلاموں کو مزاج نازنیں
مرکزِ الطاف ہے تیرے در کی سرزمیں
مہبط جبریل ہے کیا ذات تیری بالیقیں

پھر بلا روضے پہ اپنے اخترؔ نادار کو
دم بدم کرتا رہوں گا عرض یہ سرکار کو

حضرت الشیخ نے فرمایا

یاد رکھنا آنحضرت ﷺ نے نبوت کے بعد کبھی بھی تجارت نہیں کی اور نہ ہی کوئی چیز اس نیت ز سے خریدی اور بیچی۔ اگر کوئی اس بات کو حدیث سے ثابت کرے تو میں اس کا شکر گز ار رہوں گا۔ حضرت ﷺ نے جو بھی تجارت کی ہے وہ سب کی سب نبوت سے پہلے کی ہے۔

شعراءِ اُمت
کی
اُردو نعتیں

قوّتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے
کلامِ اقبال

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۱۶ شعبان ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۲ جون ۱۸۸۴ء کو ہوئی۔ آپ کے آبائی گاؤں کا نام غوری پاڑہ تھا۔ آپ کے والد محترم خوبہ عزیز اللہ صاحب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے۔ آپ نے علیگڑھ یونیورسٹی سے بی۔اے کیا۔ آپ ابتداءً ڈپٹی کلکٹر رہے اور اس کے بعد ڈپٹی انسپکٹر کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ اسی دوران آپ کا تعلق حکیم الامت رحمہ اللہ سے جڑ چکا تھا اور ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ شعر وسخن کے ماہرین میں سے جانے گئے ہیں۔ آپ نے ایک طویل مدت حکیم الامت کی صحبت میں گزاری اسی لئے آپ کی شاعری میں تصوفانہ رنگ غالب ہے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے ادیب اور صوفیاء میں سے تھے۔ ان کے اشعار اور مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حافظ شیرازی سے بہت مناسبت تھی۔ خود ایک شعر میں فرماتے ہیں

عندلیبِ بوستان راز ہوں ہمنوائے بلبلِ شیراز ہوں

حضرت خوبہ عزیز الحسن صاحب رحمہ اللہ کی وفات ۲۷ شعبان ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۷ اگست ۱۹۴۴ء کو صبح آٹھ بجے ہوئی۔

کہاں ہند میں وہ بہارِ مدینہ | بس اب میں ہوں اور یادگارِ مدینہ
مرا دل ہے ایک اختصارِ مدینہ | کہ اس میں بسا ہے دیارِ مدینہ
زہے عزت و افتخارِ مدینہ | شہ دو جہاں تاجدارِ مدینہ
ہے عرش آشیاں خاکسارِ مدینہ | ہے کرسی نشیں جو ہے خوارِ مدینہ
کریں کچھ یونہی شوق دل اپنا پورا | کریں آؤ ذکرِ دیارِ مدینہ
وہ ہر سو کھجوروں کی دلکش بہاریں | وہ کہسار وہ سبزہ زار مدینہ
وہ مسجد وہ روضہ وہ جنت کا ٹکڑا | خوشا منظرِ پُر بہارِ مدینہ
نگینہ زمرد کا ہے سبز گنبد | اور انگشتری کوہسارِ مدینہ
وہ دن حاصل زندگی ہیں جو گزرے | بآغوش لیل و نہارِ مدینہ
کہاں جی لگے میرا باغ جہاں میں | ہے آنکھوں میں میری بہارِ مدینہ
میسر ہے ہر وقت مجھ کو زیارت | میں ہوں محو یادِ مزارِ مدینہ
کہیں جاؤں طیبہ ہی پیش نظر ہے | مجھے کل جہاں ہے جوارِ مدینہ
ادھر دیکھ ادھر اے میری چشم حسرت | میں دل میں لئے ہوں بہارِ مدینہ
وہاں سے میں حب نبی دل میں لایا | یہی تحفہ ہے یادگارِ مدینہ

میسر ہو پھر اس کو یارب زیارت
کہ مجذوبؔ ہے اشکبارِ مدینہ

ظہیر احمد تاج

جناب ظہیر احمد تاج صاحب کی پیدائش یکم شعبان ۱۳۳۲ھ بمطابق ۲۶ جون ۱۹۱۴ء کو بروز جمعہ پور قاضی ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔ ان کے والد حکیم شیخ احمد مخیرؔ مشہور طبیب تھے۔ آنجناب کی والدہ محترمہ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا بچپن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں اور ان کی صحبت میں گزرا۔ جناب والا نے زیادہ تر تعلیم دیوبند اور لاہور کی درسگاہوں میں حاصل کی۔ ۱۹۳۶ء میں آپ نے اشاعتِ اسلام کالج لاہور سے دوسالہ نصاب کی تکمیل کی اور ماہر تبلیغ کا امتحان پاس کیا۔ آنجناب نے قرآن کریم کی تفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے چار سال تک پڑھی۔ آنجناب فارسی اور اردو زبان کے بہترین شاعر اور ادیب تھے اور اس سلسلے میں آپ کی متعدد تصانیف بھی موجود ہیں جو کہ ایک ضخیم جلد میں ''کلیاتِ تاج'' کے نام سے چھپ چکی ہیں۔ کلیاتِ تاج کے علاوہ بھی آپ کے رسائل جن میں سوز وغم، دستِ گوہر بار، اوراقِ گل وغیرہ بھی بہت مشہور ہیں۔ آنجناب نے اقبال کی شاعری پر بھی بڑا کام کیا ہے اور ان کے قابلِ اعتراض اشعار کی نشاندہی فرمائی ہے اور ان کی تصحیح بھی کی ہے۔ جنابِ والا کا انتقال چند سال قبل کراچی میں P.E.C.H.S کے علاقے میں ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ والضحیٰ

والضحیٰ ○ واللیل اذا سجیٰ ○

قسم ہے صبح تاباں کی قسم ہے اس سیاہ شب کی

کہ جب چھا جائے دنیائے جہاں پر اس کی تاریکی

ما ودعک ربک وما قلیٰ ○

نہ رب نے آپ کو اپنی توجہ سے جدا رکھا

نہ وہ ناراض اور ناخوش ہوا ہے آپ سے اصلا

وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ ○

یقیناً دورِ آخر آپ کا کچھ اور ہی شے ہے

کہیں بہتر ہے وہ اس دورِ اول سے کہ جو اب ہے

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ○

بہت جلدی عطا و لطف ہونگے آپ پر رب کے

کہ جن سے آپ راضی اور خوش ہو جائیں گے دل سے

الم یجدک یتیماً فاویٰ ٥

یہ دیکھیں ، کیا نہ پا کر آپ کو اس نے یتیمی میں
جگہ دی اپنے دامانِ رحیمی اور کریمی میں

ووجدک ضالا فھدیٰ ٥

اور اس نے آپ کو ناواقفِ راہِ ہدیٰ پایا
رہِ حق پر چلا کر دینِ حق کو خوب سمجھایا

ووجدک عائلا فاغنیٰ ٥

اور اس نے آپ کو دنیا میں جو بے مال و زر دیکھا
عطا کی آپ کو ثروت، غناء ہر حال میں بخشا

فاما الیتیم فلا تقھر ٥ واما السائل فلا تنھر ٥

لہٰذا جو یتیم آئے نہ اس کو قہر سے دیکھیں
اور ایسا ہی ضروری ہے کہ سائل کو بھی نہ جھڑکیں

واما بنعمۃ ربک فحدث ٥

ہمیشہ اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر فرمائیں

امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سید امین گیلانی رحمۃ اللہ ۱۹۲۰ء کو ترن تاران امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کو ابتداء عمر سے ہی اشعار کہنے کا شوق تھا۔ شاعری میں آپ کے ابتدائی استاذ جناب حفیظ ہشیار پوری تھے اور بعد میں آپ نے جناب احسان دانش صاحب سے بھی استفادہ کیا۔ آپ کو شاعر اسلام اور شاعر ختم نبوت جیسے القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کا مستقل قیام شیخوپورہ پنجاب میں رہا۔ آپ کے شعری مجموعے میں سے دامان خیال، فسوں وحکمت، سوئے مقتل اور نازک خیالیاں بہت مشہور ہیں اور مذہبی موضوعات پر آپ کے شعری مجموعے صنم کدوں میں اذان، جذبۂ بے اختیار، آئین جواں مرداور میں ہوں غلام ان کا بے حد شہرت کے حامل ہیں۔ آنجناب نے بڑے بڑے علماء کرام سے اپنے اشعار وقصائد پر دادو تحسین وصول کی ہیں اور بڑے بڑے موقعوں پر یادگار نظمیں اور نعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے ختم نبوت کے سلسلے میں بڑی غیرت اور بے باکی کے کارنامے انجام دئے جن کی وجہ سے آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔

❁ ❁ ❁

رُخ پہ نور پہ کچھ اور بھی انوار آئے
لے کے قرآن جو حرا سے میرے سرکار آئے

سارے نبیوں میں کیوں نہ دھج ہو نرالی ان کی
باندھ کر ختمِ نبوت کی وہ دستار آئے

اہلِ دنیا کبھی دیکھا کوئی ان جیسا طبیب
سب شفایاب ہوئے جتنے بھی بیمار آئے

گفتگو میٹھی حیاء آنکھوں میں روشن چہرہ
جو بھی اک بار ملے تجھے وہ دل ہار آئے

جادۂ حق میں قدم ان کے کبھی رک نہ سکے
کوہ درپیش ہوں یا وادیٔ پُر خار آئے

شبِ ہجرت میں عدو رہ گئے آنکھیں ملتے
یار کو لے کے جب وہ ساتھ سوئے غار آئے

لے ہی آیا وہ سفینے کو کنارے پہ بخیر
غرق کرنے کو اگرچہ کئی منجدھار آئے

جب علی تجھ سے نظر رکھ دیا سر قدموں پہ
تیرا سر لینے کو جو لے کے تھے تلوار آئے

حشر میں نکلے وہ جب لے کے شفاعت کا علم
سب پکار اٹھیں گے مخلوق کے غمخوار آئے

میں تو کہتا ہوں ابوبکر کی معراج تھی وہ
دوش پہ لے کے انہیں جب وہ سرِ غار آئے

اے علی سویا تو بستر پہ نبی کے جس رات
چومنے تیرے قدم طالعِ بیدار آئے

اے امیںؔ ان کا کرم ہے کہ دل ان کا ہی رہا
ورنہ دل لینے کو کتنے ہی خریدار آئے

حفیظ جالندھری

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے سرِ وحدت اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی ، زہے تشریف ارزانی

ترے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربانی

سلام اے صاحبِ خلقِ عظیم انساں کو سکھلادے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ روحانی

تری صورت ، تری سیرت ، ترا نقشہ ، ترا جلوہ
تبسم ، گفتگو ، بندہ نوازی ، خندہ پیشانی

اگرچہ فقرِ فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرِ کسرائی و خاقانی

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی

حفیظؔ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی

ترا در ہو ، مرا سر ہو ، مرا دل ہو ، ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

ڈاکٹر مرزا محمد حنیف بیگ

سر میں میرے سودائے شہنشاہ امم ہے
دل یاد سے معمور ہے یہ شان حرم ہے

کونین کی تخلیق کا باعث ہیں محمد
اس نام سے انسان کی عظمت کا بھرم ہے

پڑھتے ہیں درود ان پہ خدا اور فرشتے
اے جن و بشر تم پہ بھی یہ حکم رقم ہے

اس نام کو اللہ نے بخشی ہے بلندی
اس نام کو جتنا بھی لیا جائے وہ کم ہے

رہتا ہے جو یادِ شہِ بطحا میں شب و روز
سچ پوچھو تو یہ اس پہ مشیت کا کرم ہے

کہتا زمانہ مجھے مدّاح پیمبر
یہ ان کی عنایت ہے یہ سب ان کا کرم ہے

جس دل میں رہے یادِ خدا ذکرِ محمد
عظمت میں مدینہ ہے وہ حرمت میں حرم ہے

رحمت ہے خدا کی جو محمد کو ملا ہے
وہ دینِ الٰہی ہے وہی اپنا دھرم ہے

دی دعوتِ حق پیار سے اخلاق سے دل سے
یہ لہجۂ رحمت ہے یہ خالق کا کرم ہے

ہے اس میں نہاں عشقِ محمد کا سمندر
دوزخ کو کرے سرد یہ وہ دیدۂ نم ہے

چھوتے ہی قدم ذروں کی تقدیر چمک جائے
خادم ترا کیا کوئی کسی شاہ سے کم ہے

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیر یاب تو
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو
لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمال بے نقاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقلِ غیاب و جستجو عشقِ حضور و اضطراب
خاکِ یثرب از دو عالم بہتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

سید شاہ نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ نفیس الحسینی صاحب کی پیدائش ۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء کو گھوڑیالہ سیالکوٹ میں ہوئے۔ آپ کا نام انور حسین رکھا گیا تھا لیکن بعد میں آپ نفیس الحسینی کے نام سے مشہور ہوئی۔ ۱۹۵۴ء میں اورینٹل کالج لاہور سے آپ نے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اور اسی دوران روزنامہ نوائے وقت میں خطاط اعلیٰ کی حیثیت سے کام کرنا شروع کردیا۔ آپ نے اپنے والد کی نگرانی میں ہی خطاطی کا مکمل فن سیکھا، آپ کے والد جناب سید محمد اشرف صاحب بہت بڑے اور مانے ہوئے خطاط تھے اور "سید القلم" کے لقب سے مشہور تھے۔ اسی طرح آپ کے سسر جناب حکیم سید نیک عالم بھی بہت مشہور خطاط تھے۔ آپ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری سے بیعت تھے اور انہی کے خلیفہ تھے۔ ۱۹۸۰ء میں آپ نے نیشنل کونسل آف آرٹس سے نمائش خطاطی میں اول انعام بھی حاصل کیا۔ جب ۲۰۰۰ء جون میں حضرت مولانا یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر آپ مقرر ہوئے۔ آپ تصنیف وتالیف کا بھی ذوق رکھتے تھے اور اردو و فارسی کے بہترین شاعر تھے۔ برگِ گل، نفائس النبی، قاسم العلوم والخیرات، شمائم گیسو دراز، نفائس القلوب شعر الفراق آپ کی بہترن تصانیف ہیں۔ آپ کو فن خطاطی میں امامت کا درجہ حاصل تھا اور آپ کے قلم سے کئی نایاب شہ پارے منظر عام پر آئے ہیں۔

ماہنامہ الاحسن کے نعت نمبر کی کمپوزنگ کے دوران حضرت والا ۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بمطابق ۵ فروری ۲۰۰۸ء بروز منگل صبح کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

دنیا سیپ محمد موتی صلی اللہ علیہ وسلم
اس بن دنیا کیسی ہوتی صلی اللہ علیہ وسلم

مقصودِ کونین محمد، مطلوبِ دارین محمد
اس بن کیسے دنیا ہوتی صلی اللہ علیہ وسلم

گر نہ ہوتا آمنہ جایا ،خلقت کا غم کھانے والا
خلقت میٹھی نیند نہ سوتی صلی اللہ علیہ وسلم

زہرا کا دل غم کا مارا ، ہجر نبی میں پارہ پارہ
گُم سُم آنسو ہار پروتی صلی اللہ علیہ وسلم

ساجن بن سکھ چین نہ آوے ، یاد اس کی دن رین ستاوے
دل تڑپے ہیں ، آنکھیں روتی صلی اللہ علیہ وسلم

کاش میرے محبوب کی دھرتی،مجھ پہ نفیسؔ یہ شفقت کرتی
اپنے اندر مجھ کو سموتی صلی اللہ علیہ وسلم

راسخ عرفانی

علم کا لہجہ نطقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
خوشبو خوشبو صورت و سیرت صلی اللہ علیہ وسلم
بخششِ یزداں ،مشعلِ فاراں ، شارحِ قرآں ، حاصلِ ایماں
جانِ تمنا نورِ ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم
خلق کا رہبر شافعِ محشر ، زہد کا پیکر حسن کا محور
ذاتِ گرامی فخرِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
اوجِ بشر معراجِ رسالت ، شاہِ امم سرتاجِ رسالت
سلطانی میں عجز و قناعت صلی اللہ علیہ وسلم
موجہ نکہت طرزِ خطابت، جملہ جملہ حسنِ فصاحت
فقرہ فقرہ درسِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم
خنداں خنداں چہرۂ تاباں اور معطر جانِ بہاراں
شاہدِ رعنا زینتِ جنت صلی اللہ علیہ وسلم
راسخؔ وہ گلزارِ مدینہ ، بابِ حرم فردوس کا زینہ
روضہ مرسل موجبِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

سیماب اکبرآبادی

صبحِ ازل تھا روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شامِ ابد گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آئینہ صورت جانِ بصارت آہوئے سبزہ زارِ حقیقت
دیدۂ وحدت جوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لوحِ جبیں تھی عرش کا تارہ، اور پسینہ تھا چمن آرا
عنبر سارا بوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یادِ خدا سے خوب مجلّٰی، فکرِ سوا سے صاف مبرا
ظرفِ دل یکسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وقفِ سخاوت دستِ مکرم سقفِ عنایت آپ کا پرچم
خلقِ مجسم خوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لطف کش فردوس بریں ہیں عرش مکاں ہیں، قطب زمیں ہیں
گوشہ گزینِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں بھی ہوں سیمابؔ نہایت، منتظر الطاف و عنایت
دیدۂ حسرت سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

روشِ صدیقی

صاحبِ تاجِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
صدرِ نشینِ بزمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
درسِ مروت فرماں اس کا ، نوعِ بشر پہ احساں اس کا
امن و محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم
تھا یہ بھی اعجاز نبی کا ، فرق مٹا محتاج و غنی کا
ایک ہوئے سرمایہ و محنت صلی اللہ علیہ وسلم
زاہد و عاصی ، عارف و عامی ، سب ہیں درِ اقدس کے سوالی
سب پہ گل افشاں دامنِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
دینِ مبیں فیضان ہے اس کا ، ذوقِ یقیں احسان ہے اس کا
اس کی اک اک بات میں حکمت صلی اللہ علیہ وسلم
قربِ الٰہی سنت اس کی ، حسنِ عمل ہے طاعت اس کی
حاصلِ ایماں اس کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم
سلطاں اور ہمدرد گدایاں مولا اور شیدائے غریباں
خضرِ امم اور جادۂ خدمت صلی اللہ علیہ وسلم

وقار صدیقی

دور کہاں ہے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رہبر ہے خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لالہ و گل میں ان کی خوشبو ڈھونڈنے والو ہوش میں آؤ
ایماں ہے خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت ہیں اور رحمتِ عالم رحمت کو محدود نہ سمجھو
سارا جہاں ہے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سجدوں کی تلقین مسلسل کرتا ہے ارباب نظر کو
حسنِ خم آبروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رب کے چہیتے ہو جاؤ گے جگ میں نمایاں ہو جاؤ گے
اپنا لو ہر خوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اپنوں کا تو ذکر ہی کیا ہے ہم نے یہ غیروں سے سنا ہے
کھنچتا ہے دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جو بھی وقارؔ اب آنا چاہے امن و سکوں کا باب کھلا ہے
پھیلے ہیں بازوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اکبرالہ آبادی

دلا لے چل ہمیں سوئے محمد دکھا دے جنتِ کوئے محمد

چمن قرآں ہے، ہر لفظ اس کا ہے گل نہاں ہر گل میں ہے بوئے محمد

مشامِ جاں معطر ہو رہا ہے زہے سودائے گیسوئے محمد

محمد پھول ہیں واعظ صبا ہیں کہ پھیلاتے پھریں بوئے محمد

یہ مژدہ اہل علم کو سنا دو بھری رحمت سے ہے کوئے محمد

خدا کے گھر سے ہے الحاق اس کا یہ دیکھو رفعتِ کوئے محمد

درود اس پر ملائک بھیجتے ہیں توجہ جس کی ہو سوئے محمد

ہوئی زائل جہاں سے ظلمتِ کفر پڑا جب پر تو روئے محمد

خدا کا پیار ہے اس دل پہ اکبر
کشش جس دل کی ہے سوئے محمد

الطاف شاہد

کس سے ہوتی ہے بیاں شانِ رسولِ عربی
یہ بھی اک شان ہے قربانِ رسولِ عربی
ایک عالم پہ ہے احسانِ رسولِ عربی
جانِ ایمان ہے ایقانِ رسولِ عربی
کائنات اس کی زمیں اس کی زمانہ اس کا
جس کی قسمت میں ہو دامان رسولِ عربی
اب تو صد طور در آغوش ہے ہر گوشہ دہر
مرحبا شمع شبستانِ رسولِ عربی
وہ اس انبارِ زر و سیم کو ٹھکرادیں گے
جن کو حاصل ہو عرفانِ رسولِ عربی
بخدا نزہتِ فردوس کا گہوارہ ہیں
یہ خیابان و گلستانِ رسولِ عربی
لیں دم کفر کی ظلمت کو مٹا کر ہم لوگ
ہم بجا لائیں گے فرمانِ رسولِ عربی
اپنے حالات سے مایوس نہیں ہے شاہدؔ
کم ہوا ہے نہ ہو فیضانِ رسولِ عربی

احمد ندیم قاسمی

دنیا ہے ایک دشت تو گلزار آپ ہیں
اس تیرگی میں مطلعِ انوار آپ ہیں
یہ بھی ہے سچ کہ آپ کی گفتار ہے جمیل
یہ بھی ہے حق کہ صاحبِ کردار آپ ہیں
ہو لاکھ آفتابِ قیامت کی دھوپ تیز
میرے لئے تو سایۂ دیوار آپ ہیں
مجھ کو کسی سے حاجتِ چارہ گری نہیں
ہر غم مجھے عزیز کہ غمخوار آپ ہیں
مجھ پر یہ جرم غربت و دامن دریدگی
سب لوگ سنگ زن ہیں تو گلبار آپ ہیں
ہے میرے لفظ لفظ میں گر حسن و دلکشی
اس کا یہ راز ہے میرا معیار آپ ہیں
انسان مال و زر کے جنوں میں ہے مبتلا
اس حشر میں ندیم کو درکار آپ ہیں

کیف لکھنوی

وہ اٹھا نقابِ جنابِ مدینہ
صلوٰۃ و سلام آفتابِ مدینہ

جو چاہے تو پتھر کا دل موم کر دے
عجب کیمیا ہے ترابِ مدینہ

زمانے کو پیغام صبح مسرت
جمال شبِ ماہتابِ مدینہ

نگاہوں میں ہیں سبز گنبد کے جلوے
تخیل تجلی مآبِ مدینہ

میں مدحت نگارِ شفیع الامم ہوں
میری شاعری انتسابِ مدینہ

مدینے سے پوچھو مدینہ کہے گا
مدینہ ہے خود ہی جوابِ مدینہ

ابھی تک مدینہ نہیں دیکھا میں نے
مگر پھر بھی ہوں فیضیابِ مدینہ

مرا کیف اے کیفؔ ہے کیفِ ساقی
میرے جام میں ہے شرابِ مدینہ

جگر مرادآبادی

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
بس اک نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ
وہ صبح ازل ، آئینۂ حسنِ ازل بھی
اے صل علیٰ صورتِ سلطانِ مدینہ
اے خاک مدینہ تیری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ
ظاہر ہے غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ
اس طرح کے ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ
اے جان بلب آمدہ ، ہشیار ، خبردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ
کچھ کام نہیں اور جگر مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

راغب مرادآبادی

مدحتِ خیر البشر اعجاز ہے تحریر کا
یہ بھی اک انداز ہے قرآن کی تفسیر کا

زلزلے کیا قلعۂ اسلام سے ٹکرائیں گے
سنگِ بنیاد آپ نے رکھا ہے اس تعمیر کا

جو بہر انداز ہوں شایانِ شانِ مصطفیٰ
لفظ ایسے ڈھونڈنا ، لانا ہے جوئے شیر کا

میر تقی میر

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسنِ قبول کا
دیواں میں شعر گر نہیں نعت رسول کا

حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو
ایسا وسیلہ ہے یہ خدا کے وصول کا

مطلوب ہے زمان و مکان و جہان سے
محبوب ہے خدا کا ، فلک کا عقول کا

جن مردماں کو آنکھیں دیاں نے خدا نے دے
سرمہ کریں ہیں رہ کے تری خاک و دھول کا

مقصود ہے علی کو ولی کو سبھی کا تو
ہے قصد سب کو تیری رضا کے حصول کا

بہادر شاہ ظفر

کشتہ ہوں کس کے طرہ عنبر شمیم کا
خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم کا

گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا
کیا دل لگے ہے تیری گلی کے مقیم کا

دولت ہے عشق کے مرا ہر قطرۂ سرشک
تکمہ ہے میری جیب میں دُرِ یتیم کا

دکھلائیں سوزش دلِ بیتاب ہم اگر
کانپ اٹھے شعلہ خوف سے نارِ جحیم کا

آنکھوں میں اپنی نور اسی سے ہے اے ظفر
یہ مردمک ہے سایہ محمد کے میم کا

بیدل جبلپوری

مقدر مجھے لے تو جائے مدینہ ، کفِ پائے اہلِ حرم چوم لوں گا
میں جھاڑوں گا پلکوں سے گلیاں وہاں کی، نگاہوں سے بابِ حرم چوم لوں گا

ثنائے حبیبِ خدا میں کروں گا، مرا نطق چومے گا میری زباں خود
میں نعت محمد رقم کرتے کرتے، قلم اور زبانِ قلم چوم لوں گا

محبت کے جذبے سے بیتاب ہوکر ، درِ مصطفیٰ پر جھکے جب مرا سر
اجل تُو اگر ساتھ دے دے وہاں پر قسم تیری تیرے قدم چوم لوں گا

وہ کانٹے جو دیکھیں گے سوکھی زباں پر تو جوشِ محبت سے ساقیِ کوثر
پلائیں گے بھر بھر کے ساغر پہ ساغر، میں ساقی کا دستِ کرم چوم لوں گا

پسینے میں ان کے نہا کر ہے آئی چرا لائی ہے ان کی زلفوں کی خوشبو
جو مل جائے مجھ کو تو تیرے قدم میں نسیم بہارِ ارم چوم لوں گا

غمِ مصطفیٰ کی رہے دل میں دھڑکن، جلے سوزِ فرقت سے ہر وقت تن من
رہے تر ہمیشہ جو اشکوں سے دامن، تو بیدلؔ تری چشمِ نم چوم لوں گا

پروفیسر تابش

ہے ذکر فرشتوں میں جمالِ بشری کا
اللہ رے یہ اوج تری جلوہ گری کا

ہے عشق محمد میں گریباں کا یہ عالم
فن سربگریباں ہے یہاں بخیہ گری کا

اے جوشِ جنوں آج وہاں تک مجھے لے چل
مل جاتا ہے جس جا پہ صلہ دربدری کا

خوشبوئے ریاض نبوی کا جو امیں ہو
آجائے وہ ایک جھونکا نسیم سحری کا

تابندہ تیرے نور سے آدم کی جبیں ہے
رکھا ہے بھرم تو نے مقام بشری کا

ہر ذرہ تیرے نور سے آئینہ نما ہے
ہر آئینہ مظہر ہے تری جلوہ گری کا

جس روز سے دیکھا ہے تصور میں مدینہ
کچھ اور ہی عالم ہے میری بے خبری کا

للہ مداوا ہو مسیحائے دو عالم
اس تابشِ آشفتہ کی آشفتہ سری کا

رساجالندھری

حق نے ہر سو مصطفیٰ کا بول بالا کردیا
عہد جو روزِ ازل باندھا تھا پورا کردیا
پرچمِ توحید لہرا کر فضاءِ دہر میں
کفر کی دنیا میں ایک کہرام برپا کردیا
وہ چراغِ لم یزل کی تھی شعاعِ اولیں
جس نے ہر ہر شہر میں گھر گھر اجالا کردیا
بیکسوں کو دی اماں اہلِ ستم کے ظلم سے
غاصبوں کو خوفِ عقبیٰ سے شناسا کردیا
امتیازِ خادم و آقا مٹا کے بے دریغ
فطرتِ انساں کی لغزش کا ازالہ کردیا
پیکرِ مذہب میں تونے پھونک دی روحِ جہاد
ساحلِ خاموش کو پُر شور دریا کردیا
تشنۂ تکمیل چھوڑا تھا جسے اسلاف نے
تو نے اے فخرِ رسل وہ کام پورا کردیا
کٹ مرے جب تیرے دیوانے تیری ناموس پہ
فخر نے سر ملتِ بیضاء کا اونچا کردیا
فکر کچھ دنیا کی ہے نہ اس کو عقبیٰ کا خیال
تیری الفت نے رساؔ کا بوجھ ہلکا کردیا

ضمیر جعفری

وہ ایک امی کہ ہر دانش کو چمکاتا ہوا آیا

وہ ایک دامانِ بخشش پھول برساتا ہوا آیا

وہ ایک نغمہ کہ انسانوں کو چونکاتا ہوا آیا

وہ اک جذبہ کہ ارمانوں کو بھڑکاتا ہوا آیا

وہ اک نرمی کہ سنگ و خشت کے سینے میں جا اتری

وہ اک شیشہ کہ ہر پتھر سے ٹکراتا ہو آیا

وہ اک مستی کہ ہستی کو جلا دیتی ہوئی پھیلی

وہ اک عالم کہ ہر عالم پہ چھا جاتا ہوا آیا

مشیت حُسن کی تکمیل فرماتی ہوئی ابھری

تصور آخری تصویر بن جاتا ہوا آیا

ترے در کے سوا آسودگی دل کہاں ملتی

ترے در پر زمانہ ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا

مسرور کیفی

خوابوں میں مدینے کی فضا کو دیکھنے والا
خاطر میں کہاں لائے گا رنگِ گل و لالہ

نظروں میں رہے جس کے جمال شہ والا
اس شخص کی دنیا میں اجالا ہی اجالا

نبیوں میں وہ بندوں میں بشر میں جہاں دیکھو
افضل سے بھی افضل ہے وہ اعلیٰ سے بھی اعلیٰ

روشن ہے ازل سے جو میرے گوشۂ دل میں
وہ چاند کسی طور نہیں ڈوبنے والا

دنیا کا طلبگار رہا ہے نہ رہیگا
سرکار کے قدموں کے نشاں ڈھونڈنے والا

پابندیٔ احکام خداوندی یہی ہے
محبوبِ خداوند کے احکام بجا لا

قدموں سے میں مسرورؔ لپٹ جاؤں جو مل جائے
سرکارِ دو عالم کا کوئی چاہنے والا

پروفیسر ماہرالقادری

جس کا مشتاق ہے خود عرشِ بریں آج کی رات
ام ہانی کے وہ گھر ہے مکیں آج کی رات

آنکھ میں عرضِ تمنا کی جھلک لب پہ درود
آئے اس شانِ سے جبریل امیں آج کی رات

سارے نبیوں کے ہیں جھرمٹ میں نبی آخر
تاہلِ دید ہے اقصیٰ کی زمیں آج کی رات

نور کی گرد اڑاتا ہوا پہنچا جو براق
رہ گزر بن گئی تاروں کی جبیں آج کی رات

عالمِ قدس کے اسرار کوئی کیا جانے
وہ ہی وہ ہیں نہ زمانہ نہ زمیں آج کی رات

قاب قوسین ہے قرب کی پہلی منزل
بندہ اللہ سے اتنا ہے قریں آج کی رات

ایک ہی سطح پہ ہے مرتبہ غیب و شہود
اٹھ گئے سارے حجاباتِ حسیں آج کی رات

ہوش و ادراک کی تکمیل ہوئی جاتی ہے
اپنی معراج پہ ہیں علم و یقیں آج کی رات

یہ فضاء اور یہ معراج مگر اس پر بھی
اپنی امت کو نہ بھولے شہِ دیں آج کی رات

مسکرائے جو نبی دیکھ کے جنت کی طرف
اور بھی ہوگئی فردوس حسیں آج کی رات

در کی زنجیر بھی جنبش میں ہے بستر بھی گرم
رک گئی گردشِ افلاک و زمیں آج کی رات

آہ کبھی ہم کو فراموش نہ کرنے والے
روحِ ماؔہر بھی ہے موجود یہیں آج کی رات

امید فاضلی

ان کی مدحت کو قلم تحریر کر سکتا نہیں
حرفِ موجِ نور کو زنجیر کر سکتا نہیں
جس کا مسلک پیروئ اسوۂ سرکار ہے
کوئی اس انسان کو تسخیر کر سکتا نہیں
ذہن و دل کا مرکز و محور نہ ہو جب تک وہ ذات
کوئی اپنی ذات کی تعمیر کرسکتا نہیں
لا سے الا اللہ تک گر مصطفیٰ رہبر نہ ہوں
منزلوں کا فیصلہ راہ گیر کرسکتا نہیں
ان کے در سے زندگی نے پائے ہیں ایسے چراغ
کوئی جھونکا جن کو بے تنویر کرسکتا نہیں
لمس جس کا سنگ ریزوں کو تکلم بخش دے
کب وہ کس کو صاحبِ تقدیر کرسکتا نہیں
معرفت اسمِ محمد کی نہ ہو جب تک امیدؔ
آدمی قرآن کی تفسیر کر سکتا نہیں

حسرت موہانی

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں
پھر پیش نظر ہوگئیں جنت کی فضائیں
اے قافلہ والو کہیں وہ گنبدِ خضراء
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں
ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقش قدم کی
سر پر کبھی رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں
نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل ، یہ عبائیں ، یہ قبائیں

کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت
حسرت انہیں دیتے ہیں وہ سب دل سے دعائیں

قتیل شفائی

جو دل کو چین دے وہ کسک چاہتا ہوں میں
اے عشق تیری ایک جھلک چاہتا ہوں میں
لوں نامِ مصطفیٰ تو کھلیں چاہتوں کے پھول
سانسوں میں زندگی کی مہک چاہتا ہوں میں
اتنا جھکوں کے چوم لوں خاکِ درِ حبیب
خود کو بلند تا بہ فلک چاہتا ہوں میں
وہ اس لئے کہ جزوِ نظر ہو کسی کی یاد
ملتی ہوئی پلک سے پلک چاہتا ہوں میں
جس میں ہر ایک رنگ ہو عشقِ رسول کا
دل پر تنی ہوئی وہ دھنک چاہتا ہوں میں
چھایا ہوا ہے روح پہ ایک سرمدی سرور
اس کیفیت کو قبر تلک چاہتا ہوں میں
خالی سہی قتیل ، مرا ساغرِ عمل
عشقِ نبی کی اس میں کھنک چاہتا ہوں میں

قمر میرٹھی

صفِ انبیاء کے امام آگئے ہیں
مبارک ہو خیر الانام آگئے ہیں

صحابہ میں خیر الانام آگئے ہیں
ستاروں میں ماہِ تمام آگئے ہیں

مجسم شریعت ، سراپا طریقت
وہ لیکر مکمل نظام آگئے ہیں

یہاں تک بڑھا ان کے دامن کا سایہ
کہ رحمت میں سب خاص وعام آگئے ہیں

فرشتوں میں تھی دھوم معراج کی شب
کہ محبوبِ ربِ انام آگئے ہیں

یہ کہہ کے درِ خلد رضواں نے کھولا
حبیبِ خدا کے غلام آگئے ہیں

سلام اے قمر احمدِ مجتبیٰ پر
کہ نزدیک باب السلام آگئے ہیں

انور صابری

کہا ہے کس نے کہ سردارِ انبیاء نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ سرتاجِ اولیاء نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ روئے رسولِ اکرم کو
رخِ جمالِ الٰہی کا آئینہ نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ سر تا بپا نظر بن کر
نبی کو مرکزِ انوارِ انبیاء نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ الطافِ حق کے قاسم کو
کمالِ رحمتِ باری کی انتہاء نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ مدہوشیٔ محبت میں
دلِ شکستہ عاشق کا آسرا نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ مایوسیوں کے عالم میں
جہانِ عشق کا مقصود و مدعا نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ سرگرمِ گفتگو ہو کر
ادب کے ساتھ حدِ فہم سے سوا نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ مشکل کشائیوں کے لئے
انہیں وسیلۂ تکمیلِ التجا نہ کہو
یہی ہے فلسفہ انما انا بشر
خدا کے بعد سبھی کچھ کہو خدا نہ کہو

دردکاکوروی

حسنِ نبی کا نور یہ ، جلوہ نما ہے چار سو
شمس بہ شمس ، مہ بہ مہ ، ذرہ بہ ذرہ ، کو بہ کو
صلِ علیٰ زباں پہ ہے ، حسنِ نبی ہے روبرو
پیتا ہوں جھوم جھوم کر ساغرِ عشق با وضو
سرِّ فنا بقا کا درس ، ہم کو دیا رسول نے
دانہ بہ دانہ ، گل بہ گل ، رنگ بہ رنگ ، بو بہ بو
دیکھئے والضحیٰ جمال اور اذا سجیٰ کمال
خال بہ خال ، خد بہ خد ، نکتہ بہ نکتہ ، مو بہ مو
چشمِ رسول دیکھ کر پھرتے ہیں مست ہو کہ ہم
خانہ بہ خانہ ، در بہ در ، دشت بہ دشت ، کو بہ کو
روئے نبی میں شادماں دیکھ جمال حق عیاں
حسن بہ حسن ، رخ بہ رخ ، جلوہ بہ جلوہ ، سو بہ سو
گیسوئے مصطفیٰ سے ہے مست ہر ایک گلستاں
غنچہ بہ غنچہ ، گل بہ گل ، شاخ بہ شاخ ، بو بہ بو
بادِ صبا یہ کہتی ہے نورِ نبی جھلک دکھا
لالہ بہ لالہ ، گل بہ گل ، رنگ بہ رنگ ، بو بہ بو
دردؔ کے واسطے ہوئی بارش رحمتِ نبی
اشک بہ اشک ، یم بہ یم ، سیل بہ سیل ، جو بہ جو

رئیس امروہی

کس کا جمالِ ناز ہے جلوہ نما یہ سو بہ سو
گوشہ بگوشہ، دربدر، قریہ بہ قریہ ، کو بہ کو

اشک فشاں ہے کس لئے دیدہ منتظر مرا
دجلہ بہ دجلہ ، یم بہ یم ، چشمہ بہ چشمہ ، جو بہ جو

مری نگاہِ شوق میں حسنِ ازل ہے بے حجاب
غنچہ بہ غنچہ گل بہ گل ، لالہ بہ لالہ ، بو بہ بو

جلوہ عارضِ نبی رشکِ جمالِ یوسفی
سینہ بہ سینہ ، سر بہ سر ، چہرہ بہ چہرہ ، ہو بہ ہو

زلفِ درازِ مصطفیٰ ، گیسوئے لیلِ حق نما
طرہ بہ طرہ ، خم بہ خم ، حلقہ بہ حلقہ ، مو بہ مو

یہ مرا اضطرابِ شوق ، رشکِ جنونِ قیس ہے
جذبہ بہ جذبہ ، دل بہ دل ، شیوہ بہ شیوہ ، خو بہ خو

تیرا تصور جمال میرا شریکِ حال ہے
نالہ بہ نالہ ، غم بہ غم ، نعرہ بہ نعرہ ، ہو بہ ہو

بزمِ جہاں میں آج بھی یاد ہے ہر طرف تیری
قصہ بہ قصہ ، لب بہ لب ، خطبہ بہ خطبہ ، رو بہ رو

کاش ہو انکا سامنا عینِ حریمِ ناز میں
چہرہ بہ چہرہ ، رخ بہ رخ ، دیدہ بہ دیدہ ، دو بہ دو

عالمِ شوق میں رئیسؔ کس کی مجھے تلاش ہے
خطہ بہ خطہ ، رہ بہ رہ ، جادہ بہ جادہ ، سو بہ سو

حضرت الشیخ نے فرمایا

نئے نبی کے آنے کی تین وجوہات ہوتی ہیں
(۱)شریعت ناقص رہ گئی ہوتو نیا نبی آکر اسے مکمل کر دیتا ہے۔
(۲) نبی کسی خاص قوم یا قبیلہ کے لئے ہو۔
(۳) سابقہ شریعت ختم یا منسوخ ہوگئی ہو۔

ہماری شریعت ان تینوں باتوں سے مستثنٰی ہے اس لئے تمام معتبر کتابوں میں یہ عبارت موجود ہے کہ:
''جس نے جناب **نبی** کریم ﷺ کے بعد **نبوت** کا دعویٰ کیا تو وہ کذاب ودجال ہے اور ضال **مضل** ہے''
ملاحظہ فرمائیں، ابن کثیر، قرطبی، تفسیر ابی حیان، تفسیر ابی سعود، کشاف، مدارک وغیرہ (احسن البرہان)

خالدبزمی

آپ کا فیض جا بجا آپ کا لطف کو بہ کو
سینہ بہ سینہ ، دل بہ دل ، خانہ بہ خانہ ، کو بہ کو
آپ کے نور کی جھلک فرشِ زمیں سے تا فلک
لمحہ بہ لمحہ ، دم بہ دم ، چہرہ بہ چہرہ ، رو بہ رو
آپ کے حسن کا بیاں میری بساط میں کہاں
جلوہ بہ جلوہ ، رخ بہ رخ ، نکتہ بہ نکتہ ، مُو بہ مُو
آپ کے حسن کا اثر ہے ساری کائنات پر
فرد بہ فرد ، یک بہ یک ، ذہن بہ ذہن ، خو بہ خو
آپ کا جلوہ بسیط ، خشک اور تر کو ہے محیط
غنچہ بہ غنچہ ، گل بہ گل ، چشمہ بہ چشمہ ، جُو بہ جُو
آپ کی سیرت جمیل ، خُلق خدا کی ہے دلیل
صفحہ بہ صفحہ ، سر بہ سر ، شیوہ بہ شیوہ ، ہو بہ ہو

دیر ہو بزمیؔ یا حرم ، آپ کا سایہ کرم
حلقہ بہ حلقہ ، صف بہ صف ، سمت بہ سمت ، سُو بہ سُو

دلاورفگار

جمالِ ماہ انجم عارض احمد کی تابانی
طلوعِ صبح خنداں مصطفٰی کی خندہ پیشانی
محمد کی غلامی کر کے تو بھی سیکھ جائے گا
جہاں بینی ، جہاں گیری ، جہاں داری ، جہاں بانی
مرے آقا نے اس حد تک بھرا ہے میرے داماں کو
جہاں تک ساتھ دے سکتی تھی میری تنگ دامانی
سفر میں آخرت کے اور زادِ راہ کیا لیجئے
بہت ہے دیدہ گریاں میں اک اشکِ پشیمانی
زبانِ شوق پر نامِ محمد آ گیا آخر
بس اے بیتابیٔ دل بس یہیں تک تھی پریشانی
رسولِ پاک کو عام آدمی سمجھے تو کیا سمجھے
قرائن سارے انسانی ، شمائل سارے سبحانی

حفیظ تائب

پائی نہ تیرے لطف کی حد سید الوریٰ
تجھ پہ فدا مرے اب و جد سید الوریٰ
تیری شاورائے نگاہ و خیال ہے
ختم رسل حبیب صمد سید الوریٰ
تو مہر لازوال سرِ مطلعِ ازل
تو طاقِ جاں میں شمعِ ابد سید الوریٰ
عرفان و علم ، فہم و ذکا تیرے خانہ زاد
اے جانِ عشق روحِ خرد سید الوریٰ
تو اک اٹل ثبوت خدا کے وجود کا
تو ہر دلیلِ کفر کا رد سید الوریٰ
اہلِ جہاں کو ایسی نظر ہی نہیں ملی
دیکھے جو تیرا سایۂ قد سید الوریٰ
گزرے جو اس طرف سے وہ گرویدہ ہو ترا
یوں عنبریں ہو میری لحد سید الوریٰ
درکار مرگ و زیست کے ہر موڑ پہ مجھے
تیری پناہ تیری مدد سید الوریٰ
تائبؔ کی آرزو ہے کہ اس کی بیاضِ نعت
بن جائے مغفرت کی سند سید الوریٰ

عبدالکریم ثمر

خورشید فلک آپ ہیں مہتاب یقیں آپ
تابندہ نظر آپ ہیں ، فرخندہ جبیں آپ
ملت کے نگہدار ہیں امت کے امیں آپ
سر تا بقدم رحمت و اخلاص و یقیں آپ
ہر نقش قدم آپ کا ہے شمع ہدایت
تاریکی و ظلمت میں ہیں نور مبیں آپ
معیار ہے دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ
سرنامۂ توحید کے ہیں نقش قدم آپ
طائف کا سفر ہو کہ مدینہ کی ہو ہجرت
منہاج عمل آپ ہیں معراج یقیں آپ
اللہ کی نصرت رہی ہر وقت جلو میں
میدان تگ و تاز میں ہیں فتح مبیں آپ

گوہر ہوشیارپوری

غایت خلق شش جہات ، صلی علیٰ محمد
چہرہ کشائے کائنات ، صلی علیٰ محمد

آپ حبیبِ کبریا ، آپ نقیبِ لاالہٰ
نقش گر حریم ذات ، صلی علیٰ محمد

تاجوروں کے تاجور ، دردگروں کے دردگر
آپ صفات در صفات، صلی علیٰ محمد

آپ رسول مرسلیں ، آپ شفیع مذنبیں
آپ ذریعۂ نجات ، صلی علیٰ محمد

آپ کا علم بے مثال، آپ کا حلم بے عدیل
مظہر صد تجلیات ، صلی علیٰ محمد

وجہِ ہزار انبساط ، گوشۂ چشم التفات
رازِ شکستِ مشکلات ، صلی علیٰ محمد

پہنچی نویدِ مغفرت، یعنی کلیدِ مغفرت
میرا وظیفۂ نجات ، صلی علیٰ محمد

انجم نیازی

اتنی بلندیوں سے ابھر کر نہیں ملا — اوروں کو آپ جیسا پیغمبر نہیں ملا

دیکھا تھا ایک بار ستاروں کی آنکھ نے — بارِ دگر کسی کو وہ منظر نہیں ملا

چہرے بہت ملے ہیں زمیں پر نئے نئے — لیکن حضور جیسا منور نہیں ملا

تھک ہار کر وہ بیٹھ گئے پر سمیٹ کر — دونوں جہاں کو آپ کا ہمسر نہیں ملا

دنیا کی پھر بجھی نہ کسی سے کبھی پیاس — تشنہ لبوں کو پھر وہ سمندر نہیں ملا

دنیا نے پھر نہ دیکھا وہ مہکا ہوا وجود — دنیا کو پھر وہ حسن محمد نہیں ملا

اتنے ہوں جاں نثار کسی کے زمین پر — دونوں جہاں ہوں جس پہ نچھاور نہیں ملا

ایک بار آکے روٹھ گیا تھا جہان سے — پھر اس زمیں پہ کوئی ابوذر نہیں ملا

صدیق سا کسی کا نہیں ہے کوئی رفیق — حسان سا کسی کو سخنور نہیں ملا

تکتے ہیں کس اداس نگاہی سے وہ ہمیں — دامن ملیں ہیں جن کو رفو گر نہیں ملا

ایک سے اک بڑھ کے صحابی رسول کا
انجم کوئی بھی ان کے برابر نہیں ملا

سلطان فریدی

اللہ کا گھر دیکھا ، ہر در کو امر دیکھا
ہو آئے مدینہ بھی رحمت کا نگر دیکھا

کیا خوب تھے نظارے سرکار کے روضے کے
ہر قافلۂ خوشبو جاتا تھا ادھر دیکھا

طیبہ کی مہک آئی سانسوں میں بسی پیہم
توحید و رسالت کو یوں شیر و شکر دیکھا

دل کی تھی عجب حالت مخمور نگاہیں تھیں
اک بار اُدھر دیکھا ، سو بار ادھر دیکھا

جو بن پہ محبت تھی بسمل تھی ہر اک دھڑکن
ہر گام پہ اس دل کو مصروفِ نظر دیکھا

اللہ کی رحمت ہے سوغات درودوں کی
پڑھتے ہیں جو یہ پیہم چہروں پہ اثر دیکھا

سلطانؔ سے لاکھوں ہیں سرکار کے دیوانے
اُس جیسا کسی کو کب منظورِ نظر دیکھا

سید سلمان گیلانی

کہوں کیا دوستو تم سے ہے کیا رتبہ محمد کا
ہے اعلیٰ اور بالا عرش سے روضہ محمد کا

شہنشاہوں کی دولت اس کی نظروں میں نہیں جچتی
میسر آ گیا جس کو بھی نقشِ پا محمد کا

وہ منظر کیا حسیں ہوگا جو ملتے ہوں گے یہ باہم
نگاہیں بوبکر صدیق کی چہرہ محمد کا

میرے دل کے چمن میں کھل اٹھیں کلیاں محبت کی
کسی کے لب پہ نامِ پاک جب آیا محمد کا

فقط یہ انگلیاں کیا کاٹ لیتیں وہ جگر اپنا
زنانِ مصر پر پڑتا جو اشکارا محمد کا

ہے دریا موجزن رحمت کا آئے جس کا جی چاہے
نہ ہوگا خشک محشر تک بھی یہ دریا محمد کا

زمین و آسمان و کوہ و دریا، گلشن و صحرا
جدھر دیکھوں نظر آئے مجھے جلوہ محمد کا

سکندر اور دارا بھی تیرے محتاج ہوجائیں
تو سچے دل سے ہوجائے جو شیدا محمد کا

وہ خلوت ہو کہ جلوت ہو وہ محفل ہو کہ تنہائی
رہے ہر دم تصور ذہن میں آتا محمد کا

سنا ہے میں نے سایہ اس کے پیکر کا نہ ہوتا تھا
مرا دعویٰ ہے دو عالم پہ ہے سایہ محمد کا

درودِ پاک کثرت سے پڑھے دن رات اے سلمانؔ
جسے مطلوب ہو خوابوں میں نظارہ محمد کا

حضرت الشیخ نے فرمایا

دو عقیدے ایسے ہیں جن سے اسلام کی بقاء اور تعظیم قائم ودائم ہے :

(۱) عقیدۂ ختمِ نبوت

(۲) کعبۃ اللہ کی تکریم وتعظیم (تاں لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

(احسن البرہان)

مرزا داغ دہلوی

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
اے نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

شبِ معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم
سخن طالب و مطلوب ہوا خوب ہوا

اے شہنشاہِ رسل، فخرِ رسل، ختمِ رسل
خوب سے خوب خوش اسلوب ہوا خوب ہوا

حشر میں امتِ عاصی کا ٹھکا نہ ہی نہ تھا
بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا

تھے کبھی پیش نظر معرکۂ کرب وبلا
صبر میں ثانیٔ ایوب ہوا خوب ہوا

فخر آدم کو نہ ہوتا جو فرشتہ ہوتا
بنی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا

داغؔ ہے روزِ قیامت مری شرم اس کے ہاتھ
میں گناہوں سے جو محجوب ہوا خوب ہوا

ساحرؔ لکھنوی

یہ رفعتِ کامل کیا کہنا یہ رحمتِ یزداں کیا کہنا
اک فرش کا رہنے والا ہے اللہ کا مہماں کیا کہنا

جو دشمن جاں تھے ان پہ بھی الطاف و کرم کی بارش تھی
اخلاق کا تیرے یہ عالم اے نازشِ ایماں کیا کہنا

جس سمت نگاہیں اٹھتی ہیں ، انوار سے ٹکراجاتی ہیں
ہر ذرہ ارضِ طیبہ ہے ، خورشید بداماں کیا کہنا

معراج کی شب کا یہ عالم ، انسان سرِ عرشِ اعظم
افلاک پہ شورِ صل علیٰ جنت میں چراغاں کیا کہنا

افلاک سے ٹکرائی جو صدا خوش ہو کے ملائک بول اٹھے
دربارِ رسولِ اکرم میں ، ساحرؔ ہے ثنا خواں کیا کہنا

فیض احمد فیض

ترا رتبہ ہے اے احمد مقام اللہ اکبر کا
تیری رتبہ شناسی رتبہ ہے بے چون داور کا
وہ طوبیٰ جس کا چرچہ ہے ستون ہے تیری مسجد کا
وہ جنت جس کی شہرت ہے نمونہ ہے تیرے گھر کا
تمنا ہے کہ اک اک بال کی سو سو بلائیں لوں
جو نقشہ ہاتھ آجائے تیری زلفِ معنبر کا
تمنا ہے کہ کانٹوں پر ترے صحرا کی جالوٹوں
رگِ مجنوں کو پھر سودا ہوا ہے نوکِ نشتر کا
ہمیں رونے سے کیا نسبت مگر جب تیرا نام آوے
تو کچھ نقشہ بدل جاتا ہے اپنے دیدۂ تر کا
برا ہوں یا بھلا ہوں خیر جیسا ہوں تمھارا ہوں
طریقہ ہے کریموں کا نبھانا اپنے چاکر کا

وہ ضعفِ ناتوانی ہے کہ مرغ نیم بسمل بھی
یہ کہتا ہے چلو دیکھیں تماشا فیضؔ مضطر کا

ناصر کاسگنجوی

ہوئے جو صاحبِ اُم الکتاب جلوہ نما
شعور حق کا ہوا انقلاب جلوہ نما

ہوئی رجب میں صبح تاب جلوہ نما
دو طرفہ نور تھا اور بے حجاب جلوہ نما

بھلا دیئے سبھی ادیان فانی کے سبق
ہوا حرا میں وہ نوری نصاب جلوہ نما

کوئی نہ دیکھ سکا کوئی دیکھ آیا تو کیا
ہیں آنکھوں آنکھوں مدینے کے خواب جلوہ نما

یہ خوش نصیبی عرفات جس نے دیکھا سنا
لبِ نبی پہ مقدس خطاب جلوہ نما

حضور دامنِ عفو و کرم میں لے لیجئے
ہے سامنے میرے یوم الحساب جلوہ نما

عرب کے صحرا کی تقدیر ہے کہ ہے جس پر
بہ نام رحمتِ عالم سحاب جلوہ نما

وہی مدینہ ہے جس میں دکھائی دیتا ہے
قدم قدم پہ کرم بے حساب جلوہ نما

ہجوم کفر میں اللہ رے وہ نورِ تمام
اندھیری رات میں ایک آفتاب جلوہ نما

سید حمید الدین احمد حمید

اللہ غنی عظمت سلطان مدینہ — جبریل ہوا کرتے ہیں دربان مدینہ
چہکی جو ذرا بلبل بستان مدینہ — یثرب کو بنا ڈالا گلستان مدینہ
ہے خلد بریں بھی تو شبستان مدینہ — بے بہرہ دو عالم سے ہے انجان مدینہ
یہ شان سر حشر غلامان مدینہ — ہے سایہ فگن سر پہ وہ دامان مدینہ
جبریل نے پہلے کبھی دی دعوت اسریٰ — کیا عرش سے بالا بھی ہے ارمان مدینہ
وہ صبر و تحمل ہو کہ احسان و محبت — ہے سارے جواہر سے بھری کان مدینہ
تھا ظلم و ستم ہی پہ جنہیں ناز ہیں عادل — ہے کایہ پلٹ کیسا دبستان مدینہ
دنیا نے کسی کی بھی محبت کو نہ تولا — ہر وزن غم دل کو ہے میزان مدینہ
قانون تو دنیا نے بہت کچھ ہی بنائے — ہے آج بھی قاطع وہی برہان مدینہ
دنیا وی حسیں، دین حسیں، رب کی رضا بھی — اے صل علیٰ، صل علیٰ جان مدینہ

پتھر سے بھی بدتر ہے حمیدؔ اس کو نہ کہہ دل
جس دل میں نہ ہو عظمت سلطان مدینہ

سمیع صدیقی

کوئی بات جو بھی ادا ہوئی بہ زبانِ سرورِ دوسرا
وہی بات حکم خدا ہوئی یہ ہے شانِ سرورِ دوسرا

جو مہک رہا ہے جہان میں جو چمک رہا ہے جہان میں
یہ کلام خالقِ دوسرا ہے نشانِ سرورِ دوسرا

کبھی ایسا کچھ بھی ہوا نہیں جو کہا نبی نے ہوا نہیں
کہ زبان خالقِ دو جہاں ہے زبانِ سرورِ دوسرا

جو گرے ہوؤں کو اٹھا گئی ، جو گدا کو شاہ بنا گئی
وہ جو سرکشوں کو جھکا گئی ہے اذانِ سرورِ دوسرا

وہی زندگی کی حلاوتیں ، وہی جنتوں کی ضمانتیں
وہ ہدایتیں جو عطا ہوئیں بہ زبانِ سرورِ دوسرا

ہوا فتح بدر کا معرکہ وہ کثیر لشکرِ کفر تھا
مگر اس طرف سے تو چند ہی تھے جوانِ سرورِ دوسرا

یہاں صرف حق ہے یقین ہے یہاں کوئی وہم وگماں نہیں
کہ یقین سرورِ دوسرا ہے گمان سرورِ دوسرا

وہ جہاں سجود و قیام کا یہ جہاں درود و سلام کا
وہ جہانِ خالقِ دو جہاں یہ جہانِ سرورِ دوسرا

وہاں جبرئیل کے پر جلے، یہاں بوریئے کا ہے بسترا (۱)
وہ مقامِ سرورِ دوسرا ، یہ مکانِ سرورِ دوسرا

یہ دوکان کیسی دوکان ہے یہاں صرف ایک ہے آئینہ
یہ دوکانِ آئینہ ساز ہے کہ دوکانِ سرورِ دوسرا

صبیحؔ ایسی بزم نہ سامعین کبھی دیکھی چشمِ فلک نے بھی
وہ عظیم حلقۂ عاشقاں وہ بیانِ سرورِ دوسرا

(۱) دیکھیں صفحہ نمبر ۱۰،۹

کامل چاپئی الہٰ آبادی

نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک

میانہ قد سفید و سرخ جسم سرورِ عالم
کشادہ سینۂ اقدس گداز و نرم و مستحکم

بلند و بالا وہ لوحِ جبیں شفاف و نورانی
مہ و خورشید کو ہے جس کے آگے سخت حیرانی

جھکی پلکیں بڑی آنکھیں نشیلی اور شرمیلی
سفیدی میں ملی سرخی منور اور چمکیلی

حسین و دلربا و خوبصورت و خدا دیدہ
بروں پر سرمۂ سودہ دروں وہ نور کا جلوہ

سیاہ دیدہ میں پوشیدہ جمالِ حق کی تابانی
سمائے ہیں نہ جانے کتنے اس میں جلوے نورانی

وہ اونچی نرم و نازک ناک جو چہرے کی زینت ہے
نہاں ہر سانس کے اندر بہارِ کیفِ جنت ہے

تھے دندان مبارک آپ کے خورشید کے ذرے
شبِ تاریک میں تاروں سے زیادہ جو چمکتے تھے

سرِ اقدس بڑا سب سے نمایاں گول اور اونچا
ہزاروں میں ہزاروں سے زیادہ برتر و بالا

سیاہ زلفوں میں پوشیدہ شبِ دیجور کا عالم
نہایت نرم و چمکیلے برائے نام پیچ و خم

بھری چوڑی ہتھیلی نرم اور دستِ کرم لمبے
نہایت خوبصورت انگلیاں لمبی قرینے سے

برابر تھے شکم اور سینہ پر نور دونوں ہی
تھیں دونوں پنڈلیاں شفاف و روشن گول اور سیدھی

بہت ہی خوشنما تھی انگلیاں پائے اقدس کی
انگوٹھے کے قریں انگلی جو تھی سب سے لانبی تھی

غرض کونین میں اس جسمِ اطہر کا نہیں ثانی
سراپا صرف وہ تھے مظہرِ آیاتِ قرآنی

کوئی ان سے حسیں ہوتئے تو دیں تشبیہ اس سے ہم
دو عالم سے نرالے جب ہیں کامل سرورِ عالم

انشاء اللہ خاں انشاء

آپ خدا نے جب کہا صل علیٰ محمد
کیوں نہ کہیں پھر انبیاء صل علیٰ محمد
عرش سے آتی ہے صدا صل علیٰ محمد
نورِ جمالِ کبریا صل علیٰ محمد
صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد

لمحۂ ذات کبریا، باعث خلق جزو کل
فخرِ جمیع مرسلیں، رہبر و ہادیٔ سبل
نور سے جس کے ہوگئی آتش کفر بجھ کے گل
بعد از نماز یہی ورد و وظیفۂ رسل
صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد

بھیجتے ہیں سدا درود وحش و طیور و انس و جن
واہ عجیب چیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن
حور و بہشت و جاوداں کس کو ملے ہیں اس کے بن
انشاء اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ رات و دن
صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد

افسر ماہ پوری

جلالِ کبریا دل میں جمالِ مصطفیٰ دل میں
سفینے دین کے محفوظ ہیں آغوشِ ساحل میں

ضیائے سرمدی روزِ ازل سے گامِ فرسا تھی
چلی وہ نورِ کامل سے تو پہنچی ماہِ کامل میں

بتائے کون کیا ہے عابد و معبود کا رشتہ
نہاں ہے کوئی محمل میں عیاں ہے کوئی محفل میں

یہ احساں آپ کا کیا کم ہے دوشِ آدمیت پر
کہ آیا آدمی کو فرق کرنا حق و باطل میں

غرض ان کے کرم کا سلسلہ تا حشر قائم ہے
وہی رحمت اواخر میں وہی رحمت اوائل میں

نکالوں کون سا عنوان افسر ان کی مدحت کا
زباں بھی سخت مشکل میں، قلم بھی سخت مشکل میں

سلیم کوثر

کچھ دھوپ ہے کچھ جس کا صحرا مرے آقا
ایسے میں ہوا کا کوئی جھونکا مرے آقا
جز تیرے نہیں ہے عکس ایجاد کوئی بھی
تو سارے مسیحوں کا مسیحا مرے آقا
یہ دل تو دھڑکتا ہے تیری یاد کے صدقے
آنکھوں نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا مرے آقا
میں تیری محبت سے سرفراز ہوں مجھ کو
بے مہریٔ دنیا کا گلہ کیا مرے آقا
میں بندۂ روپوش ندامت تہہ گردوں
تو حرف جلی میری دعا کا مرے آقا
اب اس دل آوارہ کی شوریدہ سری سے
بس اک صدا آتی ہے آقا مرے آقا
تو اولیں تحریر سر صفحہ عالم
تو آخری پیغام خدا کا مرے آقا

جاذب قریشی

مثالی آئینے ہیں آئینے خورشیدِ رحمت کے
کہ سارے عکس اجالوں کے سبھی چہرے محبت کے

غبارِ جاں کو اجلے موسموں کے رنگ پہنائے
محمد نے ستارے ہی بدل ڈالے عداوت کے

سرِ غارِ حرا وہ ایک چہرہ اس طرح چمکا
کہ اپنے پاؤں پہ خود گر پڑے آذر جہالت کے

وہ جس نے عرش پر لوح و قلم کی پرورش کی ہے
محمد اک علامت ہیں اسی زندہ حکایت کے

خدا اور آدمی دونوں انہیں آواز دیتے ہیں
زمیں سے آسماں تک سفر تھے ان کی سماعت کے

حدِ امکانِ یزداں تک وہی اول وہی آخر
کہ خال و خد کہیں دیکھے نہیں ان کی شباہت کے

خیال و خواب کے طاقوں میں رہتا ہے چراغاں سا
عجب موسم ہیں کعبے سے مدینے کی مسافت کے

سفر کی شام ہے تنہائی کا صحرا ہے اور میں ہوں
مری آنکھوں میں لیکن خواب ہیں خورشیدِ رحمت کے

مجھے اس شہر کے رستوں میں کھو جانے کی خواہش ہے
کہ ہیں گم نامیوں کے درمیاں امکان شہرت کے

دعائیں دینے والے ہاتھ زخمی بھی ہوئے لیکن
کسی کو خود کبھی بھیجے نہیں لمحے شکایت کے

سفر کی دھوپ میں جب پیاس کا صحرا دہکتا ہے
تو پھر بادل برس جاتے ہیں مجھ پر ان کی رحمت کے

صبا اکبر آبادی

وحدتِ ذات کی تبلیغ سراپا تم ہو
جس کی ہر لہر میں توحید وہ دریا تم ہو

جس کو اللہ نے بھیجا وہ اجالا تم ہو
فرش پر روشنی عرش معلّیٰ تم ہو

تھا تمہارے ہی لئے سب یہ وجودِ کونین
بزم تخلیق میں خود انجمن آرا تم ہو

آرزو آدمؑ و عیسیٰؑ نے تمہاری کی ہے
کتنے معصوم رسولوں کی تمنا تم ہو

تمہیں دیکھیں گے تو کچھ قلب کو تسکیں ہو گی
درد مندان محبت کا مداوا تم ہو

ایک اک بات زمانے پہ اثر رکھتی ہے
حق کی آواز ہو اللہ کا لہجہ تم ہو

تم نے انسان کو انسان کی عظمت بخشی
بندگی کے لئے انعام خدا کا تم ہو

کوئی ثانی ہے تمہارا نہ خدا کا ہے شریک
جیسے یکتا ہے خدا ویسے ہی یکتا تم ہو

لوح محفوظ پہ ہے نام تمہارا مرقوم
آیۂ نور سرِ عرش معلّیٰ تم ہو

دونوں عالم میں تمہارا ہی سہارا ہے ہمیں
شافعِ حشر ہو تم رہبرِ دنیا تم ہو

حشر تک گلشن اسلام رہے گا سرسبز
یہ چمن وہ ہے کہ اس کے چمن آرا تم ہو

جس سے روشن ہوئی دنیا وہ تمہارا ہی ہے نور
جس نے چمکا دیا عالم وہ اجالا تم ہو

ہر پیمبر نے دعا کی کہ تم مل جاؤ
آرزوئے دل موسیٰ و مسیحا تم ہو

نعت گوئی میں فرشتوں نے سنا تھا مرا نام
حشر میں دیکھ کہ مجھ کو کہا اچھا تم ہو

جو کہا تم نے زباں سے وہی تسلیم کیا
اصل میں مذہب و ایمان صبا کا تم ہو

وسیم بریلوی

مدینہ حاضری دینے کا یہ معیار ہو جائے
وہی جائے کہ جس کا لوٹنا دشوار ہو جائے

بھٹکتا پھر رہا ہے دل کناروں کی تمنا میں
تمہارے عشق میں ڈوبے تو بیڑا پار ہوجائے

تمہارے چاہنے جانے کی حدیں تجویز کرتی ہیں
کہیں ایسا نہ ہو دنیا سے دل بیزار ہوجائے

عمل میں لاکے دکھلاؤ پیامِ سرورِ عالم
کہ یہ سوئی ہوئی انسانیت بیدار ہوجائے

اسے معلوم ہوجائے سبب دنیا میں آنے کا
زیارت آپ کے در کی جسے اک بار ہو جائے

مدینہ جانے والوں کو میں دیکھوں اور بس ترسوں
وسیمؔ ایسا نہ ہو جینا میرا بیکار ہو جائے

قمر وارثی

چراغِ ذکر و فکرِ مصطفیٰ سے کیا نہیں روشن
زباں روشن ، بیاں روشن ، مکاں روشن ، مکیں روشن

عجب دیکھی فضا وابستۂ یادِ نبی ہوکر
گماں بھی دل میں ہوتا ہے بہ اندازِ یقیں روشن

وہ رہتے ماورائے چشمِ حیرت ہیں جو ہوتے ہیں
بفیضِ اتباعِ رحمت اللعالمیں روشن

پہنچا تھا خیالِ جنبشِ لب ہائے آقا تک
سماعت میں ہوئیں آیاتِ قرآنِ مبیں روشن

سفر کرتی ہے کیا کیا روح بینائی کی آنکھوں تک
کہ جب پیشِ نظر ہوتی ہے طیبہ کی زمیں روشن

مدینے سے عجب ہوتا ہے عالم آنے والوں کا
زباں خاموش ، آنکھیں نم ، بدن خوشبو ، جبیں روشن

اجالے رقص کرتے ہیں قمر فانوسِ رحمت کے
دیئے نعتِ نبی کے جب بھی ہوتے ہیں کہیں روشن

محشر بدایونی

یہی زمیں ہے یہی آسماں مدینے میں
مگر ہے اور ہی کچھ کیفِ جاں مدینے میں
فضاءِ نور میں یہ بے خودیٔ دل شب و روز
نہ گھر ہی یاد نہ کارِ جہاں مدینے میں
حرم میں روکا جنہیں سجدہ ریز آنکھوں نے
ہوئے ہیں کھل کے وہ آنسو رواں مدینے میں
کبھی ادھر سے بھی شاید حضور گزرے ہوں
رہا یہ دھیان میں گزرا جہاں مدینے میں
کہیں رکوع و سجود اور کہیں سلام و درود
کوئی بھی سانس نہیں رائیگاں مدینے میں
وہی نیازی کے لہجے وہی گداز کے حرف
ہے عشق ہی کی زباں ہر زباں مدینے میں
رہِ دعا بھی کشادہ درِ قبول بھی وا
طلب کی کتنی ہیں آسانیاں مدینے میں
جو پھر مدینے میں پہنچوں تو میری زیست ہو زیست
میں دل مدینے میں چھوڑ آیا جاں مدینے میں
وہی سوال کہ پھر ہو نفس نفس میرا
حرم میں حمد سرا نعت خواں مدینے میں

حبیب جالب

نظر نظر تھی محبت ادا ادا تھی شفیق کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق
چراغ جادۂ ہستی ترا پیام بنا ترے درود سے نوعِ بشر کا کام بنا
ہوا نہ ہوگا کوئی تجھ سا خلق یار و خلیق
کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق
تری نظر میں ہے جو ہو رہا ہے آج یہاں بنام نور ہے ظلمت کے سر پہ تاج عیاں
ستم گروں سے بچا ہم کو بے کسوں کے رفیق
کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق
شہ و شیوخ ہیں صیہونیت کے دست نگر مفادِ ذات ہے ان بے حسوں کا پیش نظر
انہیں عزیز نہ منشا ترا نہ تیرا طریق
کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق
ہیں گردش راہ ستارے ملا سبق تجھ سے ہوا جہان پہ روشن ثبوتِ حق تجھ سے
خدا نے کی تیری سچائیوں کی خود تصدیق
کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق
اٹھائیں فیض صدا تیری رہنمائی سے ملے نجات ہمیں کاسۂ گدائی سے
کریں بلند تیرا نام ہم کو دے توفیق
کہاں تھی تیرے یہاں اونچ نیچ کی تفریق

قمر یزدانی

ثنائے خواجۂ دوراں مدام کی میں نے
تمام عمر اسی میں گزار دی میں نے

فرشتے عرش سے آئے سلام شوق لئے
کبھی جو نعتِ شہ دوسرا کہی میں نے

طلب نہیں ہے زمانے میں سروری کی مجھے
حبیبِ قدس کی کرلی ہے چاکری میں نے

بجز ثنائے محمد سکون دل نہ ملا
اسی میں پایا ہے ایک کیفِ سرمدی میں نے

مری نظر پہ کھلے بابِ علم و عرفاں کے
شعورِ نعت میں پائی ہے آگہی میں نے

نگاہ بلند ملی ہے اسی لئے مجھ کو
کہ طے کیے ہیں مقاماتِ بیخودی میں نے

مقام شوق کی راہیں بھی جگمگا اٹھیں
نبی کے عشق میں پائی ہے روشنی میں نے

دل و دماغ کی دنیا میرے تھے تیرہ و تار
بفیض نعت مٹالی ہے تیرگی میں نے

نسیم گلشن طیبہ کی نزہتوں کے طفیل
گل مراد میں دیکھی ہے تازگی میں نے

زہے یہ عزو وقارِ گدائے شاہِ رسل
خمیدہ سر یہاں دیکھی ہے خسروی میں نے

عرب کے چاند کی عالم فروز کرنوں سے
دل و نظر میں سمولی ہے چاندنی میں نے

نبی کے دامن رحمت سے ہو کے وابستہ
بہارِ خلد کی نزہت بھی لوٹ لی میں نے

قمرؔ یہ فیض ہے مدح شہ دو عالم کا
کہ روح و قلب میں پائی ہے سرخوشی میں نے

سحر انصاری

آساں ہو گر کچھ منزلِ عرفانِ محمد
مل جائے اگر گوشۂ دامانِ محمد
بخشی دلِ انساں کو مے حرمتِ انساں
اللہ رے اللہ رے احسانِ محمد
کیوں چھائے کسی قریۂ ہستی پہ اندھیرا
ہو جلوہ فگن جب رخِ تابانِ محمد
اے جانِ طلب! تو نے کبھی غور کیا ہے
جو کچھ بھی رہا ہے سر و سامانِ محمد
ہم دولتِ کونین کو ٹھکراتے رہے ہیں
ہم روزِ ازل سے ہیں غلامانِ محمد
اللہ کے بندوں کو ستانا نہیں اچھا
ہے نقش مرے دل پہ یہ فرمانِ محمد
دوری درِ والا سے اگر ہے تو جہنم
جنت ہے سحرؔ لطفِ فراوانِ محمد

اعجاز رحمانی

میں چپ کھڑا ہوا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
انکھوں سے بولتا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
میرا وجود جیسے گم ہو کہ رہ گیا ہے
خود سے بچھڑ گیا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
محسوس ہو رہا ہے صدیاں سمٹ گئی ہیں
کچھ دیر ہی رہا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
کیا اب بھی میرے رب کا مجھ پہ کرم نہ ہوگا
اب تو میں آگیا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
آنسو ندامتوں کے ہیں چشمِ تر سے جاری
چھپ چھپ کے رو رہا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
اللہ میری قسمت برسات رحمتوں کی
آنکھوں سے دیکھتا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
دل میں سما گئی ہے اپنائیت کی خوشبو
جس شخص سے ملا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
کرنیں نکل رہی ہیں میرے وجود سے بھی
خورشید بن گیا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں
اعجازؔ میری مٹی اب ہوگئی سوارت
میں کیمیا بنا ہوں دربارِ مصطفیٰ میں

آفتاب کریمی

گزریں گے پل صراط سے لیکر نبی کا نام
ہوگا ہمارا مونس و یاور نبی کا نام

ہر روشنی کا مرکز و محور نبی کا نام
عالم ہے شب ، چراغ منور نبی کا نام

آتی ہے جب بھی گردشِ ایام سامنے
آتا ہے بے محابا لبوں پر نبی کا نام

میں ایسے خوش نصیب فقیروں کا ہوں غلام
لکھتے ہیں جو نظر سے دلوں پر نبی کا نام

ان کے لئے نوید ہے بخشش کی حشر میں
پڑھتے رہے درود جو سن کر نبی کا نام

محشر میں نعتِ پاک کریمی سناؤں گا
لوں گا میں پیشِ داورِ محشر نبی کا نام

صابر وسیم

وہ لہجہ ، وہ خلوص ، وہ انداز ، وہ خطاب
اس صاحبِ کتاب کا ہر لفظ اک کتاب
اُمّی تھا اور اس نے عمل کی دلیل سے
ترتیب دے دیا ہے ہر اک دور کا نصاب
وہ ہے تو سارا عالمِ امکاں ہے معتبر
اس کے بغیر عالمِ موجود بھی سراب
یہ عرش و فرش دیدۂ حیراں ہیں آج بھی
پیدا نہ ہوگا اب کبھی اس کا کوئی جواب
ایسے مہک رہا ہے وہ اس شش جہات میں
سینے میں کائنات کے جیسے کوئی گلاب
اس فیض تک نہ جائیں تو رستہ کوئی نہیں
اور جانا چاہیں آپ تو رستے ہیں بے حساب
صابر وسیم اپنی ہر اک سانس اس کی ہے
دونوں جہان آج بھی ہیں جس سے انتساب

جمال پانی پتی

متاعِ دوجہاں پائے تیری مدح سرائی سے
کمائی اور کیا دنیا میں اچھی اس کمائی سے

تمہارا نام آقا دل کی تختی پر لکھا ہم نے
محبت کے قلم سے ، آرزو کی روشنائی سے

نبی کا نور کیا ظلمت سرائے دہر میں چمکا
ہوا روشن جہاں سارا جمال مصطفائی سے

ترے نورِ ہدایت سے زمانے کو ملی منزل
نشانِ حق کا ملا دنیا کو تیری رہنمائی سے

وہ دولت بادشاہوں کے خزینے میں نہیں ملتی
جو ملتی ہے گداؤں کو تیرے در کی گدائی سے

پئے گلدستۂ نعتِ نبی چن چن کے لایا ہوں
ذرا دیکھو تو کیا کیا پھول باغ مصطفائی سے

جمالؔ اس سے علوئے مرتبت کا ہو بیاں کیسے
پرے ہے مرتبہ جس کا تخیل کی رسائی سے

شہاب صفدر

تمام بچھڑے ہوئے دل ملے انہی کے سبب

محبتوں کے ہیں سب سلسلے انہی کے سبب

انہی کی ذات ہے مرکز، سو اہل ہجر کے بیچ

ڈھلے ہیں قرب کے سب فاصلے انہی کے سبب

ہم اہل غم کو جو روتے تھے اپنی قسمت سے

ہوئے ہیں دور وہ شکوے گلے انہی کے سبب

رہِ حیات کی منزل سے روشناس ہوئے

تمام بھٹکے ہوئے قافلے انہی کے سبب

انہی کے در پہ ہوئے جمع پھر دیدہ و دل

کہ زخمی ہوئے جگر بھی سلے انہی کے سبب

ہر ایک ظلم کے طوفاں میں بت کشوں کے شہابؔ

چٹان بنتے گئے حوصلے انہی کے سبب

مظفر وارثی

قدم قدم پہ خدا کی مدد پہنچتی ہے
درود سے مرے دل کو رسد پہنچتی ہے
یہ آسماں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا
جہاں تک آپ کے قدموں کی حد پہنچتی ہے
کرے زبانِ ازل جب بھی تذکرہ ان کا
سلام پڑھتی ہوائے ابد پہنچتی ہے
سر اپنا پائے رسالت مآب پر رکھوں
تو آسماں پہ بلندیٔ قد پہنچتی ہے
جلوسِ عشقِ نبی کا ہو جس طرف سے گزر
مرے جنوں کو بھی لے کر خرد پہنچتی ہے
درود کا دیا جاتا ہے جب ثواب مجھے
بہشت تک مری دو گز لحد پہنچتی ہے
سلام و نعت مظفرؔ یہاں میں پڑھتا ہوں
قبولیت کی حرم سے سند پہنچتی ہے

عنایت علی خان

وہ جن کے نور سے رونق جہاں کو ملتی ہے
وہ جن کے ذکر سے لذت زباں کو ملتی ہے
وہ سنگِ میل کہ صحرائے زیست ہے جس میں
دلیل راہ ہر اک کارواں کو ملتی ہے
وہ جس کا لطف زمان و مکاں سے ہے آزاد
وہ فصلِ گل کہ ہر اک گلستاں کو ملتی ہے
وہ جن کی فکر حقیقت رسا کے صدقے میں
یقیں کی دولتِ محکم گماں کو ملتی ہے
وہ جن کے نقشِ کفِ پا کے چوم لینے پر
بلندیوں کی سند آسماں کو ملتی ہے
وہ جن کی یاد عنایتؔ ہے ایسی دل افروز
قرار روح کو تسکین جاں کو ملتی ہے

پیرزادہ قاسم

شعورِ حق کی ہم کو روشنی دی
انہی نے زندگی کو زندگی دی

ملایا ٹوٹتے رشتوں کو حق سے
پھر ان کو دائمی وابستگی دی

رکھا خود بھی سخن میں نرم لہجہ
ہمیں بھی حرف کی شائستگی دی

ادا ہو کس طرح حق بندگی کا
بشر کو اک مثالی زندگی دی

گدازِ عشق بھی بخشا ہے دل کو
زباں کو نعت کی توفیق بھی دی

سرشار صدیقی

یہ کس کے قدموں پہ سرشار سر جھکایا ہے
کہ میرے قد سے بڑا آج میرا سایہ ہے
اس اسمِ پاک کو جب حرزِ جاں بنایا ہے
تو ہجر میں بھی حضوری کا لطف آیا ہے
ارادہ ، گویا اشارہ تھا باریابی کا
میں یوں چلا ہوں کہ جیسے مجھے بلایا ہے
میں اس نگاہ کی امید لے کے آیا ہوں
کہ جس نے خاک کو بھی کیمیا بنایا ہے
غلامِ ثانیِ اثنین ہوں مجھے کیا غم
کہ ان کے سائے کے سائے میں میرا سایہ ہے
درود پڑھتے ہی اکسیر بن گئی مری خاک
یہ نسخہ میں نے درِ مصطفیٰ سے پایا ہے
خلوصِ مدحتِ سرکارِ دوسرا کے طفیل
سخن نے مرتبۂ اعتبار پایا ہے
مرے سلام کی اوقات کیا مگر سرشارؔ
دل ایسے دھڑکا کہ جیسے جواب آیا ہے

شاکرادیبی

ہمارا علم کیا اور سوچنا کیا خدا کو ہے خبر ہیں مصطفیٰ کیا

مسیحا جا تڑپ لینے دے مجھ کو یہ ہے دردِ نبی اس کی دوا کیا

مہک ملتی ہے گیسوئے نبی کی گلی سے ان کی آئی ہے صبا کیا

حرم سے دل مدینے تک جڑے ہیں خرد کیا جانے ہے یہ سلسلہ کیا

یہ عرفاں ہے کہاں مسند نشیں کو مرے سرکار کا ہے بوریا کیا

خدا کے بعد افضل ہیں محمد کسی کو مرتبہ ایسا ملا کیا

نبی از ابتدا تا انتہا ہیں اب اس کے بعد کہنے کو بچا کیا

مرے آقا مرے دل کے قریں ہیں
محبت ہو تو شاکر فاصلہ کیا

مرزا عزیز فیضانی

رسول دو عالم نے کیا کر دکھایا	اٹھایا ، جگایا ، سکھایا ، پڑھایا
مسلماں کو انعام دنیا و عقبیٰ	بتایا ، سمجھایا ، دکھایا ، دلایا
نئے سر سے پھر گلستان جہاں کو	لگایا ، اُگایا ، بنایا ، سجایا
شرابِ حقیقت سے بھر بھر کے ساغر	لٹایا ، لنڈھایا ، چھلکایا ، پلایا
طریقِ حقیقت سے باطل کو پل میں	ہٹایا ، گھٹایا ، بھگایا ، مٹایا
زمانے سے ظلم اور عصیاں کا جھگڑا	ہٹایا ، دبایا ، مٹایا ، چُکایا
عذابِ جہنم سے خلق خدا کو	ڈرایا ، ہٹایا ، بچایا ، چُھڑایا
خدا سے پئے خلق لایا ہے دیکھو	شفایا ، سجایا ، ہدایا ، عطایا

عزیز ایسے نائلؔ کو الفت کی راہ پر
بلایا ، لگایا ، چلایا ، بڑھایا

اقبال عظیم

ظہور کرتی ہے جس دم سحر مدینے میں
اذانیں دیتے ہیں دیوار و در مدینے میں
گلی گلی میں وہ سیلابِ نور ہے جیسے
اتر کے آگئے شمس و قمر مدینے میں
ہوا کے جھونکوں میں خوشبو بسی ہوتی ہے وہاں
درود پڑھتا ہے اک اک شجر مدینے میں
نہا کے خوشبو میں ، کوثر سے باوضو ہو کر
ادب سے آتی ہے شام و سحر مدینے میں
حریم پاک کی تا صبح پاسبانی کو
فرشتے جاگتے ہیں رات بھر مدینے میں
دیارِ پاک کا موسم ، بہشت کا موسم
ریاض خلد ہے ہر راہ گزر مدینے میں
ادب شناس ہے موسم بھی اس دبستاں کا
کہ محو خواب ہیں خیر البشر مدینے میں
اسی امید پہ جاری ہے اب سفر اقبال
کہ ہو خدا کرے ختمِ سفر مدینے میں

امیر مینائی

رکابوں کو ملی آنکھیں جھکایا سر کو قدموں میں
ملا جبریل کو رستے میں کیا موقع خوشامد کا
کئے آٹھوں فلک طے دم میں جس نے عرشِ اعلیٰ پر
قدم آگے بڑھا اس واقفِ اسرار سرمد کا
گئے حضرت ، پھرے حضرت مٹی گرمی نہ بستر کی
قدم تھا ایک ہی گویا درآمد اور برآمد کا
محبت میرے دل میں بھی ہے اس محبوبِ یزداں کی
اویسؓ نیک خو جس طرح عاشق تھا محمد کا
نہ دولت کی تمنا ہے نہ حشمت کی ہوس مجھ کو
میں دنیا میں دیوانہ ہوں الٰہی عشقِ احمد کا
زیارت کو چلوں یارب ، پڑے یہ غل مدینے میں
غلام آیا محمد کا ، غلام آیا محمد کا
کبھی لوں شوقِ کامل سے در و دیوار کے بوسے
لگاؤں سرمہ آنکھوں میں کبھی اس خاکِ مرقد کا
دعا مانگوں عقیدت سے مجاور سب کہیں آمیں
الٰہ العالمیں! صدقہ ضریحِ پاکِ احمد کا

پروفیسر بزمی

محمد مصطفیٰ نے کس قدر اعجاز فرمایا
شتربانوں کو سلطانی سے سرفراز فرمایا
جو صدیوں سے جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتی تھی
حضور پاک نے اس قوم کو ممتاز فرمایا
کوئی ان کی محبت کا کرے انکار تو کیسے
جنہوں نے ہر عداوت کو نظر انداز فرمایا
جب اپنے دشمنوں کو بخش دینا غیر ممکن تھا
حضور پاک نے اس رسم کا آغاز فرمایا
وہ انساں قتل و غارت میں درندوں سے جو بڑھ کر تھا
اسی کو آپ نے انسان کا دم ساز فرمایا
انہی کے واسطے اس محفلِ ہستی کی رونق ہے
خدا نے اک بشر کا کس قدر اعزاز فرمایا
کسی انسان کی عظمت اس سے بڑھ کے کیا ہو بزمیؔ
خدا نے آپ کے اخلاق پہ خود ناز فرمایا

گوہر ملیسانی

مہر ہدیٰ کا نور ہے پھیلا چمن چمن
بوئے کلام خیر سے مہکا دمن دمن

آساں ہوئے ہیں طاعتِ خیر الانام سے
غم ہائے روزگار تھے کتنے کٹھن کٹھن

بدر الدجیٰ کے نور سے روشن روش روش
ظلم و ستم سے تھا یہاں زخمی بدن بدن

بکھرے ہوئے تھے کاکلِ دوراں بری طرح
سلجھائی دستِ فیض نے الجھی شکن شکن

شیریں دہن نے طرزِ تکلم کیا درست
بگڑا ہوا تھا دہر میں ہر سو دہن دہن

قربان لفظ لفظ پہ ہر صاحبِ نظر
شیدا کلامِ نور پہ گوہر سخن سخن

امجد اسلام امجد

کوئی بھی مدح مگر اس کے حسبِ حال نہیں
وہ ایک شخص کہ جس کی کوئی مثال نہیں
کہ جس کے دیکھے سے آنکھیں حسین ہوجائیں
جہاں میں ایسا کوئی اور خوش جمال نہیں
نبی کے جود و سخاوت کے وارث و حقدار
ہے ساری خلقِ خدا ، صرف ان کی آل نہیں
ہر اک کمال سے آگے کمال ہے تیرا
تیرے خیال سے بہتر کوئی خیال نہیں
نگاہ ایسی کہ روحوں میں روشنی بھر دے
کہ جس کے بعد بھٹکنے کا احتمال نہیں
بہت ہی تیز سہی دشمنوں کی تلواریں
جہاں میں اسمِ محمد سی کوئی ڈھال نہیں
جو تیرا دستِ عنایت نہ کرسکے پورا!
کسی فقیر کے کاسے میں وہ سوال نہیں
وہ ان کے سامنے بولے کہ یہ جھپک جائے
زباں کو تاب نہیں آنکھ کو مجال نہیں

ساغر صدیقی

بزمِ کونین سجانے کے لئے آپ آئے
شمع توحید جلانے کے لئے آپ آئے
ایک پیغام جو ہر دل میں اجالا کر دے
ساری دنیا کو سنانے کے لئے آپ آئے
ایک مدت سے بھٹکتے ہوئے انسانوں کو
ایک مرکز پہ بلانے کے لئے آپ آئے
ناخدا بن کے اُبلتے ہوئے طوفانوں میں
کشتیاں پار لگانے کے لئے آپ آئے
قافلہ والے بھٹک جائیں نہ منزل سے کہیں
دور تک راہ دکھانے کے لئے آپ آئے
چشمِ بیدار کو اسرارِ خدائی بخشے
سونے والوں کو جگانے کے لئے آپ آئے

ناصر کاظمی

شجر حجر تمہیں جھک کر سلام کرتے ہیں
یہ بے زبان تمہی سے کلام کرتے ہیں
زمیں کو عرش معلیٰ ہے تیرا گنبد سبز
تری گلی میں فرشتے قیام کرتے ہیں
مسافروں کو تیرا در ہے منزل آخر
یہیں سب اپنی مسافت تمام کرتے ہیں
جنہیں جہاں میں کہیں بھی اماں نہیں ملتی
وہ قافلے یہاں آکر قیام کرتے ہیں
نظر میں پھرتے ہیں تیرے دیار کے منظر
اسی نواح میں ہم صبح و شام کرتے ہیں

سکون دل کی انہی سے امید ہے ناصؔر
جو اپنا فیض غریبوں پہ عام کرتے ہیں

خالد شفیق

تنہائیوں میں جب بھی پڑھوں نعتِ مصطفیٰ
بخشے مجھے عجیب سکوں نعتِ مصطفیٰ
آنکھوں میں آنسوؤں کے سمندر ابل پڑیں
قرطاس دل پہ جب بھی لکھوں نعتِ مصطفیٰ
عصیاں زدہ ہوں دل میں تمنا ہے ہر گھڑی
پڑھتے ہوئے میں کاش مروں نعتِ مصطفیٰ
ہر وقت ان کی یاد کے روشن دیئے رہیں
بھیجا کروں درود کہوں نعتِ مصطفیٰ
اپنے نبی کے نام کی مالا جپا کروں
سب کچھ بھلا کے کہتا رہوں نعتِ مصطفیٰ
اے کاش زندگی کو وہ لمحہ بھی ہو نصیب
روضے پہ جاکے جب میں پڑھوں نعتِ مصطفیٰ

اختر شیرانی

مسند نشینِ عالمِ امکان تمہی تو ہو
اس انجمن کی شمعِ فروزاں تمہی تو ہو
دنیائے ہست وبود کی زینت تمہی سے ہے
اس باغ کی بہار کا ساماں تمہی تو ہو
روشن ہے جس کی ضو سے شبستانِ زندگی
وہ ماہِ نیم ماہِ درخشاں تمہی تو ہو
دنیا کی آرزو میں فنا آشنا ہیں سب
جو روحِ زندگی ہے وہ ارماں تمہی تو ہو
صبحِ ازل سے شامِ ابد تک ہے جس کا نور
وہ جلوہ رازِ حسنِ درخشاں تمہی تو ہو
دارائے چرخ و دورِ زمیں جس کے ہیں غلام
وہ نازِ دہر و نازشِ دوراں تمہی تو ہو
شادابیٔ صنوبر و نسریں تمہی سے ہے
بوئے گل و بہار گلستاں تمہی تو ہو
اختر کو بے نوائیٔ دنیا کی فکر کیا
ساماں طرازِ بے سر و ساماں تمہی تو ہو

عزیزصفی پوری

کیا رخِ سیدِ ابرار ہے اللہ اللہ
ہر طرف جلوۂ دیدار ہے اللہ اللہ
دن کو خورشید ہے اور رات کو ہے ماہِ تمام
واہ کیا روئے پر انوار ہے اللہ اللہ
جب نرگس کو نظر آئے ہیں وہ چشم سیاہ
جوش آشوب سے بیمار ہے اللہ اللہ
خاکِ پاکِ قدم پاک رسول عربی
سرمۂ دیدۂ بیدار ہے اللہ اللہ
کیوں نہ ہو خلد میں مسجودِ ملائک آدم
عشقِ احمد سے وہ سرشار ہے اللہ اللہ
گر خبر لیں وہ تو ہر گز نہیں رحمت سے بعید
اب تو دل غم سے بہت زار ہے اللہ اللہ
جی نے دیکھا انہیں اور جان نے پہچان لیا
بس وہی محرمِ اسرار ہے اللہ اللہ
ان کی فرقت میں جو نہ آنکھوں سے بہے خوں ہو کر
جان اس دل کی طلب گار ہے اللہ اللہ
شورِ محشر سے دوبالا ہے وہ بالائے بلند
حشر خود فتنۂ رفتار ہے اللہ اللہ
کیا عجب گر دل سر گشتہ کو سودا ہے عزیزؔ
ان کے کاکل میں گرفتار ہے اللہ اللہ

سائل دہلوی

کب تک رہے سینے میں تمنائے مدینہ
کب تک دلِ بے تاب کہے ہائے مدینہ

مرجاؤں مدینے میں مدینے میں لحد ہو
لے جاؤں لحد میں ،میں تمنائے مدینہ

آ بیٹھو مرے دل میں کہ دل عرش بریں ہے
تم چاہو تو سینہ مرا بن جائے مدینہ

یارب! مرے دل میں رہے یثرب کی تمنا
یارب مرے سر میں رہے سودائے مدینہ

اے چشمِ تصور تجھے اتنا ہی بہت ہے
گھر بیٹھے نظر میں مرے آجائے مدینہ

سائل کی تمنا ہے شب و روز الٰہی!
ہردم مرے دل میں رہے سودائے مدینہ

صوفی محمد اکبر خان اکبر میرٹھی

دل میں مرے آنکھوں میں سما جائے محمد
ہر سمت نظر آئے تجلائے محمد
ارمان نکل جائے مرے حجرۂ دل سے
یہ گھر ہے محمد کا یہاں آئے محمد
آنکھوں میں لگا لوں اسے پتلی میں بٹھا لوں
ہے خاکِ شفا خاکِ کفِ پائے محمد
مرجاؤں میں سُن سُن کے ترا ذکر مبارک
افسانے سے تیرے مجھے نیند آئے محمد
وہ دل ہے کہ جس میں محبت ہو نبی کی
وہ سر ہے کہ جس سر میں ہے سودائے محمد
دیکھیں ہیں وہ امت کو خدا دیکھے ہے ان کو
یہ حق کا تماشا وہ تماشائے محمد
گر پوچھا نکیرین نے امت میں ہے کس کی
اٹھ بیٹھوں گا پڑھتا ہوا اسمائے محمد
انوارِ خدا کا بھی کہیں ہوتا ہے سایہ
ہے نور علیٰ نور سراپائے محمد
تھوڑی سی زمیں طیبہ کی اکبرؔ کو دے اللہ
قدموں میں محمد کے ہو شیدائے محمد

اقبال عالم

وجد میں جب شاخِ گل لہکے چمن اندر چمن
ان کی خوشبو ہر طرف مہکے چمن اندر چمن
ذکرِ محبوب خدا سے گونج اٹھی ساری فضاء
جب طیورِ نغمہ خواں چہکے چمن اندر چمن
رحمت اللعالمیں جس کو خدا نے کہہ دیا
آگئی اس کی عطا بہہ کے چمن اندر چمن
پھول کے رخسار پر شبنم نے موتی چن دیئے
یادِ شبہ جب آئی رہ رہ کے چمن اندر چمن
مل گیا شہر مدینہ ، گنبد خضرا کی چھاؤں
آئے جب دنیا کے غم سہہ کے چمن اندر چمن
دل میں جب سے حسرتِ دیدار نے گھر کر لیا
پھول کے رخسار و لب دیکھے چمن اندر چمن
آئی ہے قدموں کو ان کے چوم کر بادِ نسیم
جھوم اٹھی کچھ کان میں کہہ کے چمن اندر چمن
جب ہوا کے دوش پہ بکھرے درودوں کے گلاب
سب نظارے جھوم کے مہکے چمن اندر چمن
ہے بہت ہشیار وہ اقبالؔ دیوانہ نہیں
نامِ نامی لے کے جو بہکے چمن اندر چمن

احمد خیال

آئینہ در آئینہ ہے سلسلہ در سلسلہ
نورِ حق جلوہ نما ہے سلسلہ در سلسلہ

ہر کتابِ آسمانی اور صحیفوں میں شہا
آپ ہی کا تذکرہ ہے سلسلہ در سلسلہ

اس کی ضو میں منعکس ہے نورِ ختم المرسلیں
جو دیا اب تک جلا ہے سلسلہ در سلسلہ

جز تمہارے اے شہہ دنیا و دیں کونین میں
کون محبوبِ خدا ہے سلسلہ در سلسلہ

پا رہے ہیں جس سے منزل رہروانِ راہِ حق
آپ ہی کا نقشِ پا ہے سلسلہ در سلسلہ

یوں تو آئے ہیں ہزاروں انبیاء لیکن خیالؔ
کون آقا سا ہوا ہے سلسلہ در سلسلہ

کیوں نہ ہو بادِ صبا کی ہمسفر خوشبو خیالؔ
جب درودوں کی صدا ہے سلسلہ در سلسلہ

یعقوب پرواز

جس طرح ملتے ہیں لب نام محمد کے سبب
کاش ہم مل جائیں سب نام محمد کے سبب

تھا ہمیں پہلے کہاں حفظِ مراتب کا لحاظ
ہم نے سیکھا ہے ادب نام محمد کے سبب

جب لیا نام نبی حاصل ہوا کیف و سرور
مٹ گیا رنج و تعب نام محمد کے سبب

سرورِ عالم کے دم سے ہے عجم کی آبرو
محترم ٹھہرا عرب نام محمد کے سبب

ایک ہی صف میں کھڑے ہیں بندہ و آقا یہاں
مٹ گئی تفریق سب نام محمد کے سبب

جبر کے پنجے میں جکڑے جاں بلب انسان کو
آ گیا جینے کا ڈھب نام محمد کے سبب

بوذرؓ و سلمانؓ ہوں یا مصعبؓ و عثمانؓ ہوں
ایک ہیں پرواز سب نام محمد کے سبب

احمد فراز

مرے رسول کی نسبت تجھے اجالوں سے
میں تیرا ذکر کروں صبح کے حوالوں سے

نہ میری نعت کی محتاج ذات ہے تیری
نہ تیری مدح ہی ممکن مرے خیالوں سے

تو روشنی کا پیمبر ہے اور مری تاریخ
بھری پڑی ہے شبِ ظلم کی مثالوں سے

یہ افتخار ہے تیرا کہ میرے عرش مقام
تو ہم کلام رہا ہے زمین والوں سے

مومن خان مومن

حبیبِ کبریا کیا ہیں ؟ جنابِ کبریا جانے
یہ رمزِ عاشقانہ ہے کوئی جانے تو کیا جانے
جہاں روح الامیں کے بال و پر جلتے ہیں بڑھنے سے (۱)
وہاں بس صاحبِ لولاک جانے اور کیا جانے (۲)
سراپا نور وہ خلقِ مجسم رحمتِ باری
وہ شاہِ دوسرا ہیں اور کیا ہیں بس خدا جانے
کہاں عشقِ پیمبر اور کہاں ذوقِ خود آگاہی
جو ہیں آدابِ فرزانہ انہیں دیوانہ کیا جانے
سنا ہے جامِ کوثر کملی والے خود پلائیں گے
ضرورت کیا رہی اس کے سوا میری بلا جانے
میں حبِ مصطفیٰ لایا ہوں بس اے داورِ محشر
مزاجِ یار اب چاہے ، برا جانے بھلا جانے
فنا کر اپنی ہستی شاہِ یثرب کی اداؤں پر
صلائے عام ہے مومنؔ مٹے جو بھی بقا جانے

(۲)،(۱) دیکھیں نعت نمبر کا صفحہ نمبر ۹،۱۰

عبدالمجید سالک

مچی اک دھوم عالم میں محمد مصطفیٰ آئے
ہوا اتمام دیں جن پر وہ ختم الانبیاء آئے

جہاں کے لوگ تھے سب مبتلائے کفر و گمراہی
انہیں ایمان کا رستہ دکھانے رہنما آئے

خدا کو چھوڑ کر سب ہو چکے تھے لات و عزیٰ کے
خدا کے نام کی عظمت کو محبوب خدا آئے

جہاں کو ہوش باقی تھا نہ دنیا کا نہ عقبیٰ کا
جہاں کی رہبری کو ہادیٔ ہر دوسرا آئے

جہاں میں زندگی تھی شان روحانی مریضوں کی
طبیب ان کے لئے لے کر دوائے جانفزا آئے

نہ دیکھی جائے جس سے ذلت و محرومیٔ انساں
وہ لے کر اپنے سینے میں دل درد آشنا آئے

کھلے افسردہ غنچے باغ میں اور بلبلیں چہکیں
وہ گلزارِ جہاں میں صورتِ بادِ صبا آئے

یزدانی جالندھری

سرکارِدو عالم کی ہو شان بیاں کیسے
دنیا کی لغت میں ہیں الفاظ کہاں ایسے

محبوبِ خدا جب سے محبوبِ نظر ٹھہرے
نغماتِ درود ابھرے دن ورات رگ و پے سے

امی وابی قرباں ، قربان دل و جاں بھی
محبوبِ خدا مجھ کو محبوب ہیں ہر شے سے

رخشاں ہیں تصور میں اس طرح جمال ان کا
ہو سامنے نظروں کے قرآن کھلا جیسے

اس چاند کا کیا کہنا جس چاند کا ہالہ ہوں
بوبکرؓ و عمرؓ ایسے ، عثمانؓ و علیؓ ایسے

وہ جس سے زمانے کا اندازِ نظر بدلا
ہوں کاش کے اپنے بھی کردار و عمل ایسے

ہے گنبدِ خضرا میں اللہ رے کشش کیسی
زائر چلے آتے ہیں ہندو یمن ورے سے

اعزاز ملا جن کو اس در کی گدائی سے
بڑھ بڑھ کے ہیں شوکت میں وہ لوگ جم و کے سے

میکش وہی میکش ہے سرشار ہو دل جس کا
میخانۂ طیبہ کی تسکین اثر مے سے

لیکن اسے لے ڈوبا بس جہل و غرور اس کا
قائل تو پیمبر کا بوجہل بھی تھا ویسے

یہ نعت پیمبر کا انداز تعالیٰ اللہ
مسحور ملائک ہیں یزدانی تیری لے سے

کلیم

بدر الدجیٰ، شمس الضحیٰ ، نورالہدیٰ ، صبر ووفا

نورِ چشم، جمیل الشیم ، وریٰ الوریٰ ، لطف وعطا

نہ عزت نہ شہرت نہ زر چاہئے مجھے آپ کی خاکِ در چاہئے

اسی در پہ ایک بار جھکنے کے بعد نہ اٹھے کبھی ایسا سر چاہئے

نورِ مجسم ، فخرِ دو عالم ، شفیع الامم، وارثِ زمزم

ہادیٔ اکرم، مونسِ آدم، قبلۂ عالم، صاحبِ جود وکرم

میرا پھر مقدر سنور جائے گا مجھے آپ کی اک نظر چاہئے

فضاءِ ارم مجھ کو بھاتی نہیں مدینے کی شام اور سحر چاہئے

احسن واجمل، احمدِ مرسل، صاحبِ محشر، ساقیٔ کوثر

خُلقِ خلیلی، شانِ کلیمی، مزمل مدثر، صابر وشاکر

تو حبِ نبی لے کے طیبہ کو چل اگر تجھ کو زادِ سفر چاہئے

کلیم اب کسی شئے کی حاجت نہیں مدینے کی جانب سفر چاہئے

بدر الدجیٰ ، شمس الضحیٰ ، نورالہدیٰ ، خیر الوریٰ

انجم تاباں، ماہِ فروزاں، نورِ بداماں، صبحِ درخشاں

داعی الی اللہ، سراجاً منیرا، یٰس و طٰس ، طہٰ وحم

سرورِ کونین، سالارِ حنین، محمود و قاسم، رسول الملاحم

پروفیسر بدرالزماں بدرؔ

دعویٰ عشق و محبت تو بہت آسان ہے
کیا کوئی ہم میں بلالؔ و بوذرؔ و سلمانؔ ہے
ذات سے جن کی ہوا ہے حسن عالم کا ظہور
ان کی صورت دیکھ کر ہر آئینہ حیران ہے
منزل ہستی کی راہیں گرد آلودہ سہی
آپ کا نقشِ کفِ پا ڈھونڈنا آسان ہے
دشتِ فرقت میں وہی ہیں سلسبیل و جوئے بار
اور دل کی بستیوں میں زیست کا سامان ہے
عالم امکاں میں ان سا دوسرا کوئی نہیں
یہ محمد مصطفیٰ صل علیٰ کی شان ہے
دل میں شمع عقیدت کی ذرا بھڑکایئے
دیکھئے تو زندگی پھر کس قدر آسان ہے
بھیجتا ہے خالق کونین بھی ان پر درود
وہ رسول ہاشمی اس شان کا انسان ہے
دامنِ ہستی میں خوشیوں کے کنول جن سے کھلے
وہ سراپا زندگی احسان ہی احسان ہے
بدرؔ دشتِ بے اماں میں ہے وہی جاءِ پناہ
نام جن کا دو جہاں میں خیر کا عنوان ہے

شورش کاشمیری

خود ربِ دو جہاں ہے خریدارِ مصطفیٰ
دیکھے تو کوئی گرمیِ بازارِ مصطفیٰ

لاؤں کہاں سے شہپرِ جبریل کی اڑان
دل کھینچ رہا ہے جانبِ دربارِ مصطفیٰ

پیرِ مغاں سنبھل کے ادب کا مقام ہے
آتے ہیں میکدے میں قدح خوارِ مصطفیٰ

غارِ حرا سے کرب و بلا کے مقام تک
دیدہ وروں پہ فاش ہیں اسرارِ مصطفیٰ

قرآں کی آیتوں میں سراپا ڈھلا ہوا
تمثیل بے مثال ہے کردارِ مصطفیٰ

سجدوں کی چاندنی سے جبینیں نکھر گئیں
آنکھوں میں بس گئے در و دیوارِ مصطفیٰ

شورش بہ فیضِ خواجۂ کونین دیکھ لوں
جی چاہتا ہے کوچہ و بازارِ مصطفیٰ

میر ذوق دہلوی

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد رب العالمیں کا ہے قلم میرا
رہے نامِ محمد لب پہ اول و آخر
الٹ جائے بوقت نزع جب سینے میں دم میرا
محبت اہلِ بیت مصطفیٰ کی نورِ برحق ہے
کہ روشن ہوگیا دل مثلِ قندیلِ حرم میرا
دکھائی مجھ کو راہِ شرع اصحابِ پیمبر نے
چراغِ راہ ہے اکرام اصحابِ کرم میرا
کہیں شاہِ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا
کہ ہے درِ نجف ہو کر چمکتا درِ یم میرا
رہے گا دانہ افشاں مزرعِ امیدِ بخشش میں
غمِ ال نبی سے دانہ ہر اشکِ غم میرا
شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوقؔ رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا

احسان دانش

روحِ گل آپ سے ہے ، رنگِ چمن آپ سے ہے
شاہِ بطحا یہ عناصر کا چلن آپ سے ہے

میں مدینے پہ فدا روضۂ اطہر کے نثار
رشکِ خلد آپ کا محبوب وطن آپ سے ہے

آپ کی نعت سے جل اٹھتے ہیں سینے میں چراغ
میرا تحریر میرا حسنِ سخن آپ سے ہے

آپ سے بھیک میں پائی ہے گلوں نے خوشبو
قریۂ خاک میں تنظیم چمن آپ سے ہے

خاک کو آپ کے قدموں سے ملی ہے توقیر
حُبِ دین، حُبِ خدا، حُبِ وطن آپ سے ہے

آپ کے فیض سے کھلتے ہیں عناصر کے خواص
رنگ سبزے پہ ہے پھولوں پہ پھبن آپ سے ہے

آپ کا سایۂ داماں ہے پناہِ دارین
ہم غریبوں کا بھرم شاہِ زمن آپ سے ہے

موت کو آپ نے بخشی ہے حیاتِ جاوید
چادرِ نور شہیدوں کا کفن آپ سے ہے

در پہ غیروں کے جھکا ہے نہ جھکے گا دانشؔ
میرے سرکار میرا روئے سخن آپ سے ہے

عطاالحق قاسمی

اپنا نصیب اپنا مقدر جگا کے دیکھ
تو بھی درِ حبیب پہ سر کو جھکا کے دیکھ
جنت میں جائیگا جو محبِ رسول ہے
او بد نصیب بات میری آزما کے دیکھ
پوشیدہ علم کے ہیں خزائن حدیث میں
آنکھوں سے پردے جہل کے جاہل ہٹا کے دیکھ
حکمِ خدا و حکمِ محمد ہیں ایک ہی
اے منکرِ حدیث تو قرآں اٹھا کے دیکھ

عاشق سے قولِ یار کی وقعت تو جا کے پوچھ
یا خود کسی کی یاد میں دل کو جلا کے دیکھ

انورشعور

وہ آدمی بھی نگاہِ فلک نے دیکھے ہیں
جو دشمنوں کو دعاؤں میں یاد کرتے ہیں
جو رنگ ونسل و زباں سے بلند و بالا تھے
زمانے بھر کے لئے صبح کا اجالا تھے
جو انتقام کے بدلے معاف کرتے تھے
کسی محل میں نہیں جھونپڑی میں رہتے تھے
منال ومال نہیں،علم و صدق و تقوی تھا
وہ جن کا قول بھی سچا عمل بھی سچا تھا
سروں کی بھیڑ میں انسان ڈھونڈنے والو
جمالیات کے ایوان ڈھونڈنے والو

نگاہ کھول کے دیکھو جمال سامنے ہے
محمدِ عربی کی مثال سامنے ہے

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مشہور و معروف نعتیں

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود انہی کو پکاریں گے ہم دور سے راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئیگا بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے

ہم مدینہ میں تنہا نکل جائیں گے اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے

نام ان کا جہاں بھی لیا جائے گا ذکر ان کا جہاں بھی کیا جائے گا
نور ہی نور سینوں میں بھر جائے گا ساری محفل میں جلوے لپک جائیں گے

اے مدینے کے زائر خدا کے لئے داستانِ سفر مجھ کو یوں مت سنا
دل تڑپ جائے گا بات بڑھ جائے گی میرے محتاط آنسو ٹپک جائیں گے

ان کے چشمِ کرم کو ہے اس کی خبر کس مسافر کو ہے کتنا شوقِ سفر
ہم کو اقبالؔ جب بھی اجازت ملی ہم بھی آقا کے دربار تک جائیں گے

زہے مقدر حضور حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں ادب کا اعلیٰ مقام آیا
یہ کون سر سے کفن لپیٹے چلا ہے الفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی احترام آیا
فضا میں لبیک کی صدائیں ز فرش تا عرش گونجتی ہیں
ہر ایک قربان ہو رہا ہے زباں پہ یہ کس کا نام آیا
یہ راہِ حق ہے سنبھل کے چلنا یہاں ہے منزل قدم قدم پہ
پہنچنا در پر تو کہنا آقا سلام لیجئے غلام آیا
دعا جو نکلی تھی دل سے آخر پلٹ کے مقبول ہو کے آئی
وہ جذبہ جس میں تڑپ تھی سچی وہ جذبہ آخر کو کام آیا
خدا تیرا حافظ و نگہبان او راہِ بطحا کے جانے والے
نوید صد انبساط بن کے پیام دارالسلام آیا

یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے سے چھوڑ آیا ہوں میں
بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا نہ شام آیا

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں ، نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہے اسے نواز دے یہ درِ حبیب کی بات ہے

جسے چاہا در پہ بلالیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

وہ بھٹک کے راہ میں رہ گئی یہ مچل کے در سے لپٹ گئی
وہ کسی امیر کی شان تھی یہ کسی غریب کی بات ہے

میں بروں سے لاکھ برا سہی مگر ان سے ہے میرا واسطہ
مری لاج رکھ لے مرے خدا یہ ترے حبیب کی بات ہے

تجھے اے منورِ بے نوا درِ شہہ سے چاہیے اور کیا
جو نصیب ہو کبھی سامنا تو بڑے نصیب کی بات ہے

اقبال عظیم

مدینے کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
کہاں میں اور کہاں اس روضۂ اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اُٹھتی ہے مگر دُزدیدہ دُزدیدہ
مدینے جاکے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضا سنجیدہ سنجیدہ
بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نا دیدہ نادیدہ

وہی اقبالؔ جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراقِ طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ

شکیل بدایونی

نہ کلیم کا تصور نہ خیالِ طورِ سینا
میری آرزو محمد مری جستجو مدینہ

میں گدائے مصطفیٰ ہوں مری عظمتیں نہ پوچھو
مجھے دیکھ کر جہنم کو بھی آگیا پسینہ

مجھے دشمنو! نہ چھیڑو مرا ہے جہاں میں کوئی
میں ابھی پکارلوں گا نہیں دور ہے مدینہ

میں مریضِ مصطفیٰ ہوں مجھے چھیڑو نہ طبیبو!
مری زندگی جو چاہو مجھے لے چلو مدینہ

سوا اس کے میرے دل میں کوئی ارزو نہیں ہے
مجھے موت بھی جو آئے تو ہو سامنے مدینہ

کبھی اے شکیلؔ دل سے نہ مٹے خیال احمد
اسی آرزو میں مرنا اسی ارزو میں جینا

عبدالستار نیازی

خسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی
ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی
دور تھے تو زندگی بے رنگ تھی بے کیف تھی
ان کے کوچے میں گئے تو زندگی اچھی لگی
میں نہ جاؤں گا کہیں بھی در نبی کا چھوڑ کر
مجھ کو کوئے مصطفیٰ کی چاکری اچھی لگی
ناز کر تو اے حلیمہؓ سرورِ کونین پر
گر لگی اچھی تو تیری جھونپڑی اچھی لگی
رکھ دیا سرکار کے قدموں پہ سلطانوں نے سر
سرورِ کون و مکاں کی سادگی اچھی لگی
مہر و ماہ کی روشنی مانا کہ اچھی ہے مگر
سبز گنبد کی مجھے تو روشنی اچھی لگی

آج محفل میں نیازیؔ نعت جو میں نے پڑھی
عاشقانِ مصطفیٰ کو وہ بڑی اچھی لگی

بہزاد لکھنوی

مدینے کو جائیں یہ جی چاہتا ہے
مقدر بنائیں یہ جی چاہتا ہے

مدینے کے آقا دو عالم کے مولا
ترے پاس آئیں یہ جی چاہتا ہے

جہاں دونوں عالم ہیں محوِ تمنا
وہاں سر جھکائیں یہ جی چاہتا ہے

دلوں سے جو نکلیں دیارِ نبی میں
سنیں وہ صدائیں یہ جی چاہتا ہے

محمد کی باتیں محمد کی سیرت
سنیں اور سنائیں یہ جی چاہتا ہے

درِ پاک کے سامنے دل کو تھامے
کریں ہم دعائیں یہ جی چاہتا ہے

پہنچ جائیں بہزادؔ جب ہم مدینے
تو خود کو نہ پائیں یہ جی چاہتا ہے

امین گیلانی رحمہ اللہ

بجا تم نے کہا وہ گنبد اخضر میں رہتے ہیں
مگر جلوے تو ان کے میری چشم تر میں رہتے ہیں

شفق میں کہکشاں میں چاند میں سورج میں تاروں میں
نظر والے یہ کہتے ہیں وہ ہر منظر میں رہتے ہیں

جہاں ہوں رابطے دل کے وہاں دوری نہیں رہتی
اگر چہ وہ مدینے میں ہم اپنے گھر میں رہتے ہیں

مگر پھر بھی یہ ان کا نام لے لے کر تڑپتا ہے
یقیں ہے مجھ کو وہ میرے دل مضطر میں رہتے ہیں

جہاں رہتے ہیں آقا ، ہاں یقینا باغ جنت ہے
وہ بی بی عائشہ کے حجرۂ اقدس میں رہتے ہیں

شہوں کا شہ وہ دلبر اس کا کوچہ ، کوچہ شاہی
بڑے خوش بخت ہیں جو کوچۂ دلبر میں رہتے ہیں

مثالی ہے ابوبکر و عمر کی دوستی ان سے
وہ ان کے بر میں رہتے تھے ، یہ ان کے بر میں رہتے ہیں

کسی مہجور کی بے تابیوں کا حال کیا جانیں
وہ خوش قسمت ہیں جو اس شہر شکوں پرور میں رہتے ہیں

امینؔ ان شاعروں کو کیوں نہ پیغمبر نوازیں گے
قلم مصروف جن کے مدحِ پیغمبر میں رہتے ہیں

حضرت الشیخ نے فرمایا

کہتے ہیں کہ میلاد جس گھر میں ہو اس میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ خیر و برکت اتباع سے آئیگی یا بدعات سے ۔رسول اللہ ﷺ نے تو بدعت پر لعنت فرمائی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ چھ آدمی ہیں جن پر باہر اور حرم میں لعنتوں کی بارش ہوتی ہے اس میں ایک ''المبتدع'' بدعتی بھی شامل ہے۔

(احسن البرہان)

سید شاہ نفیس الحسینی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

اے رسولِ امیں خاتم المرسلیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بہ صدق و یقیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب اے تو عالی نسب اے تو والا نسب
دُودمانِ قریشی کر دُرِ ثمیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں ،اے ابد کے حسیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا ،اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیرِ نگیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی ، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

سدرۃ المنتہیٰ رہ گزر میں تری ، قاب قوسین گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں حق ہے تیرے قریں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو تیرے سرمدی تاج کی ، زلف تاباں حسیں رات معراج کی
لیلۃ القدر تیری منور جبیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ مجتبیٰ تیری مدح و ثنا میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں کوئی ہے !وہ کہ جس کو تجھ سا لکھوں
توبہ توبہ ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں ،تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی ، ہیں یہ صدیق ، فاروق ،عثمان ،علی
شاہدِ عدل ہیں یہ تیرے جانشیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ انفسِ دو جہاں ، سرورِ دلبراں دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

عشق کے رنگ میں رنگ جائیں جب افکار تو کھلتے ہیں غلاموں پہ وہ اسرار
کہ رہتے ہیں وہ توصیف وثنائے شہہ ابرار میں ہر لحہ گوہر بار

ورنہ وہ سید عالی نسبی ہاں وہی امی لقبی ، ہاشمی ومطلبی وعربی ومدنی ومکی وقرشی
اور کہاں ہم سا گنہگار

آرزو یہ ہے کہ ہو قلب معطر و منور و مطہر و مجلاّ و مصفا،
ذرا علی جو نظر آئے کبھی جلوئے روئے شہہ ابرار

جن کے قدموں کی چمک چاند ستاروں میں نظر آئے ، جدھر سے وہ گزر جائے
وہی راہ مہک جائے ، چمک جائے ، دمک جائے بنے رونق گلزار

سونگھ لوں خوشبوئے گیسوئے محمد وہ سیاہ زلف نہیں جس کے مقابل
یہ بنفشاء ، یہ سیوطی ، یہ چنبیلی ، یہ گل لالہ و چمپا کا نکھار

کہ ان کی نگہت پہ ہے قربان گل وبرگ و شمن نافۂ آہوختن
اور کہیں سنبل، کہیں ریحاں، کہیں قیصر، کہیں عنبر کہیں صندل کی بہار

یہ تمنا کہ سنوں میں بھی وہ آوازِ شہہ جن و بشر، حق کی خبر
کشتۂ شیرین شکر ، حسن فصاحت کا گوہر کوئی نہیں جس کے برابر

وہ دل آرام صدا ، جس پہ فدا خلق خدا، غنچہ دہن طوطیٔ صد رشک چمن
نغمۂ بلبل ز گلستانِ عدن مصر و یمن جس کے خریدار

یونہی الفاظ کے انبار سے ہم کھیلتے رہ جائیں گے
مگر حق ثنا گوئی ادا پھر بھی نہ کر پائیں یہ جذبات وزبان وقلم وفکر وخیال

کہ ان کی مدحت تو ملائک کا وظیفہ ہے ، صحابہ کا طریقہ ہے
عبادت کا سلیقہ ہے یہ وہ شہر سکینہ ہے کہ خود کوثر و تسلیم نثار

بخش دیتے ہیں شہنشاہِ ثمرقند و بخارا کسی محبوب کے رخسار کہ دلبر
مگر اے خلق کے رہبر اے میرے مہر منور میں کروں تجھ پہ تصدق

دم عیسیٰ، ید بیضیٰ، درودیوارِ حرم کعبۂ دل ان سے بڑی کوئی نہیں شئے میرے پاس
اے میری چشم گوہر بار

پختون شعراء کی نعتیں

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: حضرت علامہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

عبدالرحمٰن بابا

که صورت د محمد نه وے پیدا — پیدا کړے به خدائے نه وه دا دنیا

کل جهان د محمد په روئ پیدا شو — محمد دے د تمام جهان آبا

نبوت په محمد باندے تمام شو — نشسته پس له محمده انبیا

نور هاله د محمد وو پیدا شوے — چه بوئی نه وو د آدم اووحوا

که صورت ئے پیدا شوئے آخرین دے — په معنی کښے اولین دے تر هر چا

خدائے ئے مه کنړه بیشکه چه بنده دے — نورئے کل واره صفات دی په بنتیا

که نبي دے که ولي دے که عاصي دے — محمد دے همه واره پیشوا

چه ئے دین د محمد دے قبول کړے — جنتي دے که فاسق دے که پارسا

محمد د گمراهانو رهنما دے — محمد دے دړندو د لاس عصا

که رنړ اده پیروی د محمد ده — کنړه نشته په جهان بله رنړا

محمد د بے چاره ؤ چاره کر دے — محمد دے هر درد مند لره دوا

زهٔ رحمنؔ د محمد د در خاکروب یم

که مے نه که خدائے له دے د ره جدا

خوشحال خان خٹک

د خدائے عرفان م او شو په عرفان د محمد | پاک دے محمد پاک دے سبحان د محمد
راشه نظر او کړه په طٰهٰ په یٰسین باند | خدائے د صفت کړے په قرآن د محمد
ډیر خلق پیدا دی انبیاء که اولیاء دی | نشته په خلقت کے بل په شان د محمد
درست خلق که یو کړے انس و جن دواړه جهانه | لا تروارو به دے کے خان د محمد
شق د رود نیل که د موسیٰ په حکم او شو | شق د قمر او شو په فرمان د محمد
زوان خور د موسیٰ من و سلوی یولک وکړی | انس و جن مړیګی تل په خوان د محمد
درو د ناقوس که یو حو وخته و و فانی شو | تل به تر قیامته وی آذان د محمد
یولک حلیر یشت زره زیات و کم پیغمبران دی | کل واړه مدام دی ثنا خوان د محمد
دا جهان صغه جهان که دواړه سره یو کړے | لا تردانه لوئی دے بل جهان د محمد
واړه جنتونه په کی حور نګه نعمتونه | زه درته وایم یو بوستان د محمد
حۀ دی دوزخونه په کښ هو مره عذابونه | جوړ دے و د سمتوته یو زندان د محمد
ورح چه د قیامت وی مرسلان به په هیبت وی | هورته جولان وی په میدان د محمد
خواست به نورحوک نه که د خسته و عاصیانو | خواست به محمد که خاندان د محمد
سل صلوٰة تل له ماپه ال تقی نقی شه | سل درودہ تل په چار یاران د محمد

لاس دی لکولی ما خوشحال په دواړ مکونه
غم اندوه م نشته په دامان د محمد

امان اللہ امان

اے حبیبه زه ډیر ارمانی ستاده روضے یم
تل په انتظار د مدینے منورے یم
عمرم په صبر صبر تیر شولو در تلے نه شم
دام دے ارمان چه بس یو زائے لتا سره یم
زان ته م او غواړه یو زل رسول الله زما
تا نه چه جدا یم در په در خاورے ایرے یم
ستاد پاک حرم لیدل په زړه کے ډیر ارمان لرم
نه م شته دولت په لاس حصار زکه دلے یم
کله به زه او ینم ستا خکلے حرم نبی
وے چه جارو کش ولاړ په خوا کے دپنجرے یم
واړو مرسلانو کے حبیبه سر بالائے ته
ئے ته اولین هم آخرین گواه په دے یم
ستا په عاشقئی کے چه زه کله شوم داخل کله
خیال کے د پردو خپلو روغ نه یم لیونے یم

ستا خکلے وصال زه همیشه د رب نه غواړم
زه امان الله امان په عشق کے ستر کے سرے یم

علی حیدر جوشی

مصطفی بهترین دے رسولِ خدا
اولین آخرین دے رسولِ خدا

رنگ په رنگ په چمن کښې ظاهر شو گلان
پکښے سر ماه جبین دے رسولِ خدا

خوشحالی کړی الله ملائک د آسمان
حلته پاس همنشین دے رسولِ خدا

بندیوان به کړی خلاص گنهگار امتیان
دوست د رب المتین دے رسولِ خدا

رب د ده په خاطر کړه پیدا کل جهان
د دمر زیات نازنین دے رسولِ خدا

هئی افسوس دے چه راغلے یو زل شاه خوبان
د امت لو نگین دے رسولِ خدا

جوشیؔ کړی ارمان دم په دم د جانان
په دے ژوند ډیر غمگین دے رسولِ خدا

حاجی محمد امین صاحب

شه روح تن م دواړه لتا یا محمد فدا فدا فدا فدا فدا فدا فدا فدا

دیوویختہ لہ سرہ د شم ز رزلہ قربان لتام دنہ کړی مولاستا پہ مخ رو خان

جدا جدا جدا جدا جدا جدا جدا جدا

صدرالعلے سر دارہ خدائیی دپارہ یو نظر پماو کړہ یم پروت لکہ دخاور وستاپہ در

گدا گدا گدا گدا گدا گدا گدا گدا

کہ زرزلہ پہ خاور روستا دد رشمہ قربان ستاحق دمحبت بہ لمانہ شی پہ هیچ شان

ادا ادا ادا ادا ادا ادا ادا ادا

زخمی م اوسہ ستا پہ محبت مدام جگر ستامینہ کی م او چ مشہ لہ او خونہ بصر

سدا سدا سدا سدا سدا سدا سدا سدا

زرواری م روح ستا د یوویختہ نہ شہ نثار منظور کړہ د محمد امین سوال ستا پہ رخسار

خدا خدا خدا خدا خدا خدا خدا خدا

طلع البدر علينا
من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا
ما دعا لله داع

پنجابی شعرا کی نعتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدق اللہ العظیم

محمد عباس نجمی

کیہ میں دساں شان سوہنے دی میں کیہ لکھنی نعت
میں کم ذات گناھیں بھر یا میری کیہ اوقات

انھیاں ہوکے نچدے پھردے نھیرے چار چفیر
نور نبی دے نال ای آخر مکنی کالی رات

بہل سے دے جھگڑے جھیڑے آپ نے آن مکائے
امت دے راکھا دے ہتھ وچ رب دی قلم دوات

میں کو ہجاتے عیباں بھر یاد راوہدے دا منگتا
حشر دیہاڑے باجھ محمد پچھنی کہنے وات

اوہ تے اوہ سن جگ تے نہیں کوئی آپ دے سنگیاں ورگا
نور منارہ سوہنے دے سجناں دی پاک حیات

محمد حنیف نازش

آقا ذکر اچیرا تیرا سب تے فیض و دھیرا تیرا

رحمت کل جہاناں دے لی لقب اے کس دا تیرا تیرا

کلیاں راتاں لک چھپ گیاں چمکیا جدوں سویرا تیرا

جنت تیرے گھر دی سردل عرشوں تانہہ جیرا تیرا

حیرت وچ سن رکھ طائف دے ویکھ کے سوہنیا جیرا تیرا

شہراں وچوں شہر مدینہ جتھے لگا ڈیرا تیرا

میری گلی محلوں ودھ جائے ہووے جے اک پھیرا تیرا

نازش نوں وی کی رکھ ئے

وے چار چو فیرا تیرا

عرشی مولانا محمد حسین

محمد مصطفیٰ اک معجزہ اے — جدھی ہر ہر ادا اک معجزہ اے
جگایا اس نے تی زندگی نوں — او آواز درا اک معجزہ اے
نہیں پائی کتوں تعلیم اس نے — اُو سب دا راہنما اک معجزہ اے
ہوئی نازل کتاب اللہ اس تے — نزول اس وحی دا اک معجزہ اے
اندھیرا ہی اندھیرا سی عرب وچ — محمد دی ضیاء اک معجزہ اے
صدائے قم باذن اللہ اس دی — دل و جاں دی شفا اک معجزہ اے
بنائے اولیا لاکھاں کروڑاں — نبی دا نقشِ پا اک معجزہ اے
کلام غیر فانی ، جاودانی — لبِ جاں بخش اک معجزہ اے
دلاں دے روگیاں نے پائی صحت — ترا دستِ شفا اک معجزہ اے
فدائی بن گئے جو ویری آئے — نگاہ دلربا اک معجزہ اے
ترا خنجر جہاد و کامرانی — صفایا کفر دا اک معجزہ اے
دلاں دے زنگ اتارے پاک کیتے — ترا صدق و شفا اک معجزہ اے
خلیل اللہ دے مونہوں جو نکلی — ہوئی پوری دعا اک معجزہ اے
جناب ابن مریم دی بشارت — نظر آئی بجا اک معجزہ اے
فقیراں نوں ملے شاہی خزانے — ترا جود و عطا اک معجزہ اے
مقام وحی ربانی دی عظمت — خرد و توبا اک معجزہ اے
رہے گا تا قیامت روشنی بخش — ترا دیوا سدا اک معجزہ اے

حفیظ تائب

من موہ لیا سارے عالم دا محبوب خدا دیاں گلاں نیں
اوہدے فقر غنا دیاں قصیاں نے اوہدی جود سخا دیاں گلاں نیں

سارے قرآن دے وچ رب نے تعریفاں اوہدیاں کیتیاں نیں
کِتے مکھ اوہدے دیاں قسماں جے کِتے زلف دوتا دیاں گلاں نیں

جو حکم وی دتے حضرت نے بے شک اوہ حکم خدا دے نیں
جو پاک نبی فرمائیاں نیں بے شک اوہ خدا دیاں گلاں نیں

جو نام لیاں کم بندے نیں، اوہ نام اوسے سرکار دا اے
جہاں دا اے چرچہ ہر پاسے اوہ اوس پیا دیاں گلاں نیں

جس پتھر کھاوے لوکاں توں، جس دند تڑائے وچ جنگاں
اوسے سرکار دے کنبے تے بس ختم وفا دیاں گلاں نیں

خواجہ صاحب

بندہ صفت کرے کی اسدی جس نوں رب نے آپ بنایا
بعد خدایا تھیں درجہ اسدا سب تھیں وڈا آیا

محمد پاک سرور عالم ہے محبوب خدا دا
ساری دنیا تھیں رب اگے اس دا ہے قرب زیادہ

سدھا راہ ہدایت والا سانوں اوس دکھایا
وچہ بہشت لے جاوے اسنوں جیہڑا اُتول آیا

شرک گناہ دہ پھاہی اندر پھسیا سی جگ سارا
حضرت پاک محمد آکر دتا اے چھٹکارا

حکم سنا دے تے فرما دے خاص حبیب ربانا
ملو شتابی ساتھ اساڈے جس نے جنت جانا

یارب حشر دیہاڑے اندر دہ ہوون شفیع اساڈے
بیڑے پار لنگھاون ساڈے رحمت نال خدا دے

آل رسول صحاباں ولیاں ہو رحمت پاک الٰہی
بخش طفیل انہاں دے مولا خواجہ بہت گناہی

سندھی شعرا کی نعتیں

بسم الله الرحمن الرحيم
والضحى والليل إذا سجى
ما ودعك ربك وما قلى
وللآخرة خير لك من الأولى
ولسوف يعطيك ربك فترضى
ألم يجدك يتيما فآوى
ووجدك ضالا فهدى

مخدوم محمد زمان

منهنجي عشق جو يا محبوب خدا آغاز به تون انجام به تون

منهنجو طاعت، ملت، مذهب تون منهنجو دين به تون اسلام به تون

آهين آس به تون اميد به تو بيو ڪين ڏٺو سوا تنهنجي مون

منهنجي قرب جو ڪعبو قبلو تون منهنجو حج به تون احرام به تون

هر شيءِ ۾ تنهنجو حسن ڏٺم، سڌ تو ڪان سوا بي ڪانه پيم

منهنجو اڳ به تون، پوءِ به تون منهنجو صبح به تون ۽ شام به تون

آهي دل ۾ تنهنجي تات مٺا، ۽ وات ۾ تنهنجي بات مٺا

منهنجو مقصد تون، منهنجو مطلب تون، منهنجو ساقي تون ۽ جام به تون

آهين حسن ازل جو راز به تون قدرت جو ناز نماز به تون

محبوب به تون، مطلوب به تون قاصد به تون ۽ پيغام به تون

آهين رونق باغ جهان جي تون هر روز سندءِ حسن آهه فزون

صياد به تون آهين، دام به تون ۽ گل به تون، گلفام به تون

ڇا عظمت شوڪت ۽ سطوت بي مثل وڏي تنهنجي رحمت

منهنجو درد به تون، منهنجو سوز به تون راحت به تون ۽ آرام به تون

بيو منهنجي نظر ۾ ناهي ڪو منجهه هر دو جهان ۾ طالب جو

سردار به تون، سرڪار به تون، ارشاد به تون احڪام به تون

عبدالحليم جوش

محبت جنهن جي فطرت هئي صداقت جنهن جي سيرت هئي
عبادت زندگي ۽ زندگي جنهن جي عبادت هئي
اهو انسان ڪامل عرش تائين جنهن جي رفعت هئي
سڀن جي لاءِ رحمت هو سڀن تي جنهن جي رحمت هئي
ڪڏهن ڪنهن سان عداوت هئي نه ڪنهن جي لاءِ نفرت هئي
محمد جي نظر ۾ هر بشر جي لاءِ عزت هئي
ڪڪر وانگر وسايو مينهن جنهن پنهنجي مروت جو
بنا ڪنهن فرق جي پنهنجن پراون تي عنايت هئي
جتي پا ڇانئي پا ڇا ها ، اتي انسان ايري پيا
اتي فانوس تيا روشن ، جتي ظلمت ئي ظلمت هئي
اتي ماحول پيدا ٿيو محبت جو اخوت جو
جتي و ڇاوي و ڇاها ، جتي نفرت ئي نفرت هئي
نظر سوچ ۾ گفتار ۾ ڪردار ۾ جنهنجي
ازل ڪاان تا ابد قائم رهي واري حقيقت هئي
ڪڏهن غار حرا ۾ هو ڪڏهن عرش معلي ويو
نبي جي نقش پا ۾ آدميت لاءِ عظمت هئي
محمد سو جهڙو هو بات اونده جي زماني ۾
محمد هڪ صدا هئي جنهن ۾ لافاني صداقت هئي
دني سب کي محمد مصطفي قرآن جي دولت
عمل جي روشني عرفان ۽ ايمان جي دولت

محمد سليم جان

حسن مجسم رحمتِ عالم صلیٰ الله عليه‌و سلم
سب کان بلارو سب کان مکرم صلیٰ الله عليه و سلم

سيد سرور اشرف انور ساقيءَ کوثر شافع محشر
افضل اجمل اکمل اکرم صلیٰ الله عليه وسلم

بحرِ کرامت مخزنِ حکمت گنجِ شرافت آيتِ رحمت
فخرِ رسالت عزت آدم صلیٰ الله عليه و سلم

نيڻن ۾ مازاغ جو سرمو والليل سنواريا ڪندرا گيسو
موج تبسم کوثر و زمزم صلیٰ الله عليه‌و سلم

اڀريو چمڪيو شمسِ هدايت شرڪ شقلون ڪشر جي ظلمت
تي ويا هڪ دم درهم برهم صلیٰ الله عليه و سلم

نالو به منرو جنهن جو محمد راز به رب جو جنهن تي بيحد
روح جي راحت قلب جو مرهم صلیٰ الله عليه و سلم

ڌن جي مبارڪ خاڪِ قدم تان گهوريو گهريان واري به گهوريان
سدر وو سيلوآءَ هيج مران هردم صلیٰ الله عليه‌و سلم

ما اِن مدحت محمداً بمقالتی

لٰکن مدحت مقالتی بمحمدٍ

پاکستان میں بولی جانے والی
مختلف زبانوں کی نعتیں
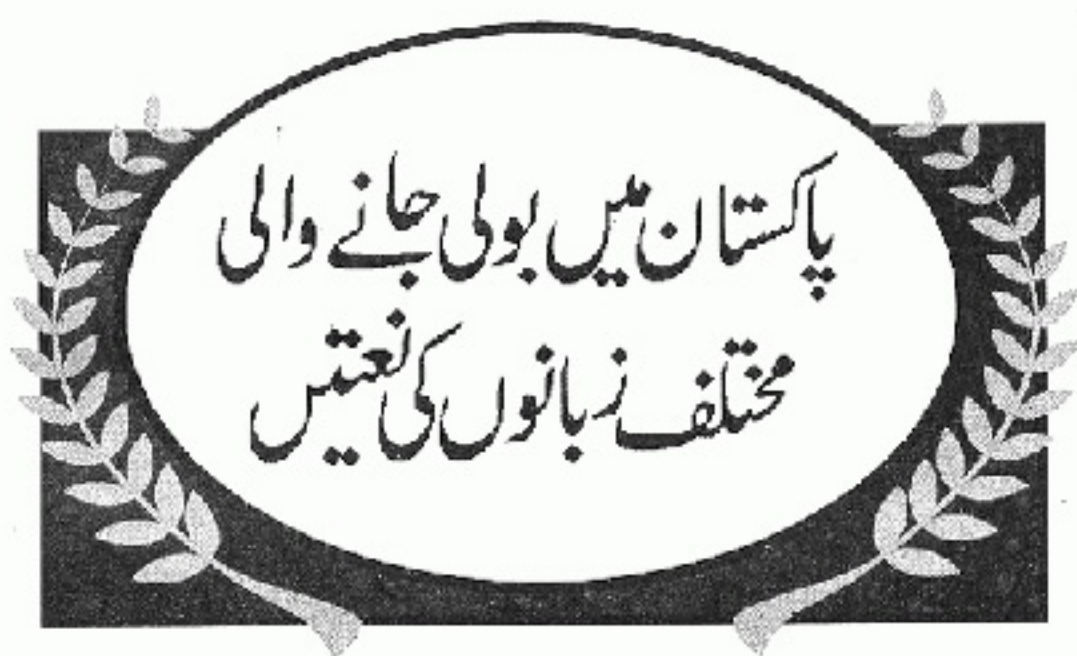
وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین
اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔

بلوچی زبان میں نعت

فضل مشتاق عاجز

تئی شان ہر دوجہاں انت اللہ
مدینہ بہشت ء نشاں انت اللہ

تئی سر بلندی ء اے شان انت اللہ
محمد نبی آخر زماں انت اللہ

جمال انت خداء کلاں انت خداء
زباں ء خدا ان دلاں انت اللہ

تئی نور جلوہ مدام دیدگاں انت
نام تئی ہر دم بہ زباں انت اللہ

قائم بہ بیت ان اگاں دین عاجز
جنت پہ مومن ء مسلماں انت اللہ

بروہی زبان میں نعت

بلوشاہ

دنیائی کہ تہارمہ ہم مرے

انسان راستڑگا کسرءِ گم کرے

کہرب رسولے نئے ءِ راہی کرے

وا بدبخت و جاہلاتے ہدایت کرے

صفت رسول نا امر بیان مرے

زبان و بیان ان او پیش ارے

خداوند تینٹ فرمان کرے

فرشتہ رسولائے درود خوانے

نرضی نئے ءِ ہم ارے

باغان نا صلی للہ بررے

کشمیری زبان میں نعت

عبدالاحد ناظم

چھس دور پیومت گوھتہ رودم یار مدینس
تمہ نورہ روشن گے درو دیوار مدینس

واللیل مویک بو یہ سیتین مست چھ زہ عالم
والشمس تہندو ی جلوہ رخسار مدینس

ما زاغ چشمن چھکنہ نندر از نم امت
بوتہ سوزہ وزت روزہ ہا بیدار مدینس

گل روئے عنبر بوے سنبل موئے نرگس چشم
تمہ حسنہ فولمت جنتوک گلزار مدینس

سوی جاے بہتر پیش حق ارکعبہ و ازعرش
یت جایہ بہت پانہ سہ سردار مدینس

پا بوسہ تہند یوک عرش کرت رود تمنا
سی پارہ جگر لارہ ہا یکبار مدینس

امہ تا وہ عشقنہ دود میہ جگر پارہ کمس حال
مرژت بہ گوھہ ہا سینہ افگار مدینس

کیا کرہ زر چھم لولہ سیتین ذرہ جدا پیوس
تمی افتابن ترو و نم انوار مدینس

در گریہ پیو مت ابرو چھت اشک شفاعت
از خندہ سپن روز شب تار مدینس

ہندکو زبان میں نعت

نیاز سواتی

جدوں بھی ناں محمد دا میرے ہوٹھاں تے آندا ہے

مرا بے تاب دل اس وقت بہوں تسکین پاندا ہے

حقیقت بچ اوہ انپڑیں سچی قسمت جگاندا ہے

جیہڑا روضہ تے جاکے آتھرو انپڑیں بھاندا ہے

ذرا وی اس دے قابو بچ دل بے تاب نہیں رہندا

جدوں وی کوئی زائر روضۂ اطہر تے جاندا ہے

نصیب اس سال بھی ہوئی زیارت فرنہ روضہ دی

خیال ہر وقت آتھروں خون دے ایہہ مانہ رلاندا ہے

محمد دی بڑائی کلمہ کلمہ طیب تو ظاہر ہے

خدا تو بعد ناں سرکار دو عالم دا آندا ہے

خدا اس شخص کولوں کجھ نہ پچھو کتنا خوش ہوندا

جیہڑا ہوٹھاں دے اتے ناں محمد دا سجاندا ہے

مرا دل چاہندے چماں اس دی اکھیاں انپڑیں ہوٹھاں نال

جیہڑا روضہ دی جالی انپڑیں اکھیاں نال لاندا ہے

نصیب اس سال ہووے فر زیارت پاک روضہ دی

اوہ فر چاہدے کہ جانواں جیہڑ اتھوں ہوکے آندا ہے

جدوں چاہو یہہ جاکے حاضر ہوسکتا ہے روضہ تے

نیاز اس پاک کم دے واسطے ہر وقت باندا ہے

سرائیکی زبان میں نعت

نبی سئیں تیڈے منہ ڈکھا ونڑ توں صدقے
خدا سئیں محمد نبڑا وڑ توں صدقے
خدا کوں ڈھورات معراج کھلدیں
تیڈے نیاں دے بار چاونڑ توں صدقے
تیڈا حکم نافذ ہے سارے جہان تے
خدا دی خلافت چھکا ونڑ توں صدقے
عجب طور سینا جلوے کتو نیں
عرب آکے چادر لہا ونڑ توں صدقے
حسن مجتبیٰ پاک بچڑا نبی دا
تیڈی سرخ پوشاک پاونڑ توں صدقے
حسینؑ شہنشاہ ملک رضا دا
تیڈے بال بچڑے کہاونڑ توں صدقے
اے بلبل تیڈا نعت خواں ہے قدیمی
ایندی نعت گاونڑ توں صدقے

چترالی زبان میں نعت

حافظ خوش ولی خان وؔلی

آخری رسولو سورا کفرو دی یقین ہوئے
رسولو مختو سورا کُل عالمہ دین ہوئے
زبورا انجیلا و توراتہ دی تہ نام اوشوئے
دنیا پیدا بیکار پروشٹی جاتہ تہ نام اوشوئے
تو دیتوتے گیگو سوم خہتان دی پشین ہوئے
آخری رسولو سورا کفرو دی یقین ہوئے
چھوئی تا انوس تہ نام ہر مسلمو زبانہ شیر
مختلف قسمہ تہ نام و اللہ ہو قرانہ شیر
مدثر مزمل تہ نام وتہ نام یسین ہوئے
آخری رسولو سورا کفرو دی یقین ہوئے
کفرو چھوچی اشوئے دنیا وتہ انتظار اوشوئے
اللہ ہو دیتو سار ہر مسلمان بے خبر اوشوئے
رسولو تے پیغام انگیک تھے جبرائل امین ہوئے
آخری رسولو سورا کفرو دی یقین ہوئے
اللہ پیغمبار کوری محمدو وشیے اسور
یقینا اہتو سورا رحمتو بوشے اسور

اسپہ سورا رحم کوراک تھے رب العلمین ہوے
آخری رسولو سورا کفرو دی یقین ہوے
طائفہ پیغمبرو سورا کیچہ امتحان ہاے
مبارک جسما رسولو دار بوختان طوفان ہاے
مبارک جسمار لیئے گیتی چھوتی دی رنگین ہوے
کعبو ساوزیک ابراہیم ؑ بو لوٹ پیغمبر اوشوے
تہ امامتیو بچیین کعبہ طلبگار اوشوے
تو امام کعبہ شریفو بلال مؤذن ہوئی
آخری رسولو سورا کفرو دی یقین ہوے
یوسفو پوشیرو روئی تن چھوتان تچھینی تانی
تہ پوشیرو ژاناں دیتی جنتو گانگیانی
انبیاء اکرامان مڑی محمد دی حسین ہوے
آخری رسولو سورا کفرو دی یقین ہوے
خوش ولی رسولو شفاعتو طلبگار آسور
یقینا محمدو صحابو خدمتگار آسور
قربان صحابو بچیین دینو راھہ کی بہرین ہوے
آخری رسولو سورا کفرو دی یقین ہوے

گلگتی زبان میں نعت

شیخ چلاسی

محمد مصطفےٰ سرور اسے ہوں　　فقط سرور نہ ہوں دلبر اسے ہوں

اسے سہ ما لوجہ ہوں لا چنا لو　　سہ ما شل وارے قرباں ماگہ مالو

پرے جنت ھنی مسکن رزالی　　خدا گہ مصطفاے دیدن رزالی

سسے دین ئے پکی ہیں بے خیانت　　خدا ے دوں سسے دینئے دمانت

سہ اومے ژارے ختم المرسلین ہوں　　رئیس الاولین و الآخرین ہوں

اسے محبوب اسے سہ جیوے ہوں　　اسے نور نظر کحل بصر ہوں

بخوبی ہیں اینو سردرائے چن گی　　لکھونی ہیں سسے اوصاف پن گی

اسوڑے دوں ربئے قرآن　　اسوجہ تھوں بڑی احسان نبی ے

یزارے رب ے بے قرآنئے پُن دا　　خدا ے نے مرئے شیطانئے پُن دا

چلاسی کوم فقط اک دینئے کوم ہوں
نہ چہ کوم لے تھے سوم یا لے تھے کھوم ہوں

گوجری زبان میں نعت

آئیو سوہنو عجیب رفتار کے نال   گھیو بدل جہان دیدار کے نال
چڑھیو دیہہ فاران کی چوٹیاں توں   نویں صبح تے نویں بہار کے نال

ہوا دلاں کا باغ شاداب جیہڑا
سکا ہوا تھا بغض کی نار کے نال

آئیو ہوش گداوں دے شاہ نیا   لگے مست نہ کدے ہوشیار کے نال
مک سکے نہ کیتو احسان جیہڑو   سوہنا نبی نے کل سنسار کے نال

علم عمل اخلاق تہذیب صفت
سکھی انہاں تے ہیں کے یار کے نال

وحشی قوم نے دِتی تہذیب جگ ماں   اٹھی چمک زمین انوار کے نال
گیو امن جہان ماں جہاں کوتھو   دھاڑی رات پیار تلوار کے نال
جیہڑا لڑیں تھا بھائی تمام ہوا   نبی پاک کی مٹھی گفتار کے نال

ہوئی شرک توں پاک تمام دنیا
پھیلی صابر توحید ابرار کے نال

SARROR AMBALVI

Muhammad (P.B.U.H) taught the lesson of peace and love to man.
The glory he achieved in world no one can.
He lighted the lamps of nobleness in the world.
Whose life is examplary , simple and pearled.
He gave men , the the message of kind and love.
And lifted the fallen slaves above.
When he came, he brought the blessing showers.
In no time the deserts of life filled with flowers.
He taught enemies to live like brothers and friends.
And fastened all the muslims with brotherly hands.
He came with the axe of harmony to better.
The walls of cruelty and crules to shatter.
He brought the book of wisdom the God's gift.
That killed the evil and swept the rift.
His name will always remain shining and tall.
The castle of brotherhood will never fall.
Have mercy on "Saroor" , the slave of thee.
Looking towards Madina bowing on knee.

Irfan Rafique

O my loving Arab's moon.
Cast my lights towards me soon,
When ever I lie asleep.
Thoughts of Thine , in my mind I keep,
O , my loving Prwphet dear .
Lend me, eyes of Thine with care ,
Right way though I do not find,
I do keep thee ever in mind .
In the darkness I have been ,
Rays of hope are never seen .
Uprise O my morning sun ,
So that will of mine be done.
As to thee I could not go ,
All the life's passed in woe.
Sorrows , sorrows ever I bear,
with me without thee none can share.
Irfan has this golden hope,
Thou wilt with his troubles Cope.

ہندو شعراء
کا نعتیہ کلام
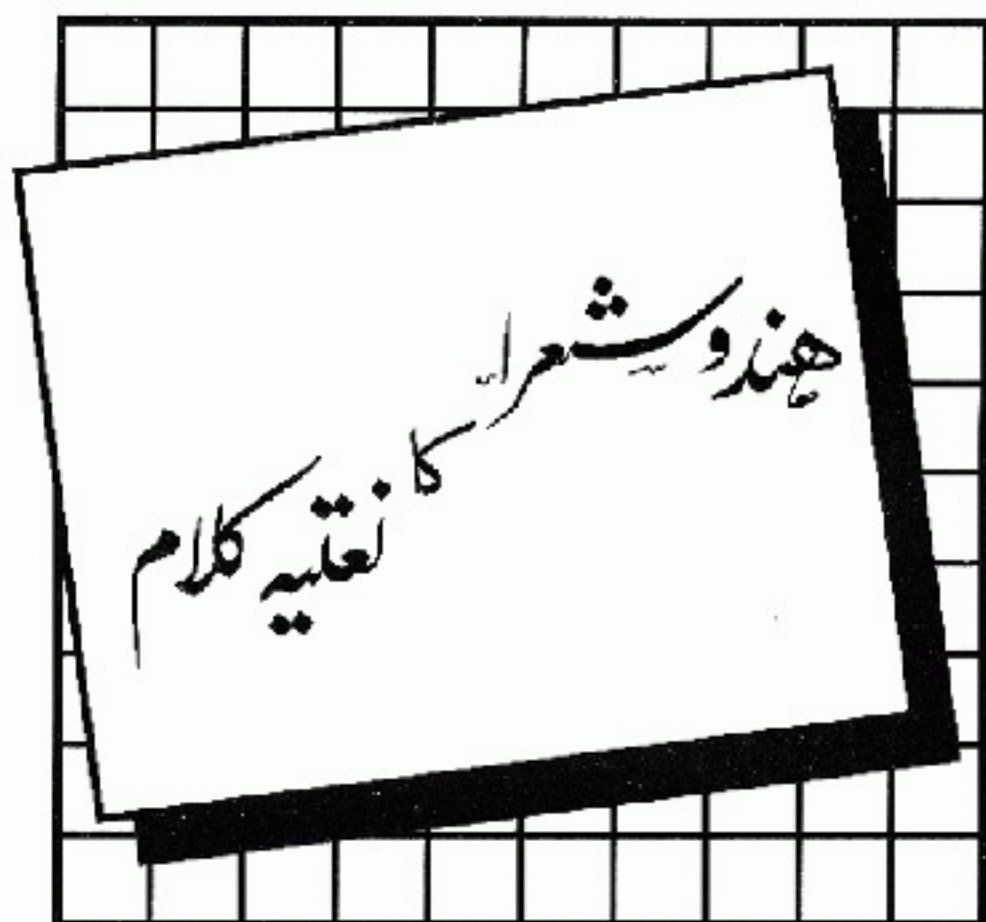
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾

اور بے انصافی اور غرور کی وجہ سے ان (نبی کریم ﷺ) کا انکار کیا لیکن ان کے دل انھیں مان چکے تھے۔

سو دیکھ لو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا (سورۂ نمل)

شیو پرشاد وہبی لکھنوی

بے خبر ہو دونوں عالم سے سوائے مصطفیٰ
یا الٰہی دل ہو ایسا مبتلائے مصطفیٰ

دل ہے میرا بستۂ زلفِ دوتائے مصطفیٰ
جان ہے پروانۂ شمع لقائے مصطفیٰ

بوریائے فقر تختِ سلطنت سے ہے سوا
بادشاہِ ہفت کشور ہے گدائے مصطفیٰ

شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوبِ الٰہی ہے سوائے مصطفیٰ

جو ہوا سائل رہی اس کو نہ پھر کچھ احتیاج
ایسا کر دیتی ہے مستغنیٰ عطائے مصطفیٰ

آدمی کیا مدح کر سکتے نہیں جن و ملک
حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثنائے مصطفیٰ

آسماں پر لوگ کہتے ہیں جنھیں شمس و قمر
زیب ہے کہئے کہ ہیں یہ نقش پائے مصطفیٰ

ذرے اس در کے ہیں کیا سیارے کیا شمس و قمر
جلوہ آرا شش جہت میں ہے ضیائے مصطفیٰ

ہوتی ہے حسرت یہی کیوں دل نہ میرا یہ ہوا
دیکھتا ہوں جب بھی وہبیؔ نقش پائے مصطفیٰ

پرکاش ناتھ

خیال افروز ہے نام محمد
بہت افضل ہے پیغام محمد

رہے گا تا ابد سرشار و بے خود
ملا جس رند کو جام محمد

دل وجاں کیوں نہ ہوں مرہون منت
دل وجاں پر ہے اکرام محمد

ہوا عرفان ہست وبود اس کو
سنا جس دل نے پیغام محمد

فرازِ زندگی کا ہے یہ زینہ
جسے کہتے ہیں الہام محمد

مٹا دی تیرگی قلب و نظر کی
تجلی پاش ہے جام محمد

محمد روحِ انوارِ دو عالم
محمد ہست سردارِ دو عالم

چندر پرکاش جوہر بجنوری

اللہ رے بلندیٔ شبستانِ محمد
ہے عرش بریں زینۂ ایوان محمد

رکھتے ہیں نہاں دل میں ارمان محمد
پھر ان پہ نہ ہو کس لئے فیضان محمد

لو مل ہی گیا حشر میں بخشش کا سہارا
ہاتھ آہی گیا گوشۂ دامانِ محمد

ہے ذات نبی باعث تکوین دو عالم
کونین کی ہر شے پہ ہے احسان محمد

کیوں ان پہ نہ ہو رحمت باری کی تراوش
قسمت جو ہیں شامل خاصان محمد

فردوس ہے اک حصہ گلزار مدینہ
کونین ہے ایک گوشۂ دامانِ محمد

میں اور ثنا خواجۂ کونین کی جوہر
اللہ جسے بخش دے عرفان محمد

تمنا البانوی رام کشن

محمد کا عالم میں ڈنکا بجا ہے محمد ہر اک دل پہ فرماں روا ہے

محمد کا کتنا بڑا مرتبہ ہے محمد ہے جس کا اسی کا خدا ہے

زباں پہ فقط مصطفیٰ مصطفیٰ ہے مرا دل مدینہ کی جانب لگا ہے

محمد ہے ایمان و دیں کا محافظ محمد رہِ راست کا رہنما ہے

محمد پہ جو کوئی ایمان لایا درِ باغِ جنت اسی پر کھلا ہے

نہیں بحرِ عصیاں کی موجوں کو کچھ ڈر محمد اگر ناؤ کا ناخدا ہے

''جسے وہ کہے گا'' ''اسے بخش دوں گا''
تمنا یہ فرمان ربّ العلا ہے

پیارے لال رونق

کلمۂ صل علیٰ وردِ زباں رکھتا ہوں
خواب میں دیکھ لیا ہے قدِ بالا تیرا
ہجر میں دل کے تڑپنے کے ہیں نئے انداز
عشق ہے مجھ کو زمانے سے نرالا تیرا
عفو پاجائیں گی محشر میں خطائیں ہماری
اور محشر کو دوں گا میں حوالہ تیرا
نور سے تیرے منور ہوئے دونوں عالم
نظر آتا ہے ہر اک سمت اجالا تیرا
تو ہے محبوبِ خدا ، چاہنے والا تیرا خدا
مرتبہ سارے رسولوں میں ہے بالا تیرا
لے خبر جلدی میری ناز سے سونے والے
ہوگیا فرشِ زمیں چاہنے والا تیرا

بدھ پرکاش گپتا (جوہر دیوبندی)

سجی بزم یزداں برائے محمد
سرِ عرش اعظم جو آئے محمد

محمد کے جلووں کا عالم نہ پوچھو
زمیں تا فلک ہے ضیائے محمد

کھلے تھے جہاں راز ہائے مشیت
یہی ہے وہ غارِ حرائے محمد

جلائے گا کیا مجھ کو خورشیدِ محشر
کہ بیٹھا ہوں زیرِ ردائے محمد

لرزنے لگی کفر و باطل کی دنیا
فضا میں جو گونجی صدائے محمد

یہ خورشید کیا ہے یہ مہتاب کیا ہے
فقط ہیں نشاناتِ پائے محمد

رقم ہو چکے وصف قرآں میں جوہر
بشر کیا کرے گا ثنائے محمد

جگن ناتھ آزاد

سلام اس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر جو آیا رحمۃ اللعالمیں بن کر
پیامِ دوست بن کر صادق الوعد و امیں بن کر
سلام اس پر جلائی شمع عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس پر بنایا دیوانوں کو جس نے فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
بڑے چھوٹے میں جس نے اک اخوت کی بنا ڈالی
زمانے میں تمیزِ بندہ و آقا مٹا ڈالی
سلام اس پر جو ہے آسودۂ زیرِ گنبدِ خضراء
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پر ناصیہ فرسا
سلام اس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلامِ آزادؔ کا آزاد کی رنگیں بیانی کا

پنڈت ہری چند اختر

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کردیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کردیا
کس کی حکمت نے یتیموں کا کیا درِ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کردیا
کہہ دیا ''لا تقنطو ا'' اختؔر کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کردیا
سات پردوں میں چھپا تھا گرچہ حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کردیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کردیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا

ساقی منشی شنکر لال

جب مئے عشق نبی سے مجھے مستی ہوگی
بیخودی ہوگی بلندی نہ یہ پستی ہوگی
بزم عشاق میں جب بادہ پرستی ہوگی
یاد میں ساقیٔ کوثر ہی کی ہستی ہوگی
جیتے جی روضۂ اقدس کو نہ آنکھوں دیکھا
روح جنت میں بھی ہوگی تو ترستی ہوگی
میں اگر خاک نشین درِ احمد ہوں گا
رفعتِ عرش کی ہمسر میری پستی ہوگی
عاشق راز محمد میں ہوا پیری میں
ہستیٔ خضر سے کم کیا میری ہستی ہوگی
سرورِ دین کی ملی دولتِ دیدار جسے
پاس اس کے نہ جھلکتی تہی دستی ہوگی
پی گیا بھر کے جو جام مئے عشق احمد
اس کی مستی کو نہ ہرگز کبھی پستی ہوگی

کچھ غرض جنت و دوزخ سے نہیں ہے ساقی
ان کے مستوں کے لئے اور ہی بستی ہوگی

ضیاءؔ فتح آبادی، مہر لال سونی

اخلاق کی تعلیم ہے فرمانِ محمد
توحید کا دریا ہے عرفانِ محمد
ملتی ہے یہاں روح کو برنائی و تسکین
ہے سایۂ حق سایۂ دامانِ محمد
دامِ ہوس و حرص سے ہوتے ہیں جو آزاد
ملتا ہے انہیں منصبِ خاصانِ محمد
گھٹتی گئی کوتاہیِ چشم و دلِ انساں
بڑھتی ہی گئی شوکتِ دیں شانِ محمد
پردے ابھی آنکھوں پہ جہالت کے پڑے ہیں
پائے کوئی کیسے درِ فیضانِ محمد
لکھی گئی دنیا میں ضیاءؔ نورِ یقیں سے
انسان کی تاریخ بعنوانِ محمد

بکل امرتسری ، برج گوپی ناتھ

یا خدا تعریف میں کس کی میں ہوں رطب اللساں
چٹکیاں لیتا ہے کیوں دل میں میرا طرزِ بیاں
اے زباں کلک اب آتا ہے وقتِ امتحاں
آج دکھلانے کو ہے جوہر میری طبعِ رواں
آج لب پہ ذکرِ محبوب خدا آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت اے بختِ رساں آنے کو ہے
اک جہالت کی گھٹا تھی چار سو چھائی ہوئی
ہر طرف خلقِ خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شاخ دینداری کی تھی بیطرح مرجھائی ہوئی
لہلہا اٹھی ، تری جب جلوہ آرائی ہوئی
تیرے دم سے ہوگئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت تیرے آنے سے چشمِ منتظر
کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہِ حق میں اپنا راہنما جانیں تجھے
نور سے تیرے اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبروِ کفار کی پانی ہوء

جوان سندیلوی، منی لال

معراج

آج کیا ہے جو سجاوٹ ہے سر چرخ بریں
چاندنی رات بھی دلکش ہے ستارے بھی حسیں
نور ہی نور ہے ظلمت کا کہیں نام نہیں
تاحدِ دید ہے گلزارِ جناں کی تزئیں
حکم خالق ہے فرشتے سبھی ہشیار رہیں
میرے محبوب کی تعظیم کو تیار رہیں

یہ ہے وہ رات کہ جس رات کو جبریل امیں
لے کے پیغام خدا آئے محمد کے قریں
اور اس طرح عرض کی اے خاتم عرفاں کے نگیں
ہے طلب آپ کی دنیا سے سر عرش بریں
اور راتوں سے ہے عظمت میں سوا آج کی رات
ہو گی مشہور دو عالم میں یہ معراج کی رات

ہفت گردوں کو فرشتوں نے سجا رکھا ہے
ذوق دیدار نگاہوں میں چھپا رکھا ہے
راستہ آپ کے جانے کا بنا رکھا ہے
حوصلہ چشم تمنا کا بڑھا رکھا ہے

صدقے ہو حکم ہے یہ بادِ بہاری کے لئے
ایک براق ہے حضرت کی سواری کے لئے

مرے ہمراہ سوئے چرخ سدھاریں حضرت
خود کو چلنے کے لیئے جلد سنواریں حضرت
لوٹ کر حسن حقیقی کی بہاریں حضرت
ناؤ ڈوبی ہوئی امت کی ابھاریں حضرت

عاصیوں پر بھی عنایت کی نظر ہو جائے
ظلمتِ شام سپیدۂ سحر ہو جائے

سنتے ہی حکم خدا ہو گئے تیار نبی
کھل اٹھی فرطِ مسرت سے تمنا کی کلی
باغ عالم سے سوئے چرخ سواری جو بڑھی
پیشوائی کے لئے حسن کی بجلی چمکی

نظرِ شوق چلی ساتھ مگر جا نہ سکی
یوں روانہ ہوئے حضرت کہ صبا پا نہ سکی

نور ہی نور سرِ چرخ نظر آتا ہے

خود خدا جس کا ہے طالب وہ بشر آتا ہے

بحرِ عرفانِ محبت کا گہر آتا ہے

آج اللہ کا مہمان ادھر آتا ہے

سب ہیں بے چین پیغمبر کی زیارت کے لئے

جاتے ہیں عرش پہ امت کی شفاعت کے لئے

خلوتِ طالب و مطلوب کا نہ پوچھو احوال

خاک ہو جائے اگر آئے یہاں وہم وخیال

ہو تصور کا گزر یہ بھی ہے اک امرِ محال

اس طرف خوف ادھر دوست کے لہجے میں سوال

یہ ہے وہ راز کہ جو ذہن میں آنے کا نہیں

جز نبی کوئی جواں عرش پہ جانے کا نہیں

ڈاکٹر دیانند سکینہ خنجر

جہاں میں کتنے رسول آئے نہ آیا کوئی عظیم تم سا
فہیم تم سا، علیم تم سا، نعیم تم سا ، حکیم تم سا
ہزار ڈھونڈا ، تمام دیکھا ، کسی نے لیکن کہیں نہ پایا
حسین تم سا ، امین تم سا ، جمیل تم سا، وسیم تم سا
دیارِ لوح و قلم سے اب تک قسم خدا کی کوئی نہ آیا
ادیب تم سا ، مجیب تم سا ، خطیب تم سا ، کلیم تم سا
چراغِ ایماں جلا کے دیکھا ، کہیں بھی کوئی نظر نہ آیا
حمید تم سا ، مجید تم سا ، وحید تم سا ، تمیم تم سا
فلک کی گردش سے کیوں ڈرے وہ کہ جس نے پایا ہو زندگی میں
عمیق تم سا، شفیق تم سا، عتیق تم سا ، کریم تم سا
ورودِ آدم سے تا بہ ایں دم ، میزاں میں میرے کوئی نہ اترا
عدیل تم سا، خلیل تم سا ،جلیل تم سا ، حلیم تم سا
تلاش کر کر کے تھک چکی ہے ، نگاہِ خنجر نہ پا سکی ہے
خبیر تم سا، بشیر تم سا، بصیر تم سا، سلیم تم سا

ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ

صاحبِ دل ہیں ثنا خوان رسول عربی
دل ہی کیا جو نہ ہو قربان رسول عربی

رہبرِ عقل ہے فرمان رسول عربی
ہادیٔ قلب ہے ایمان رسول عربی

حق کا پیغام دیا کوہِ صفا پر جا کر
حکم اللہ تھا اعلان رسول عربی

عرش پر دھوم ہے محبوبِ خدا آتے ہیں
شبِ معراج ہے کیا شان رسول عربی

اس کی چوکھٹ کی گدائی کہاں شاہوں کو نصیب
جبکہ جبریل ہوں دربان رسول عربی

دل میں ممکن ہی کہاں کوئی تمنا رہ جائے
قلب میں جبکہ ہو ارمان رسول عربی

حشر میں ہم سے گنہگاروں کی قسمت دیکھیں
سر پہ سایۂ دامانِ رسول عربی

رتن پنڈوری رلارام

آیا ہے لب پہ نام رسول کریم کا　　جلوہ تڑپ اٹھا ہے ریاض نعیم کا

برسا جو ابر آپ کے لطفِ عمیم کا　　گلزار بن کے کھل گیا شعلہ جحیم کا

بحرِ عدن میں لاکھ ہوں لولوئے شاہوار　　کچھ رنگ و روپ اور ہے در یتیم کا

اے اہل بزم جانب بطحاء چلا ہوں میں　　پیغام لے کے آیا ہے جھونکا نسیم کا

خلدِ بریں بچے میری نظروں میں کس طرح　　دیکھا ہے ایک پھول ریاض نعیم کا

اللہ رے خاکِ بیتِ مقدس کا مرتبہ　　مسجود ذرہ ذرہ ہے عرش عظیم کا

حسن ازل نے بھی شہِ والا کی داد دی　　اعجاز جب عیاں ہوا ماہِ دونیم کا

وحدت کو ناز کیوں نہ ہو احمد کی ذات پر　　سمجھایا جس نے راز الف لام میم کا

شافع اگر حضور رسالت مآب ہوں　　پھر کیوں نہ فیض عام ہو ربِ کریم کا

کیوں کر بیاں ہو مدحتِ خیر البشر رتن
ہے تنگ قافیہ میری طبع سلیم کا

شیو پرشاد جاوید شش

بشر کے سوئے ہوئے دل جگا دیئے تو نے | اندھیری رات میں دیپک جلا دیئے تو نے
بٹھا کے ایک ہی صف میں خدا کے بندوں کو | سب امتیازِ من وتو مٹا دیئے تو نے
سماج میں کوئی زردار ہو نہ مفلس ہو | کچھ ایسے طرزِ معیشت سکھا دیئے تو نے
اسی سے احمدِ بے میم تجھ کو کہتے ہیں | دُوئی کے جتنے تھے پردے ہٹا دیئے تو نے
نشانِ فقر ملے فاطمہ کی چادر سے | نہ جانے کتنے ستارے بنا دیئے تو نے
عطا کیا جو عبادت کا درجہ محنت کو | حیاتِ نو کے شگوفے کھلا دیئے تو نے
بڑھائی سارے زمانے میں شانِ فردوسی | جو ہاتھ جانب تیشہ بڑھا دیئے تو نے
بجائے تیغ تیرے ہاتھ میں رہا قرآن | جہادِ حق کے نئے رُخ دکھا دیئے تو نے
بڑی مہیب تھیں باطل کی آندھیاں پھر بھی | جہاں میں حق کے دیے جگمگا دیئے تو نے
ذرا ہلائی جو انگلی تو اک اشارے میں | فلک پہ چاند کے ٹکڑے بنا دیئے تو نے
بس ایک ضرب سے باطل کو پاش پاش کیا | غرورِ لات وہبل کتنے ڈھا دیئے تو نے
کسے نصیب تیرے دل کی وسعتیں شاہا | رقیب کے لئے دامن بچھا دیئے تو نے
پہنچ سکے نہ فرشتے بھی جس بلندی پر | قدم وہاں سے بھی آگے بڑھا دیئے تو نے

اتر سکے گا نہ تا زیست نشۂ جاوید
مئے ولا کے وہ ساغر پلا دیئے تو نے

رمیش نارائن سکسینہ، گلشن

آنے کو تو سنسار میں آئے ہیں نبی اور
آیا ہے نہ آئے گا محمد سا کوئی اور

ہو نام نبی لب پہ تصور میں مدینہ
سوچا نہیں کچھ اس کے سوا ہم نے کبھی اور

کیسی ہے عجب چیز یہ صہبائے عقیدت
پیتے رہو اور کہتے رہو اور ابھی اور

میں حشر میں دے دوں گا ثبوت اپنے کہے کا
مجھ سا نہ گنہگار، نبی سا نہ سخی اور

کچھ بات ہی ایسی ہے فسانہ میں نبی کے
جتنا ہی سنا چاہ بھی اتنی ہی بڑھی اور

ہے یوں بھی سکوں بخش مدینہ کا تصور
پہنچیں جو مدینہ تو ہوتی ہے خوشی اور

خالی کوئی پلٹا ہی نہیں در سے نبی کے
ہندو ہو مسلمان ہو سکھ ہو کہ کوئی اور

یاد آتی ہے جب دوریٔ سرکارِ مدینہ
بڑھ جاتی ہے گلشن میری آنکھوں میں نمی اور

لالہ چھنومل، نافذ دہلوی

اب حسیں دل میں نہ ان کی یاد اب پہلو میں ہے
آج کل الجھا ہوا دل شاہ کے گیسو میں ہے
دیدۂ تر خونِ دل شامل یہ کیوں آنسو میں ہے
جب تشفی کے لئے یادِ نبی پہلو میں ہے
ہجر احمد میں ہوا ہوں اس قدر گریاں کناں
نوح کے طوفان کا عالم ہراک آنسومیں ہے
کعبۂ مسلم جدا ہے، کعبۂ دل ہے جدا
سجدہ گاہِ عاشقاں محرابِ دو ابرو میں ہے
در پہ پیشانی گھسوں، آنکھوں کوتلووں سے ملوں
یہ تمنا ساتھ لے کردل میرے پہلو میں ہے
کیا مدینے کے چمن سے ہوکے آئی ہے ابھی
کس لئے یہ دلکشی قمری تیری کو،کو میں ہے

الفتِ حضرت کا نافذ ایک ادنیٰ ہے یہ وصف
یہ کمال نعت گوئی اور پھر ہندو میں ہے

منوہر لال دلؔ

آقا جو محمد ہے عرب اور عجم کا
بے مثل نمونہ ہے مروت کا کرم کا
حاصل ہے جنہیں تیرے غلاموں کی غلامی
لیتے نہیں وہ نام کبھی قیصر و جم کا
کہتے ہیں جسے اہلِ جہاں احمدِ مرسل
دریا ہے وہ الفت کا وہ منبع ہے کرم کا
جلوے سے تیرے تیرگی دہر ہوئی کم
دنیا کا عجب اختر تقدیر ہے چمکا
جس قوم کی جانب ہے تیری چشم عنایت
اس کو نہیں ارماں کوئی دینار و درم کا
فردوس نظر ہے تیرے مسکن کی زیارت
روضہ تیرا دنیا میں بدل باغ ارم کا

کیا دلؔ سے بیاں ہو تیرے اخلاق کی توصیف
عالم ہوا مداح ترے لطف و کرم کا

راحت پیلی بھیتی، رامیشور ناتھ

رحمتوں کا ان کی اپنے سر پہ سایہ دیکھ کر
خوش ہوئے عاصی شفاعت کا سہارا دیکھ کر

اللہ اللہ اس رخِ روشن کی جلوہ ریزیاں
آئینہ حیران ہے روئے مصفا دیکھ کر

منزلِ مقصود کی جانب اشارہ کر دیا
خضر بن کر اپنے رہرو کو بھٹکتا دیکھ کر

اس کی نظروں میں مہ و انجم کے جلوے ہیچ ہیں
جس کی آنکھیں آئی ہوں آقا کا روضہ دیکھ کر

روئے رنگیں پر ہزاروں گلستاں قربان ہیں
کیا کوئی دیکھے چمن میں تیرا چہرہ دیکھ کر

عرصہ محشر میں آقا کر رہے ہیں سروری
امتی مسرور ہیں مولیٰ کو اپنا دیکھ کر

ہم نے راحتؔ یہ سنا ہے ان کی رحمت عام ہے
لاج رکھ لیتے ہیں اپنے در کا منگتا دیکھ کر

وشنوناتھ پرشاد، ماتھر لکھنوی

تجلی رخ کی کہتی ہے نبوت لے کے آئے ہو
ہو خود رحمت کا مرکز اور رحمت لے کے آئے ہو
حقیقت کی نشانی اور حقیقت لے کے آئے ہو
کلامِ حق گواہی دے گا آیت لے کے آئے ہو
کشش اور جذب سے دنیا سمٹ کر خود ہی آئے گی
زبانِ نور میں پیغامِ رحمت لے کے آئے ہو
نگاہیں خود بخود جھک جائیں گی جلووں کی کثرت سے
جبینِ نور پہ نقشِ نبوت لے کے آئے ہو
جسے چاہو اسے پروانۂ جنت عطا کردو
نظر میں رحمتیں قدموں میں جنت لے کے آئے ہو
محمد ہو خزانے علم کے تقسیم کرتے ہو
جو کوئی لے نہیں سکتا وہ دولت لے کے آئے ہو
یہی سن کے تو ماتھر نے بھی پیشانی جھکائی ہے
پیغمبر ہو خدا کے، تاجِ عظمت لے کے آئے ہو

دیوی پرشاد گوڑ، مستؔ

زبانِ خلق پر ہے ہر نفس چرچا محمد کا
خدا ہی جانتا ہے مرتبہ ہے کیا محمد کا

خدا سے پھر گیا جو پھر گیا ان کی محبت سے
خدا کا ہوگیا جو ہوگیا بندہ محمد کا

حرم ہو دیر ہو یا ہو کلیسا کوئی منزل ہو
ہر اک منزل سے مل سکتا ہے دروازہ محمد کا

یہی منشاءِ قدرت ہے یہی ایماں ہمارا ہے
خدا کے بعد ہے سب سے بڑا درجہ محمد کا

نوازا اپنی رحمت سے ہمیشہ اہل حاجت کو
خلوص خاص سے لبریز ہے سینہ محمد کا

نظر آیا ہے طوفان حوادث دامن ساحل
زباں پہ نام نامی جس گھڑی آیا محمد کا

جہاں کا جو بھی جلوہ ہے وہ ہے افسانہ جلوہ
حقیقت در حقیقت مستؔ ہے جلوہ محمد کا

راجیش کمار، اوج

اعجازِ لطفِ خاص تری ہر نظر میں ہے
اکسیر کا کمال تیری خاکِ در میں ہے
تیرے ہی نور سے تو منور ہے زندگی
تیری ہی یاد خانۂ قلب و جگر میں ہے
کھنچ کھنچ کے آرہا ہے زمانہ تیرے حضور
دیکھو تو کس بلا کی کشش بام و در میں ہے
منزل کی سمت بڑھتے ہیں اب خود بخود قدم
کب یہ کمال اور کسی راہبر میں ہے
دنیائے آرزو تو فریبِ نگاہ تھی
جو کیفِ دائمی ہے تیری رہ گزر میں ہے
دل میں سما رہا ہے تیرا نورِ باطنی
یہ بات کب تجلیِ شمس و قمر میں ہے
مجھ کو ہے تیری ذات سے اک ربطِ مستقل
وہ سلسلہ جو دامنِ شام و سحر میں ہے
اے اوج شوق دید کا عالم نہ پوچھئے
بس ان کو دیکھتے رہیں سودا یہ سر میں ہے

سکھدیو پرشاد، بسمل الہ آبادی

واہ کیا آن ہے کیا شان رسول عربی
تم پہ سو جی سے ہوں قربان رسول عربی

خانۂ دل میرا جلوے سے منور ہو جائے
دو گھڑی تم جو ہو مہمان رسول عربی

اپنا جلوہ جو دکھا دو کبھی بھولے بسرے
پورے دل کے ہوں سب ارمان رسول عربی

عرش پر جب شب معراج سواری پہنچی
حوریں تم پہ ہوئیں قربان رسول عربی

حشر میں امت عاصی نے جو دیکھا تم کو
آ گئی جان میں پھر جان رسول عربی

میں نہ بھولوں گا نہ بھولوں گا میں انکو ہرگز
جو مرے سر پہ ہیں احسان رسول عربی

زلفیں اپنی رخ انور سے ہٹا دو للہ
کہ بہت میں ہوں پریشان رسول عربی

لے لیا دل سے اگر نام مصیبت میں کبھی
مشکلیں ہو گئیں آسان رسول عربی

یہی بسمل کی تمنا ہے مدینہ جا کر
آپ کے در کا ہوں دربان رسول عربی

کرشن بہاری، نور لکھنوی

ذکر ہی تیرا حقیقت ہے رسولِ عربی
تری الفت ہی عبادت ہے رسولِ عربی

یہ بھی معراج محبت ہے رسولِ عربی
قلبِ انساں پہ حکومت ہے رسولِ عربی

تیرا ایمان محبت ہے رسولِ عربی
تیرا افسانہ حقیقت ہے رسولِ عربی

آج بھی جس کی ضیاؤں سے ہے روشن دنیا
تو وہی شمع رسالت ہے رسولِ عربی

جو خدا کا ہے وہ اندازِ بیاں ہے تیرا
کتنی معبود سے قربت ہے رسولِ عربی

تیرے چہرے سے ضیا دیتا ہے نورِ توحید
تیرے جلووں میں بھی وحدت ہے رسولِ عربی

سر تو رکھا ہے تیرے در کو سمجھ کر جنت
آگے اب نورؔ کی قسمت ہے رسولِ عربی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال اللہ تعالیٰ
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
قریب ہے کہ کھڑا کر دے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں

سکھ شعرا کا نعتیہ کلام

بابا گرونانک

☆ اَٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سندٹ رسُول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چیت نہ ہوئے رسول

☆ م محمد من توں ، من کتاباں چار
من خدائے رسول نوں، سچا ای دربار

☆ لکھیا وچ کتاب دے اول ایک خدا
دوجا نور محمدی جس چانن کیتا آ

ٹھاکر بواسنگھ اثیم

پھیکا ہے رخِ خور رخ انور کے سامنے
ہے ہیچ زلف مشک معنبر کے سامنے

خجلت سے آب آب ہیں نسرین ویاسمین
کیا منہ دکھائیں آکے گل تر کے سامنے

ہے زنگِ معصیت سے سیاہ دل کا آئینہ
کیا اس کو لے کے جاؤں سکندر کے سامنے

قسمت کا لکھا مٹ نہیں سکتا کسی طرح
تدبیر کیا کرے گی مقدر کے سامنے

اتنا کرم ہو آنکھ میں آجائے روشنی
کہنا صبا یہ جا کے پیمبر کے سامنے

جس در سے آج تک کوئی لوٹا نہ خالی ہاتھ
دستِ طلب دراز ہے اسی در کے سامنے

حاجت ہے کیا بیاں کی، ہے سر بسر عیاں
ذرہ کا حال مہرِ منور کے سامنے

رضاں تجھے جو ناز ہے جنت پہ اس قدر
کیا چیز ہے وہ روضۂ اطہر کے سامنے

سر پہ ہو ان کا دستِ شفاعت اثیمؔ کے
جس دم کھڑا ہو داورِ محشر کے سامنے

کنور مہندر سنگھ بیدی

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

مجھ گنہگار کو بھی حشر میں جنت ہو نصیب
کملی والے کا کہیں اس میں اشارہ تو نہیں

خود بخود ان کے تصور سے سنور جاتا ہے
ہم نے خود اپنے مقدر کو سنوارا تو نہیں

محتسب حشر میں مانگے تیرے بندوں سے حساب
تجھ کو اے نورِ خدا یہ بھی گوارہ تو نہیں

سارے عالم کے لئے بہر نجات آیا تھا
احمدِ پاک سحر صرف ہمارا تو نہیں

صابر نوبہار سنگھ

سالارِ امم ، محبوبِ خدا ، اے سرورِ عالم صل علیٰ
اے ماہِ عرب ، تنویرِ ہدا ، اے سرورِ عالم صل علیٰ
اے رونقِ بزمِ ارض و سما ، صد فخرِ ملا ، صد نازِ خلا
اے زینتِ کرسی ، عرشِ علا ، اے سرورِ عالم صل علیٰ
اے چشمۂ رحمت و جود و سخا ، معروف ہے فیضِ عام تیرا
اے بندہ نوازِ شاہ و گدا ،اے سرورِ عالم صل علیٰ
تجسیمِ خلوص و صدق صفا ، تصویرِ خضوع و و فقر و غنا
اے گوشہ نشینِ غارِ حرا ،اے سرورِ عالم صل علیٰ
کیا قوس و قزح ، کیا ابر و ہوا ، کیا مہر و شا ، کیا ارض و سما
سب تیری ثناء میں نغمہ سرا ، اے سرورِ عالم صل علیٰ
اے پیکرِ غفر و عفو و عطا ، اے شافعِ اہلِ سہو و خطا
لبریزِ اثر ہو میری دعا ، اے سرورِ عالم صل علیٰ
سینے میں ہو شمعِ حق کی ضیاء ، ہونٹوں پہ ہو تیری حمد و ثناء
گن گاؤں میں تیرے صبح و مسا ، اے سرورِ عالم صل علیٰ

سردار پنچھی

غم آئیں تو آنے دو ہم ڈرتے نہیں غم سے
لو ہم نے لگالی ہے سرکارِ دو عالم سے
کیا پیاس بجھے میری ساغر ہیں سبھی کھارے
ایک بوند کا طالب ہوں اس وادیٔ شبنم سے
پرواز خیالوں نے ہر دل نے نظر پائی
کیا کیا نہ ملا ہم کو اس حسنِ مجسم سے
ہم کو بھی بلا لیجئے ایک بار حضوری میں
ناراض ہیں کیوں آقا کیا بھول ہوئی ہم سے
اس ہاتھ پہ اک بوسہ دے پاتے اگر ہم بھی
تو درس وفاؤں کا لیتا یہ جہاں ہم سے
ہم کو تو سرِ محشر بس ایک سہارا ہے
راہ آپ کی دیکھیں گے ہم دیدۂ پر نم سے

یہ شعر ہیں پنچھی کے گلدستہ عقیدت کا
نہلایا ہے پھولوں کو جذبات کی شبنم سے

آخری بات
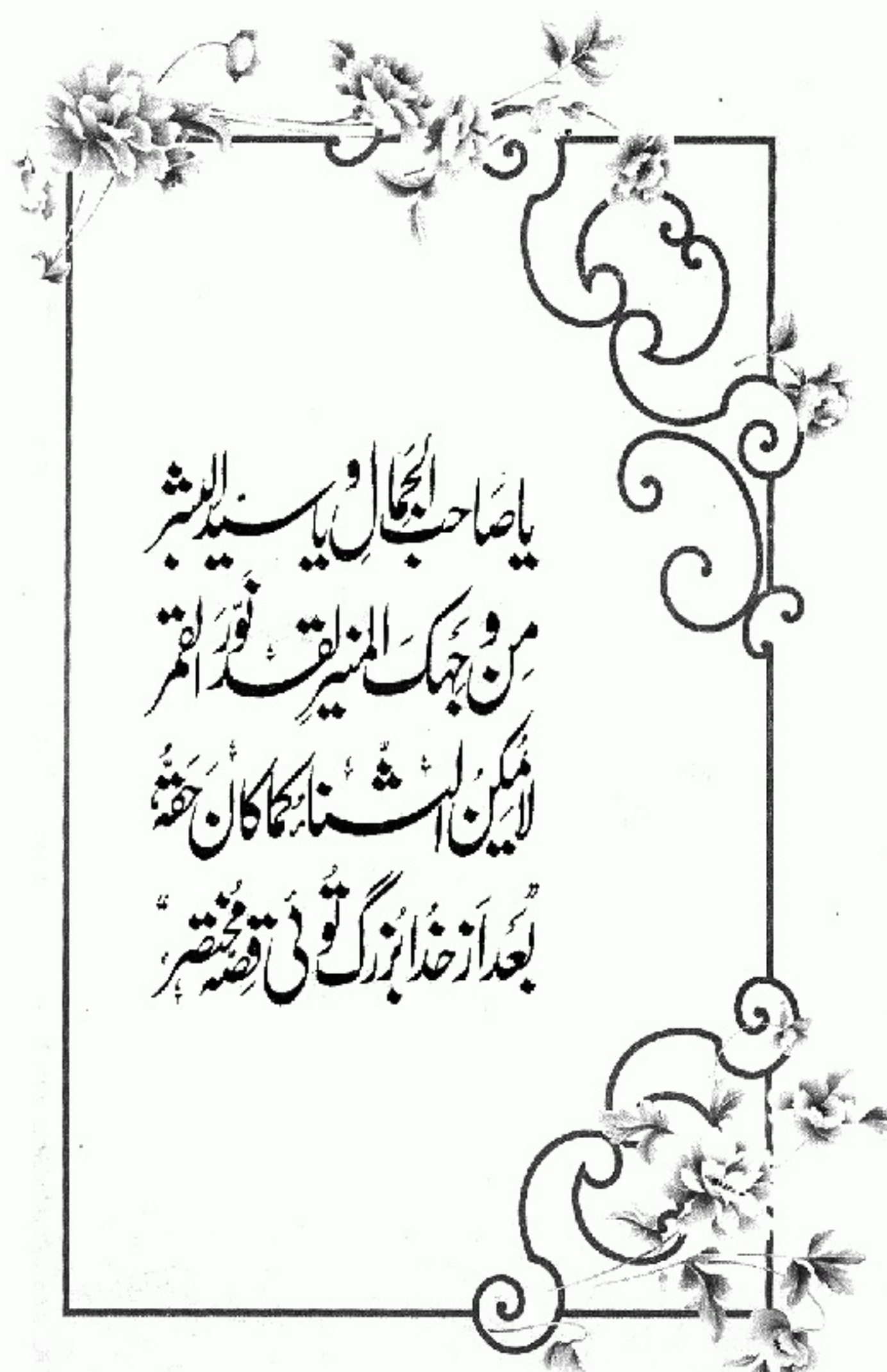
محمد ہمایوں مغل

يا صاحبَ الجمالِ و يا سيدَ البشر
مِن وجهکَ المنیرِ لقد نُوِّرَ القمر
لا یُمکِنُ الثناءُ کما کانَ حقُّهُ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

تمام تعریفیں اس بزرگ و برتر ذات کے لئے خاص ہیں کہ جس نے انسانیت کو وجود بخشا اور اسے اشرف المخلوقات جیسے بڑے منصب پر فائز کیا۔ وجود کے بعد صحت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے احسانات میں سے ایک ہے۔ اس حیات و نشاط کا مقصد خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بتایا

''وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون'' (سورۂ ذاریات آیت ۵۶)

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ رب العزت کی بندگی اور اس کے احکامات کو بجا لانے میں ہے۔ انہی انسانوں کی پیروی اور ہدایت کے لئے انبیاء کرام مبعوث فرمائے گئے اور ان کا سلسلہ خاتمہ مسک کے طور پر خاتم الانبیاء، سرتاج الاصفیاء، سرورِ کونین، سالارِ حنین، فخرِ دو عالم، جانِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ ختم فرمایا۔ وہ نبی جس نے اپنی روشن تعلیمات سے دنیا کے اندھیرے کو اجالوں میں تبدیل کر دیا اور اپنی تعلیمات کے نور سے ظلمت کدوں میں نعرۂ لا الہ الا اللہ بلند کیا اور ان کی تقدیروں کو بدل ڈالا۔ گویا آپ ﷺ کی ذات گرامی دنیا اور اس کے موجودات کے لئے رحمت کا باعث ہوئی۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ٥ (سورۂ انبیاء ۱۰۷)

ایک مدتِ مدیدہ سے ذہن میں یہ خیال کروٹیں بدل رہا تھا کہ جناب نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں ایک ''نعت نمبر'' شائع کیا جائے۔ کیونکہ دنیا بھر کے علماء، اولیاء اور شعراء نے اپنے اشعار کے ذریعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے سے لیکر آج تک اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کیا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کی عالمگیر نبوت و رسالت کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ مسلمان شعراء کے علاوہ مخالفین نے بھی

آپ کی شان اقدس میں نعتیہ کلام کہے ہیں اور شاید ہی دنیا میں کوئی ایسی زبان ہو کہ جس میں جناب نبی کریم ﷺ کی شان میں نعتیہ کلام موجود نہ ہو۔ ''نعت نمبر'' میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ پاکستان میں بولی جانے والی اکثر زبانوں کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہندو اور سکھ شعراء کا نعتیہ کلام کا کچھ حصہ بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔

ایک عربی شاعر کہتا ہے کہ

انما　مثلوا　صفاتک　للناس
کما　مثل　النجوم　الماء

''آپ کی تعریف کرنے والے تو صرف آپ کی صفات کا عکس ہی دکھا سکتے ہیں
جیسے پانی ستاروں کا عکس دکھاتا ہے''

ایک فارسی شاعر کہتا ہے

خود خاطر شاعرے چہ سنجد
نعت گو سزاے خدا گفت

''کسی شاعر کی کیا اوقات کے وہ آپ کی مدح بیان کر سکے
آپ کی شایان شان نعت تو خود خداوند کریم نے کہی ہے''

اردو زبان کے مشہور شاعر میر تقی میر نے کہا ہے

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسنِ قبول کا
دیواں میں شعر گر نہیں نعتِ رسول کا

ایک سکھ شاعر از روئے شکوہ کہتا ہے کہ

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

گویا ہر کسی نے اپنے حساب سے نعتیہ اشعار کہے ہیں لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ کائنات ختم ہو جائیگی لیکن جناب نبی کریم ﷺ کی نعت ختم نہیں ہوگی کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک قائم و دائم ہے۔

اس سلسلے میں اول تو میں خداوند کریم کی بارگاہ بلند و بالا میں سجدۂ عجز و شکر پیش کرتا ہوں کے اس نے ہم سیاہ کاروں و خطا کاروں کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم نے یہ نعت نمبر ترتیب دیا ورنہ ہم جیسے بے بضاعتوں میں اتنی طاقت اور ہمت کہاں۔

بعد از اں میرے شیخ و محسن ، میری تمام تر صلاحیتوں کا منبع و مرجع اور ہر ہر قدم پر میرے راہبر و راہنما شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتھم العالیہ و دامت فیوضھم کا میں تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے اپنے ہجوم اشغال کے باوجود نعت نمبر میں میری قدم قدم پر راہنمائی فرمائی اور مسلسل میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔حضرت والا ہی کی دعاؤں اور سرپرستی سے آج میں خود کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ علمی حلقوں میں ایک کوشش و کاوش بشکل نعت نمبر پیش کر رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایۂ عطوفت و شفقت تا دیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور ہمیں دیر تک حضرت والا کے علوم و معارف سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں حضرت الشیخ کے خادم خاص اور جامعہ کے روح رواں مولانا منصور الرحمٰن صاحب کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے نعت نمبر کی اشاعت میں جا بجا میری خوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرت الشیخ کے قدیم رفیق اور جامعہ عربیہ احسن العلوم کے بالکل ابتدائی رکن جناب پروفیسر مزمل حسن کا بھی میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ ان کی مسلسل رہنمائی اور ہدایات کی وجہ سے نعت نمبر کی تکمیل میں انتہائی آسانی پیش آئی۔

اس سلسلے میں حضرت الشیخ کے فرزند رشید حافظ محمد انور شاہ سلمہ کا بھی میں ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے میرے استفسار پر بذریعہ انٹرنیٹ مختلف نعتیں مجھے مہیا فرمائیں جو کہ نعت نمبر کی زینت بنیں۔

اس کے علاوہ جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبۂ دار التصنیف سے منسلک میرے دیگر ساتھی

جناب مفتی محمد عمر خان اور مفتی افضل محمد صدیقی بھی لائق تحسین ہیں جنہوں نے نعت نمبر کی کمپوزنگ، ترتیب اور تصحیح میں میری امداد فرمائی۔

مزید یہ کہ جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ کمپیوٹر کے نگران جناب جنید حسن صاحب اور ان کے ساتھی جناب اسد اللہ صاحب اور جناب منیب صاحب کا بھی میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں جنہوں نے نعت نمبر کی تزئین وترتیب میں میری بہت امداد فرمائی اور اس کی تکمیل تک میرے ساتھ رہے۔

ان تمام حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ

سراپا عجز حسنؔ اس کا کیا صلہ دے گا

خدائے قادرِ مطلق ہی بس جزا دے گا

(حسنؔ مجھ عاجز کا تخلص ہے)

ایک گزارش

شعبۂ دار التصنیف کے اراکین اور دیگر معاونین نے حتی الامکان اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ''نعت نمبر'' میں کسی قسم کی کوئی غلطی واقع نہ ہو۔ پھر بھی انسان کی دسترس سے باہر ہے کہ وہ اس بات کا مکمل اہتمام کر سکے کیونکہ وہ کتاب جس کے بارے میں ''لا ریب فیہ'' کہا گیا ہے وہ صرف قرآن کریم ہے جو کہ اغلاط سے منزہ ہے اور یہ اسی کا اعجاز ہے۔ تمام تر کوشش کے باوجود اگر نعت نمبر میں کوئی قابل اعتراض بات یا کوئی سنگین غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمائیں ہم آپ کے شکرگزار ہوں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری اس ناتواں کاوش کو اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول و منظور فرمائے اور اس سلسلے میں ہم سے جو کمی اور کوتاہی ہوئی ہے اسے معاف فرمائے۔

frooto®
FRUIT JUICE DRINK